فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (القرآن)

محدث

الناشر

مدیر: حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے **زرِسالانہ:** ۲۰۰روپے **بیرون ملک:** ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔ **ایڈریس:** ماہنامہ محدث، ۹۹جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 35866476 / 042 - 3586639 **موبائل:** 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __ www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

- عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

- علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

- تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

- آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

مُحدِّث

لاہور

جلد نمبر ۲۶	ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ / اکتوبر ۱۹۹۴ء	عدد نمبر ۱

اس شمارے میں

	مسلمان کا خون کیوں بہایا جا رہا ہے؟..... اداریہ	۲
	ترجمان القرآن ... نواب صدیق حسن خان	۱۲
	امام ترمذی اور "الجامع" .... مفتی محمد عبدہ الفلاح	۱۹
	نواب صدیق حسن کی خدمت حدیث ... حمید اللہ عبدالقادر	۶۰
	امام بخاری بحیثیت فقیہ .... حافظ عبداللہ	۷۱
	تیمم کا طریقہ از روئے قرآن و حدیث ... غازی عزیر	۸۰
	جہاد کے لئے تنظیم و امارت؟ ... حافظ عبدالرحمٰن مدنی	۱۰۲
	ماضی میں علمائے اہلحدیث کی مساعی ... عبدالرشید عراقی	۱۱۰
	اسلام اور مستشرقین ... عبدالقوی لقمان	۱۵۲
	خاندانی منصوبہ بندی! ... محمود الرحمٰن فیصل	۱۷۵
	مولانا مقبول احمدؒ ... حافظ ثناء اللہ مدنی	۱۸۷
	شریعت و طریقت ... عبدالقوی لقمان	۱۹۱

مجلس ادارت

حافظ عبدالرحمٰن مدنی
مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی
مولانا محمد رمضان سلفی
مولانا عبدالرحمٰن کیلانی
حافظ حسن مدنی

بدلِ اشتراک

زر سالانہ : 100 روپے

فی پرچہ : 35 روپے

دفتر رابطہ

۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴

فون : ۸۵۲۸۹۷

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے۔ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

دنیا بھر میں مسلمانوں کا لہو پانی کی طرح کیوں بہایا جارہا ہے؟

بیسویں صدی کا آخری عشرہ مسلمانوں پر مصائب و آلام اور ابتلاء کا عشرہ ہے اس صدی کے نصف اول میں بہت سے مسلم ممالک نے آزادی حاصل کی۔ اور مغرب کے لئے یہ ایک عظیم لمحۂ فکریہ بن گیا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ مسلمانوں کا اتحاد ایک تیسری عظیم قوت کو جنم دے سکتا ہے۔ افغانستان پر روسی یلغار پر جس طرح مسلمانوں نے متحد ہو کر اس عظیم تر طاقت کا مقابلہ کیا اور روس جیسی نام نہاد سپر پاور کو جس بے بسی و بے چارگی کے عالم میں افغانستان سے بھاگنا پڑا، پھر اس کے نتیجے میں دنیا کے جغرافیہ میں بے شمار تبدیلیاں وجود میں آئیں، پسے ہوئے اور ظلم و ستم کے مارے ہوئے مسلمانوں نے کروٹ لی اور علم جہاد بلند کردیا، تو پورا مغرب ایک دم چوکنا ہوگیا، کہ سو سالہ کمیونسٹ دباؤ کے باوجود ان ممالک کے مسلمانوں نے نہ صرف اپنے تشخص کو قائم رکھا بلکہ آزادی ملتے ہی فوراً اپنی ملی و اسلامی اقدار کے اِحیاء میں سرگرم ہوگئے، چاہے وسط ایشیا کی مسلم ریاستیں ہوں یا یورپ میں بوسنیا اور البانیہ کے مسلم اکثریتی علاقے، روس کی پسپائی کے فوراً بعد امریکہ نے اپنا نیو ورلڈ آرڈر پیش کردیا جو دراصل "اَنَا وَلَا غَیْرِیْ" کا مصداق تھا، اس کے اس آرڈر کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ جو اسلامی قوتیں اُبھر رہی ہیں، ان کا سختی سے قلع قمع کردیا جائے، وسط ایشیا میں روس، جنوب ایشیا میں بھارت اور مشرقِ وُسطیٰ میں اسرائیل کو امریکہ نے بھرپور امداد دی، تاکہ یہ سب اپنے اپنے علاقوں میں چوہدری بن کر رہیں اور ہر اُبھرنے والی قوتِ مسلمہ کو خس و خاشاک کی طرح بہادیں، یورپ میں یہ ذمہ داری سربیا کے ذمے ڈالی گئی کہ وہ یورپ میں اُبھرنے والی ہر مسلمان قوت کو کچل کر رکھ دے، افریقہ میں صومالیہ کا مسئلہ خود کھڑا کردیا گیا ہے، آج اس صورت حال کا جو نتیجہ سامنے آرہا ہے وہ انتہائی سنگین ہے، دنیا بھر میں مسلمانوں کا لہو پانی سے بھی ارزاں ہوچکا ہے ہر طرف خونِ مسلم کی ارزانی ہے، علامہ اقبال کا یہ شعر بے اختیار لبوں پر آجاتا ہے۔

ہوگیا مانندِ آب ارزاں مسلمان کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت وادیٔ کشمیر، بوسنیا، فلسطین تین ایسے سلگتے خطے ہیں جہاں ہر وقت مظلوم مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے خاک و خون کے دریا میں ڈبو دیا گیا ہے، مقبوضہ کشمیر کی چھوٹی سی خوبصورت وادی میں اس وقت آٹھ لاکھ سے زائد ہندو فوج موجود ہے جس نے دنیا کے ہر فرد کا داخلہ اس وادی کے لئے بند کر رکھا ہے، اس بند جیل میں ہندو کیا کیا ظلم ڈھا رہا ہے، یہ ایک ایسی المناک داستان ہے جسے سن کر بسا اوقات خود ہندو صحافی بھی بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں [1] اب اسی وادی میں اسرائیل کا وزیر خارجہ آتا ہے اور وہ ہندو حکومت سے کہتا ہے کہ تمہارا کام ان مسلم دہشت گردوں کو کچلنا ہے، ہم ہر قسم کی ٹیکنالوجی اور مہارت تمہیں فراہم کرتے ہیں، پھر تم آگے بڑھ کر مسلم وسط ایشیا کے دہشت گردوں کو بھی کچلنے کا پروگرام بناؤ۔

پھر یہی اسرائیل کا وزیر خارجہ چین پہنچتا ہے اور وہ چین جسے ہم اپنا دوست کہتے ہیں، اس نے بھی اعلان کر دیا کہ ہم مشرق وسطیٰ کے عرب ملکوں کو کوئی ایسا ہتھیار نہیں دیں گے جو اسرائیل کی سلامتی کے لئے خطرہ کا باعث بنے۔

22۔ مئی کو اخبارات میں یہ خبر پڑھی گئی کہ امریکہ اور روس نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ سربیا جس نے طاقت کے ذریعہ بوسنیا کے جس ستر فیصد علاقے پر قبضہ کر لیا ہے، اس کا ان علاقوں پر قبضہ بحال رکھا جائے اور اس نے بوسنیا کے نہتے مسلمانوں پر جو جارحیت کی، ان کا قتل عام کیا اور 2۔ ملین لوگوں کو ملک بدر کیا، ملک میں ان گنت ٹارچر سیل قائم کر کے عورتوں اور بچوں کو ڈائریکٹ ایکشن کا نشانہ بنایا، مسلم خواتین کی عصمت دری کو بطور جنگی اسلحہ اپنایا، وہ سب اسے معاف کر دیا جائے، پھر فرانس اور برطانیہ بھی ان کے اس منصوبہ میں شامل ہو جائیں گے، مزید یہ کہ کلنٹن انتظامیہ نے بوسنیا کو اسلحہ کی فراہمی کا ارادہ (جو پہلے وقتاً فوقتاً اپنے عوام کی طفل تسلی کے لئے کیا جاتا رہا ہے) اب حتمی طور پر ترک کر دیا ہے۔

اسرائیلی حکومت نے گذشتہ دسمبر میں مقبوضہ فلسطینی علاقے کے جن چار سو سرکردہ افراد کو فلسطین سے نکال کر سرحد پر ڈال دیا تھا وہ اسی طرح بے خانماں برباد وہاں پڑے ہوئے ہیں، دوسری طرف فلسطینی عوام کو اسرائیلی فوج بڑی بے دردی سے گولیوں سے بھون ڈالتی ہے، اسرائیل دنیا کی وہ عیار قوم ہے جس کی پارلیمنٹ کے صدر دروازے پر واشگاف لکھا گیا ہے "اے اسرائیل! تیری سرحدیں

---

(۱) ملاحظہ ہو ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ جس میں ستر ممالک کے نمائندے آزاد کشمیر گئے تھے، مہاجر کیمپوں کا معائنہ کرنے کے لئے۔ اس میں خود انڈیا کا ایک صحافی "راجن" ان مظلوموں کی المناک داستانیں سُن کر چیخیں مار مار کر رو دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریائے نیل سے لے کر دریائے فرات تک ہیں" ـــــ وہی اسرائیلی اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری امریکی قوت کو عربوں کے خلاف کامیابی سے استعمال کر رہے ہیں، عربوں سے مذاکرات کا ڈرامہ محض اس لئے رچایا گیا ہے کہ عربوں کو مذاکرات کا لالی پاپ دے کر ان کی مکمل بیخ کنی کی جاسکے، زہ گئی یو۔این۔او.... وہ تو امریکہ کی باندی ہے، امریکہ کے زیر سایہ اب یہود و ہنود کا یہ نیا گٹھ جوڑ مسلمانوں کے لئے مزید ابتلاء و آزمائش کا دور ہوگا۔

پھر فلپائن کی عیسائی حکومت نے وہاں کے مسلمانوں کے خلاف سخت ایکشن لیتے ہوئے سینکڑوں مسلمانوں کو شہید کردیا ہے، برما کی بدھ حکومت ہر وقت مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بناتی رہتی ہے، تاجکستان میں مسلمانوں پر قیامتِ صغریٰ ٹوٹی ہوئی ہے، مگر بہت پتلا حال تو دنیا کی سب سے بڑی مسلمان اقلیت کا ہے جو ہندوستان میں رہتے ہیں۔ بیس کروڑ کے قریب ان کی تعداد ہے۔ ہر روز انڈیا میں مسلم کش فسادات ہوتے رہتے ہیں، مسلمانوں کو گولیوں سے بھونا ان کی مکانیں اور دکانیں نذر آتش کرنا بلکہ گاؤں کے گاؤں نذر آتش کردینا ہندو جنونیوں کا مقبول مشغلہ ہے۔ حالیہ واقعات، بابری مسجد کی شہادت، اس کے بعد کئی مسجدوں کی شہادت پھر بے شمار ہندو علاقوں میں مسلم کش فسادات، مسلم خواتین کی عصمت دری بعد میں ان کی وڈیو کیسٹیں بنا کر بازاروں میں فروخت کرنا، غرض کس کس دکھتی رگ کا ذکر کیا جائے، یہاں تو پوری امت مسلم کا جسم لہولہو ہے، ہر عضو سے لہو ٹپک رہا ہے ہر حساس مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آخر مسلمانوں پر ظلم و ستم کا یہ تسلسل کیوں ہے؟ یہ سلسلہ کب جاکر رُکے گا؟ کیوں سب واقعات رونما ہوئے ہیں، اس دلخراش اور المناک باب کو کیسے ختم کیا جائے تدارک کیا ہو؟ اس کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں؟ غور کرنے پر چند اسباب سامنے آتے ہیں، اس ذلت بے بسی اور بے کسی کے جن کا جائزہ لینا اصلاحِ احوال کے لئے از حد ضروری ہے۔

۱۔ یہود و ہنود اور صلیبی دنیا کا گٹھ جوڑ

اس وقت یو۔این۔او کوئی فیصلہ کُن کردار ادا نہیں کرسکتی امریکہ ہی ہر طرف چھایا ہوا ہے، بزعم خود دنیا کی واحد سپرپاور ہے، [۲] وہ اسلام کے احیاء اور مسلم امت کی نشأۃ ثانیہ کو اپنے مفادات کے خلاف سمجھتا ہے، ایک طرف خود مغرب میں بے شمار لوگ اسلام کی سچی، ابدی اور انقلابی تعلیمات سے

---

(۲) نکسن کا دعویٰ ہے کہ عالم اسلام اس وقت بہت سے عوارض کی پوٹ بنا ہوا ہے، جاپان اپنے سابقہ سامراجی کردار کی بدولت دنیا کو ناپسند ہے۔ جرمنی اپنے جنگجویانہ کردار کی وجہ سے نااہل ہے۔ روس اب راکھ کا ڈھیر ہے۔ چین اپنے غیر جمہوری طرز عمل کی وجہ سے عالمی قیادت کے لئے نااہل ہے۔ اس لئے اب صرف امریکہ کو ہی عالمی قیادت زیب دیتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متاثر ہو کر بکثرت مسلمان ہو رہے ہیں، دوسری طرف افغانستان میں مسلمان مجاہدین اپنے دین و ایمان کے سارے دنیا کی بڑی طاقت روس سے ٹکرا گئے۔ اور نہتے ہونے کے باوجود اس نام نہاد طاقت کے بُری طرح دانت کھٹے کر دیئے، اس پر تمام غیر مسلم قوتیں متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو گئی ہیں تاکہ ہر قیمت پر مسلمانوں کو اُبھرنے سے روک سکیں۔

کینیڈا کے ایک کثیر الاشاعت اخبار "اوٹاوہ سن" نے اعتراف کیا کہ عیسائی دنیا نے عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے، اس خبر کی سرخی ملاحظہ ہو "عیسائی دنیا نے عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے"

"یورپ کی 1200 سالہ نفرت کھل کر سامنے آگئی، مسلمانوں کو خطے سے نکالنے کے لئے برطانیہ فرانس اور روس متحد ہو چکے ہیں"

"بوسنیا میں مسلم کشی کے بعد یورپی عیسائیوں کا اگلا نشانہ البانیہ، یونان، مقدونیہ اور بلغاریہ کے مسلمان ہوں گے۔ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 6۔اپریل 1993ء بحوالہ "اوٹاوہ سن"

مسلمانوں کی اندرونی زبوں حالی:

مسلمانوں کے خلاف کوئی بیرونی چال اور سازش اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک خود مسلمانوں کی اندرونی کمزوریاں ان کے ساتھ تعاون نہ کریں، بدقسمتی سے اس وقت مسلمان دین سے دور ہو چکے ہیں، اللہ رسول اور قرآن کے احکامات پس منظر میں چلے گئے ہیں اور ان کے ساتھ ہمارا تعلق ہمارا ذاتی خواہشات کے تابع بن کر رہ گیا ہے، احکام دین کو بدلنا، اپنے آپ کو مغربی تہذیب کے مطابق ڈھالنا، خود کو سیکولر ظاہر کرنا، امریکی مفادات کے تابع بن کر رہنا ہماری نمایاں کمزوریاں ہیں، ہمارے ہاں رسوم و رواج کو فروغ حاصل ہے، قبر پرستی کو دین سمجھ لیا گیا ہے، منافقت، بددیانتی، جھوٹ، کرپشن، رشوت، سود، اقتصادی زبوں حالی ہمارے نمایاں مسائل ہیں، تعلیمی میدان میں ہم بہت پسماندہ، ٹیکنالوجی کے میدان میں بہت پیچھے ہیں، جوہری توانائی حاصل کرنے سے ہمیں بالجبر مسلسل محروم کیا جا رہا ہے۔

اس طرح مسلمان جو تعداد میں سوا ارب سے زائد ہیں دنیا کے بہترین مالی وسائل ان کے پاس ہیں، ان کی جغرافیائی پوزیشن بہت مضبوط ہے، آبی وسائل، بندرگاہیں، زرخیز قطعاتِ اراضی، معدنیات پھر تیل جیسی سیال دولت سے مالا مال ہیں، ان وسائل سے تو وہ پوری دنیا کی سیادت اور امامت کے اہل بن سکتے ہیں مگر وائے افسوس کہ کچھ نفس پرستی اور اقتدار پرستی نے تمام مسلمانوں کو تفرقہ و انتشار میں مبتلا کر رکھا ہے، ہر مسلمان حکومت کے مفادات دیگر مسلمان حکومت سے متصادم ہیں، ذاتی مفادات کے مارے ہوئے مسلم حکمران امریکہ کی چوکھٹ پر سجدہ کرنے میں مصروف ہیں، مگر آپس میں مل بیٹھ نہیں سکتے، مسلم عوام پریشان ہیں۔ علماء سوء نے انہیں وہابی، بریلوی، شیعہ، سُنّی، حنفی، دیوبندی کے مسائل میں جکڑ دیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تفرقہ اور انتشار کی بدولت بھی امتِ مسلمہ کئی حصوں اور کئی خطوں میں بٹ گئی اوپر سے یورپ و مغرب کا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا ان فروعی اختلافات کو اتنا اُبھار کر سامنے لاتا ہے کہ سینکڑوں مسلمان روزانہ ذبح ہوتے جارہے ہیں، مگر اس سانحہ سے مسلمان کوئی سبق نہیں لیتے، کبھی راسخ العقیدہ مسلمانوں کے لئے "وہابی" کی گالی ایجاد کرکے ان کو مسلمانوں کے اندر اچھوت بنا کر دکھ دیا گیا، اور آج مغرب نے ان راسخ العقیدہ مسلمانوں کے لئے "بنیاد پرست" کی اصطلاح استعمال کرکے تمام مسلمان حکومتوں کو ان کا استیصال کرنے کی تلقین کی ہے، ہر مسلم حکمران اپنے آپ کو، لبرل اور سیکولر ثابت کرنے کے لئے کشمیر، بوسنیا، فلسطین جیسے مسائل سے مکمل طور پر اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ مصر، اور دیگر عربی ممالک ان راسخ العقیدہ مسلمانوں (یعنی مجاہدین) کو اپنے خلاف بہت بڑا خطرہ قرار دے کر ان کی سرکوبی کرنے پر تلے بیٹھے ہیں، خود پاکستان میں امریکہ کے حکم پر گذشتہ سال پشاور میں مقیم عرب تنظیموں سے جو ظالمانہ سلوک کیا گیا، حالانکہ وہ اللہ کی رضا کے لئے دس پندرہ برس سے اپنا گھر بار وطن چھوڑ کر یہاں افغان مہاجرین کی خدمت کے لئے مقیم تھے، انہوں نے اپنے جان ومال لگا کر ان مہاجرین کے لئے خوراک، لباس، علاج، تعلیم کا بندوبست کیا اور ان کو بہترین ریلیف مہیا کیا تھا۔ مگر ہماری حکومت نے ان کو تھانوں میں بھوکا پیاسا بند کرکے ان پر تشدد کیا ان کے اہل وعیال کو ستایا اور مزید ظلم وستم کے لئے انہیں ان کی حکومتوں کے حوالے کردیا، امریکہ کی رضا ہر مسلم حکومت کی خارجہ پالیسی کا بنیادی پتھر ٹھہری۔ خلیج کی جنگ کے بعد کویت میں نعرہ بلند ہوا "اللہ اوپر۔ نیچے بُش" اب تمام خلیجی ممالک میں امریکہ کا ہی ڈیرا ہے، وہ ان سے جنگ کا بھاری خراج بھی وصول کرتا ہے، اور ان کا تیل بھی کوڑیوں کے مول خرید تا ہے، اس وقت امریکہ میں خلیجی ممالک کے تیل کی بدولت پٹرول کی وہ ریل پیل ہے کہ وہاں پٹرول سستا مگر دودھ، منرل واٹر، کوکا کولا وغیرہ مہنگے ہیں، اور امریکہ کا مفاد اسی میں ہے کہ یہ سیال سونا صرف میرے ہی کام آئے اور خود اس کے مالک اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

خود پاکستان امریکہ کی تابعداری میں اس حد تک آگے جا پہنچا ہے کہ اس کی خاطر اپنی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول تبدیل کردیئے، اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں کب سے ہو رہی تھیں۔ کشمیر کے مسئلہ کو مسلسل نظرانداز کیا جارہا ہے، دہشت گردی کے امریکی الزام سے بچنے کے لئے اپنا ایٹمی پروگرام منجمد کردیا گیا ہے، بوسنیا اور فلسطین تو دور کی بات ہے ہم خود کشمیر کے لئے جو ہماری موت وحیات کا مسئلہ ہے جو پاکستان کی شہ رگ ہے، اس کے بارے میں بات نہیں کرسکتے۔

اُمتِ مسلمہ کی طاقت کا سرچشمہ تبلیغ دین اسلام تھا، یعنی اسلام کو ایک دین ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنا اس کی اخوت، عدل، مساوات کی تعلیم دینا اور خود اس کا عملی نمونہ پیش کرنا، مگر افسوس ہم اس کے تمام زریں وسنہری اصول بھول گئے، اسلامی عدل ومساوات کا کیا درس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے کہ خود اسلامی معاشرے جاگیرداروں، وڈیروں اور زمینداروں کے ظلم و ستم کے نیچے دبے کراہ رہے ہیں۔ دوسری طرف عیسائی مشنریز بڑی تیزی کے ساتھ منظم منصوبہ بندی سے افریقہ، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، پاکستان غرض ہر مسلم ملک میں عیسائیت پھیلا رہے ہیں، مشن ہسپتال اور دیگر رفاہی ادارے قائم کرکے وہ ان مظلوم اور نادار مسلمانوں کو عیسائیت کی ترغیب دیتے ہیں تو کہیں انگلش میڈیم سکولوں کے ذریعے جدید اور معیاری تعلیم کے نام پر، ان کے تمام ذہین طبقہ کو اسلام سے بیزار اور سیکولر بنا رہے ہیں، اور ہم ہیں کہ اپنی عیاشی میں مست، ہم بالکل سنجیدہ نہیں، ہمارے حکمران صلیبی بگل اور سائرن بجنے پر شتر مرغ کی طرح اپنا منہ ریت میں نہیں دباتے، بلی کے آنے پر کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں بھی بند نہیں کرتے، بلکہ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں، صلیب کو چومتے ہیں، ٹائی کو گلے لگاتے ہیں اسلامی شعائر کا مذاق اڑا کر اپنے مسائل سے دانستہ آنکھیں بند کرکے خوش ہوتے ہیں کہ اس طرح ہم دہشت گردی کے طعنہ سے محفوظ ہوگئے، اور امریکہ کے وفادار بن گئے۔

صالح قیادت کا فقدان:

قائد کی حیثیت ڈرائیور کی سی ہوتی ہے وہ گاڑی کو جس طرف موڑ دے تمام سواریاں اسی طرف جانے کو مجبور ہیں، بعینہ قوم کے لیڈر اپنے لئے جو راستہ چُن لیں پوری قوم اسی پر چلنے کے لئے مجبور ہوتی ہے، ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے عوام تو مکہ اور مدینہ کو جانے والا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں مگر ہمارے حکمرانوں کو لندن، پیرس، اور واشنگٹن کی راہ عزیز ہے۔ 47ء میں برصغیر کے مسلمانوں کو محمد علی جناح جیسا قائد میسر آگیا تو تاریخ کا ایک عظیم معجزہ پاکستان کی شکل میں وجود میں آیا۔ جو اللہ کا خاص فضل و کرم تھا یقین کیجئے اُمتِ مسلمہ اس وقت بھی ایک قائد کی تلاش میں ہے، ایک ایسا مخلص و مؤمن قائد جو ایک طرف خود مسلمانوں کو خالص دین کی طرف واپس لائے، تمام مسلمانوں کو متحد کرے، دوسری طرف مغربی استعمار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان سے غیرت مندانہ معاملہ کرے، جو قرآن و سنت کے مطابق مسلمانوں کو مصائب سے نکالنے کے لئے انہیں جہاد کی راہ پر ڈالے، ایسا قائد جو علامہ اقبال کے اس شعر کا مصداق ہو۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، شجاعت کا، عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

ترکِ جہاد:

ہماری زبوں حالی کی ایک اہم اور بڑی وجہ جہاد کو ترک کردینا بھی ہے، حضرت ابوبکرؓ کا فرمان ہے "جس قوم نے جہاد کو چھوڑا، وہ ضرور ذلیل و خوار ہوئی"

محدث دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تاقیامت میری امت میں جہاد جاری رہے گا، نہ اس کو ظالم بادشاہ کا ظلم روک سکے گا، نہ کسی عادل بادشاہ کا عدل، انصاف پسند بادشاہ عدل کے قیام کے لئے جہاد کرتا ہے، جبکہ ظالموں کے ظلم کو روکنے کے لئے ان کے خلاف جہاد برپا کرنا پڑتا ہے۔ محمد بن قاسم کے ہندوستان میں آنے پر، موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کے سپین میں جانے پر جو عدل و انصاف اور امن و امان قائم ہوا، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، مگر جب مسلمان جہاد کا راستہ چھوڑ دیں تو کس طرح ذلیل و خوار ہوتے ہیں، آج کے عالمی حالات اس کا نقشہ اچھی طرح پیش کر رہے ہیں، جہاد کا راستہ عزت کا راستہ ہے فوز و فلاح کا راستہ ہے، دنیا میں سربلندی اور آخرت میں اَجر و ثواب کا ضامن ہے۔

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔

مگر وائے افسوس کہ آج مٹھی بھر مجاہدین کو غیر تو غیر خود مسلمان حکومتیں دہشت گرد بنیاد پرست انتہا پسند کہہ کر ان کو خطرہ قرار دے کر ان کو کچلنے میں مصروف ہیں، دوسری طرف ہم عزت کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے عیش کوشی، طاؤس و رباب، ٹی۔ وی، وی سی آر، ڈراموں، فحش لٹریچر کے اَسیر ہیں، ہر مسلم گھرانہ فلموں، گانوں، فلم ایکٹرسوں، کھیلوں، اور کھلاڑیوں کا شیدائی اور عاشق، لہو و لعب میں مشغول ہے، امتِ مسلمہ کی دین بیزاری اور مغربی تہذیب سے وفاداری کا کیا ذکر کہ اپنے سے "عورتوں سے عدم مساوات" کے نام نہاد طعنہ کو مٹاتے ہوئے پوری دنیا میں ایک مضحکہ خیز مثال پیش کی، واقعاتی صورتحال یہ ہے کہ اس وقت دینی تعلیمات کے یکسر خلاف تین اسلامی ممالک کی سربراہان صنفِ نازک سے تعلق رکھتی ہیں، اسی پر طُرہ یہ کہ ان میں بھی دو ملک ایسے ہیں جن کا اسلامی تشخص دنیا کی نظر میں بہت جاندار ہے اور ان ممالک کے معرض وجود آنے کی وجۂ جواز فقط اسلام کا عملی زندگی میں نفاذ ہے۔ عورت کی سربراہی کا یہ اعزاز کسی مغربی ملک کو اس وقت حاصل نہیں بلکہ صرف ملتِ اسلامیہ کے حصہ میں آیا۔

پس چہ باید کرد؟

آج جبکہ مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جارہا ہے محض اس لئے کہ وہ مسلمان ہیں، کشمیر میں پورے گاؤں کو نذر آتش کردیا جاتا ہے، محض اس لئے کہ وہ مسلمان ہیں ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے؟

۱۔ چونکہ دنیا میں ہر جگہ مسلمانوں کو مسلمان ہونے کی سزا دی جارہی ہے دشمن کہیں بھی یہ نہیں دیکھتا کہ میرے ظلم کا شکار ہونے والا لبرل مسلمان یا سیکولر، وہابی ہے یا بریلوی، شیعہ ہے یا سنی، وہ تو ہمیں مسلمان کی حیثیت سے جانتا ہے لہٰذا ہمیں ہر معذرت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کتاب وسنت کی تعلیم کے مطابق صرف اور صرف مسلمان بننا چاہیے ہماری تمام تر طاقت متحد ہو کر پورے پورے مسلمان بننے میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ﴾ (آل عمران: آیت نمبر103)

ترجمہ: تم سب مل کر اللہ کی رسی (یعنی اس کے دین) کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

اس آیت میں دو باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی، کہ اللہ کے دین پر مضبوطی اور سختی سے کاربند رہو، دوم یہ کہ مل کر دین پر چلنا اتفاق اور اتحاد سے رہنا تفرقہ، انتشار اور فروعی اختلافات سے بچ کر رہنا دینی حکم ہے، اس آیت میں یہ مفہوم بھی پنہاں ہے کہ مسلمانوں کا اپنا ایک الگ بلاک ہونا چاہیے، وہ اپنے مسائل خود مل کر حل کریں، اور کسی غیر کے دست نگر نہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے:

○ ——— اللہ پر ہی اہل ایمان کو توکل کرنا چاہیے۔ (سورۃ آل عمران، آیت 160)

○ ——— ان سے نہ ڈرو اور مجھی سے ڈرو۔ (سورۃ مائدہ، آیت نمبر3)

○ ——— کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔ اصل حق دار تو اللہ ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم واقعی مومن ہو۔ (سورۃ توبہ، آیت نمبر23)

○ ——— یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو۔ (البقرۃ، 120)

مندرجہ بالا قرآن پاک کے تمام ارشادات مسلمانوں کے لئے راہنما اصول ہیں کہ ہم اگر دنیا میں سربلند ہو کر رہنا چاہتے ہیں تو صرف اللہ سے ڈریں، اسی کی اطاعت کریں، اسی پر بھروسہ کریں، رسولِ اکرم کی سنت کا اتباع کریں، رہ گئے غیر مسلم تو وہ ہم سے کبھی بھی راضی نہیں ہو سکتے جب تک ہم غیر مسلم نہ بن جائیں، ہمارا مسلمان ہونا ہی ہمارا جرم ہے، لہٰذا یہ خیر و شر کی کشمکش جاری رہے گی، اس کشمکش میں مسلمان کا کردار یہی ہونا چاہیے کہ اللہ کے سوا نہ کسی کو بڑا مانے نہ کسی کے آگے جھکے، نہ بکے، بلکہ صرف اللہ کی نصرت پر یقین رکھے، قرآن و سنت کی طرف رجوع کرے، اور اپنے مشکلات و مسائل کو خود مل کر حل کریں، ہر جگہ مظلوم مسلمانوں کی مدد کو پہنچیں، اس لئے انہیں لازماً علمِ جہاد تھامنا ہوگا، شوقِ شہادت اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا، جہاد کو اوڑھنا بچھونا بنانا ہوگا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

○ ——— اے رسول ان سے کہہ دو اگر تمہارے باپ، بیٹے، بیویاں، خاندان، وہ مال جو تم نے کمایا، وہ تجارت جس کی کساد بازاری کا تم کو اندیشہ ہے وہ مکانات جو تمہیں پسند ہیں، اگر تمہیں اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں، تو انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرما دے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (سورہ توبہ آیت نمبر24)

ایک اور مقام پر اللہ کا ارشاد ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ــــــ "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جنگ نہیں کرتے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو اس بستی سے نکال جہاں کے لوگ ہم پر ظلم ڈھا رہے ہیں، اور اپنی خاص عنایت سے ہمارے لئے حامی اور مددگار بنا" (سورۃ النساء)

آنحضور ﷺ سے سوال کیا گیا کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے فرمایا اللہ اور رسول پر ایمان، دریافت کیا گیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (بخاری و مسلم)

آپ نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں دنیا سے گیا کہ نہ تو خود کبھی جہاد کیا نہ کبھی جہاد کی نیت کی، تو اس کی موت منافقت کی موت ہے" (صحیح مسلم)

اگر ہمیں آنجناب ﷺ کی اس حدیث کی صحت پر ایمان ہے کہ تمام امتِ مسلمہ جسم واحد کی طرح ہے کہ اگر جسم کے ایک حصہ میں شکایت پیدا ہو تو پورا جسم تڑپ اٹھتا ہے" تو پھر ہم کیوں کشمیری مظلوم مسلمانوں کی چیخوں، آہوں، سسکیوں سے بے پرواہ ہیں، کیا ہمیں یقین ہے کہ جو کچھ کشمیری خواتین کے ساتھ ہو رہا ہے وہ کل ہماری خواتین کے ساتھ نہیں ہو سکتا، جو آگ کشمیر میں لگی ہے ہندوستان میں لگی ہے ہم یقیناً اس سے محفوظ رہیں گے؟ اس آگ سے محفوظ رہنے کی صرف ایک ہی تدبیر ہے کہ ان کے جہاد میں عملاً شامل ہو کر ان کو مضبوط بنائیں تاکہ وہ دشمن کے مقابلہ میں بازی جیت جائیں، ان کی سفارتی سطح پر، اسلحہ سے، مال سے، جان سے، ہر طرح ہر ممکن مدد کریں، اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب پاکستانی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں، اپنے اختلافات کو بھلا کر دین کو بنیاد بنا کر متحد ہوں اور کشمیر کے لئے مضبوط سہارا ثابت ہوں، آخر ہم اس قوم کی اولاد ہیں جس میں محمد بن قاسم ایک مسلمان خاتون کی فریاد پر ہندوستان پہنچا۔ اور ملتان تک کا علاقہ فتح کر لیا، جس میں خلیفہ المعتصم ایک مسلمان خاتون کی فریاد پر بغداد سے عموریہ پہنچا، اور اہل عموریہ کو اپنا باج گزار بنا کر چھوڑا، انہوں نے عزت کا راستہ جہاد کا راستہ اختیار کیا تھا اور ہم انتشار کا شکار، دین سے دور آپس میں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں مشغول، فلموں، گانوں اور کھیلوں کے لالی پاپ سے اپنے آپ کو بہلا رہے ہیں، ہمیں مخلص صالح قیادت کی ضرورت ہے، وہ بھی جہاد کی بھٹی سے ہی نمودار ہو گی، حال میں افغانستان نے جہاد کی بدولت عظیم کامیابی حاصل کر لی تھی، مگر پھر مسلمانوں نے ساتھ نہ دیا تو امریکہ نے اس جہاد کا ثمرہ برباد کر دیا، لہٰذا اس وقت بھی دین کی طرف رجوع، اتحاد اور جہاد کی ضرورت ہے، دور جدید کا صلاح الدین ایوبی ان صلیبی جنگوں میں اہل صلیب کو شکست سے دوچار کرنے والا اسی جہاد کی کٹھالی میں سے نمودار ہو گا، ان شاء اللہ العزیز.....!

اگر ہم چاہتے ہیں کہ کرۂ ارض کا نقشہ بدل جائے، ظلم کا خاتمہ کر دیا جائے یہود و ہنود اور اہل صلیب کی مکاریوں کا پردہ چاک کر دیا جائے تو پھر امت مسلمہ کے ایک ایک فرد کو یہ عزم کرنا ہو گا کہ وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد بنے گا، پھر یہ مجاہد اقوام متحدہ کی طرف رحم طلب نظروں سے دیکھنے کے بجائے راہ جہاد میں آگے بڑھتے جائیں گے، جب امت اس راہ پر چل کھڑی ہوگی، تو اللہ صالح قائد عطا فرمائے گا جو طالوت بن کر جالوت کا سر پھوڑ کر رکھ دے گا اور ارشاد الٰہی کے مطابق یہ منظر سامنے آئے گا۔

"کئی بار ایسا ہوا کہ تھوڑی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آگئی"

آیئے ہم سب مل کر اپنے لئے عزت کا راستہ چنیں، صلاح الدین ایوبی کا راستہ، سلطان ٹیپو کا راستہ، شاہ اسماعیل شہید کا راستہ، اور مل کر امتِ مسلمہ کے مصائب و آلام کو اللہ کی نصرت سے دور کردیں۔ وگرنہ ـــــ "تیری داستان نہ ہوگی داستانوں میں" کا خدانخواستہ انجام بد ہمارا منتظر ہے، اللہ ہمیں ہر وقت صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اس وقت مسلمان خواتین کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے اندر جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت پیدا کریں، اپنے مجاہد بھائیوں، بیٹوں اور شوہروں کے لئے خوب دعا کریں کیونکہ دعا بہترین عبادت ہے، مسلمانوں کی طاقت اور حوصلہ کے لئے بہت بڑا سہارا ہے، ہم سب کو عالم اسلام کی سربلندی کے لئے مظلوم مسلمانوں کے لئے مجاہدین کے لئے خوب خوب دعائیں اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئیں، یہ میدانِ قتال میں لڑنے والے مجاہدین کی بہترین اخلاقی مدد ہے۔

پیاری ماں مجھ کو تیری دُعا چاہیے
جب شہادت ملے اور کیا چاہیے

حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ تمام طلبہ کے لئے فوجی تربیت لازمی قرار دے تاکہ بوقتِ ضرورت ہر طالب علم اسلام کا قلعہ ثابت ہو۔

آج کل جنگیں میدانِ جنگ سے زیادہ ثقافتی محاذ پر لڑی جاتی ہیں، لہٰذا ہم مسلمانوں کو ایک طرف عیاشی کو ترک کرنا ہوگا اور خالص اسلام کی سادہ سچی تعلیمات کو خلوص سے اپنانا ہوگا اور تعصبات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف خدائے واحد کے آگے جھکنا ہوگا، دوسری طرف نفس پرستی، اقتدار پرستی اور حُبِ جاہ و مال کے بُت توڑ کر اتفاق اور اتحاد کو مضبوط بنانا ہوگا، اپنی خبر رساں ایجنسی ہوں، آپس میں رابطے مسلم حکومتوں اور عوام کے براہِ راست ہوں، تاکہ ایک دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف محسوس کریں اور اس اخوت کا نقشہ سامنے آئے۔

اخوت اس کو کہتے ہیں کہ چبھے کانٹا جو کابل میں
تو دلی کا ہر پیرو جواں بے تاب ہوجائے

مسز ثریا علوی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب و حکمت

پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ
پروفیسر حافظ محمد اسرائیل فاروقی

نواب صدیق حسن خاں

ترجمان القرآن

آیت نمبر ۱۱۸:

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

"اور جو لوگ کچھ نہیں جانتے (مشرکین) وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے گفتگو کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی۔ اس طرح ان سے پہلے لوگ بھی انہی کی سی باتیں کیا کرتے تھے، ان لوگوں کے دل آپس میں ملتے جلتے ہیں، جو لوگ صاحبِ یقین ہیں ان کے لئے ہم نے نشانیاں بیان کردی ہیں"۔

تشریح:

یہاں پہلے لوگوں سے مراد یہودی ہیں، وہ لوگ بھی اپنے نبی علیہ السلام سے یہی کہتے تھے جو مشرکینِ مکہ کہہ رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رافع بن حرملہ نے رسول اکرم ﷺ سے کہا: اے محمد ﷺ! اگر آپ اللہ کے رسول ہیں جیسا کہ آپ کہتے ہیں تو آپ ﷺ اللہ سے کہیں کہ وہ ہم سے باتیں کرے، ہم اس کی گفتگو کو سنیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مجاہدؒ نے کہا کہ یہ قول نصاریٰ کا تھا۔ اسے ابنِ جریر نے بھی اختیار کیا ہے، اس لیے کہ آیت کا سیاق انہیں کے حق میں ہے، لیکن ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اس میں کلام ہے۔ قرطبیؒ نے فرمایا معنی یہ ہے۔ اے محمد ﷺ اللہ تمہاری نبوت کے بارے میں ہم سے مخاطب کیوں نہیں ہوتا؟ سو ظاہر سیاق یہی ہے۔

ابوالعالیہؒ، ربیع، انس، قتادہ، مشہدی نے کہا یہ کفار عرب کا قول تھا۔ اور "ان سے پہلے" سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، جس کی دلیل یہ ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ

"اور جب ان کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ جس طرح کی رسالت اللہ کے پیغمبر کو ملی ہے جب تک اسی طرح کی رسالت ہمیں نہ ملے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے"۔

﴿ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴾ ..... (بنی اسرائیل: ۹۰)

﴿ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴾ .... (بنی اسرائیل: ۹۳)

"اور کہتے ہیں: ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری نہ کردیں"۔

"آپ کہہ دیجئے میرا پروردگار پاک ہے، میں تو صرف پیغام پہنچانے والا انسان ہوں"۔

تیسرے مقام پر یوں ہے:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ..(الفرقان: ۲۱)

"اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہ نازل کئے گئے یا ہم آنکھ سے اپنے پروردگار کو دیکھ لیں"۔

چوتھے مقام پر اس طرح ہے:

﴿ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴾ .... (المدثر: ۵۲)

"اصل یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کھلی ہوئی کتاب آئے"۔

اس طرح کی اور بھی بہت سی آیات ہیں، جو مشرکین عرب کے کفر اور ان کے عناد و سوال پر دلالت کرتی ہیں۔ ان کا یہود و نصاریٰ کے مثل کہنا کفر و عناد کی وجہ سے تھا، جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿ يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً ﴾ ... (النساء: ۱۵۳)

"(اے نبی اکرم ﷺ) اہل کتاب آپ ﷺ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان پر ایک لکھی کتاب آسمان سے نازل کردیں۔ یہ لوگ تو موسیٰ سے اس سے بڑی بڑی درخواستیں کر چکے ہیں اور ان سے کہتے تھے کہ ہمیں اللہ کو ظاہر کرکے (یعنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں سے) دکھادو"۔

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ﴾ ... (البقرہ: ۵۵)

"اور وہ وقت یاد کرو جب تم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ! جب تک ہم اللہ کو سامنے نہیں دیکھ لیں گے اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لائیں گے"۔

اللہ کے اس قول ﴿ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ﴾ سے مراد یہ ہے کہ مشرکین عرب کے دل کفر و عناد اور فساد میں یہود و نصاریٰ کی مانند ہو گئے ہیں، جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُوْنٌ، أَتَوَاصَوْا بِهٖ ﴾ .... الآیۃ (الذاریات: ۵۲)

"اس طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو پیغمبر آتا وہ اس کو جادوگر یا دیوانہ کہتے۔ کیا یہ لوگ ایک دوسرے کو اس بات کی وصیت کرتے آتے ہیں؟"

اس کے بعد فرمایا: ہم نے رسول اکرم ﷺ کے حق اور سچ ہونے پر دلائل کھول کر بیان کر دیئے ہیں، اب کسی اور سوال کی حاجت نہیں، جو شخص نبی اکرم ﷺ پر یقین لایا اس نے انہیں سچا جانا، ان کی پیروی کی، اللہ کی باتوں کو سمجھتا ہے اور جن کے دل اور کانوں پر اللہ نے مہریں لگا دیں، آنکھوں پر پردے ڈال دیئے، سو ان کے حق میں فرمادیا:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيْمَ ﴾ ... (یونس: ۹۶-۹۷)

"جن لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے، جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں، خواہ ان کے پاس ہر طرح کی نشانی آجائے"۔

آیت نمبر ۱۱۹:

إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ أَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ

"اے نبی ﷺ: ہم نے آپ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اہل دوزخ کے بارے میں آپ ﷺ سے پرسش نہیں ہوگی"۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً آیا ہے، خوشخبری دینے والا سے مراد جنت کی خوشخبری اور ڈرانے سے مراد دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والا (ابن ابی حاتم) آپ ﷺ سے عدمِ سوال کا مطلب یہ ہے کہ کافر کے کفر کی آپ ﷺ سے باز پُرس نہیں ہوگی۔ جیسے فرمایا:

﴿ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴾ ... (الرعد: ۴۰)

"تو پس آپ کا کام تو صرف ہمارے احکام کا پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے"۔

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴾ ... (الغاشیہ: ۲۱-۲۲)

"تو آپ ﷺ نصیحت کرتے رہیں، آپ ﷺ کا کام نصیحت کرنا ہی ہے اور آپ ﷺ ان پر داروغہ نہیں ہیں"۔

تیسری جگہ فرمایا:

﴿ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ، فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴾ .. (ق: ۴۵)

"یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے اور آپ ﷺ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہیں، پس جو ہمارے عذاب کی وعید سے ڈرے تو اس کو قرآن سے نصیحت کرتے رہیے"۔

اس مفہوم کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں، "ولا تُسئل" کے معنی میں جب "تُسئل" کی "ت" کو "پیش" (مضموم) پڑھا جائے تو مذکورہ بالا مفہوم ہوگا اور اگر زبر کے ساتھ (مفتوح) پڑھا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ ان کا حال کچھ نہ پوچھیں، جس طرح کہ عبدالرزاق نے محمد قرظی سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ کے والدین

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: "کاش میں جانتا کہ میرے ماں باپ کا انجام کیا ہوا؟"

اس پر یہ آیت نازل ہوئی پھر آپ ﷺ نے کبھی زندگی بھر کبھی ان کا ذکر نہ کیا۔

قرظی نے کہا یہ ویسی ہی بات ہے جیسے کہتے ہیں کہ "فلاں شخص کا حال کیا پوچھتا ہے، مت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھ"..... یعنی وہ تیرے گمان سے بھی آگے بڑھ گیا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم نے تذکرے میں یہ بات ذکر کی ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کے ماں باپ کو زندہ کردیا تھا، وہ ایمان لے آئے اور اس حدیث کا کہ "میرا باپ، تیرا باپ جہنم میں ہیں" جواب دیا ہے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ جو حدیث رسول اکرم ﷺ کے ماں باپ کی حیات کے بارے میں مروی ہے وہ صحاحِ ستہ اور کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔ سو ابن کثیرؒ کی یہ بات صحیح ہے کہ یہ حدیث اور دوسری حدیثیں جو اس بارے میں آتی ہیں، جن سے سیوطیؒ وغیرہ نے استدلال کیا ہے، سب بے اصل، منکر، شاذ، یا موضوع ہیں، اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ آپ ﷺ کے ماں باپ کے عدم ایمان سے آپ ﷺ کے پاک دامن ہونے پر، یا آپ ﷺ کی رسالت پر کوئی نقص نہیں آتا۔ پھر اس قدر شور و غوغا، لوگ رسول اکرم ﷺ کے ماں باپ کے ایمان لانے پر کیوں کرتے ہیں؟ ابن جریر نے جو قولؒ قرظی کا اس بنیاد پر رد کیا تھا کہ رسول اکرم کا اپنے ماں باپ کے بارے میں شک کرنا محال ہے۔ اس لیے "ولا تُسئَل" پہلی قراءت ہی ٹھیک ہے، سو اس کا رد ابن کثیرؒ نے کیا ہے اور کہا "عین ممکن ہے کہ یہ بات اس وقت ہوئی ہو جب آپ ﷺ نے اپنے والدین کے لیے بخشش کی دعا مانگنا چاہی ہو، اس لیے کہ اس وقت آپ ﷺ کو ان کا حال معلوم نہ تھا۔ اور جب حال معلوم ہوا تو ان دونوں سے براءت کا اظہار کیا اور یہ خبر دی کہ وہ "اہلِ نار" سے ہیں۔

صحیح بخاری میں بھی اس جیسی دوسری بہت سی احادیث ہیں۔

ابن جریر کا کہنا کچھ صحیح نہیں، ابن کثیرؒ کی مذکورہ بالا تحریر سے معلوم ہوا کہ ابن کثیرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ رسول اکرم کے والدین کفر پر دنیا سے گئے اور اپنی زندگی میں یا موت کے بعد ایمان نہیں لائے۔ یہی عقیدہ تمام مسلمانوں کا ہے اور مسلم شریف کی حدیث کے مطابق ہے۔ اس عقیدے کا مخالف صحیح حدیث کا مخالف ہے لیکن ہمارے نزدیک تو یہ بات ہی سب سے بہتر ہے کہ ایسے مسائل میں سرے سے گفتگو دینِ برحق کے خلاف ہے اس لیے کہ قرآن نے یہ کہہ دیا ہے:

﴿ تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانو يعملون ﴾ .. (البقرہ: ۱۴۱)

"یہ جماعت گذر چکی، ان کو وہ ملے گا جو انہوں نے کیا اور تمہیں وہ جو تم نے کمایا اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پُرسش آپ سے نہیں ہوگی"۔

سو ہمیں اسی قاعدے پر جمے رہنا چاہیے، لایعنی باتوں سے بچنا اسلام کی خوبی ہے، بے جا غور و خوض کرنے میں وقت کا ضیاع اور ایمان کی تباہی ہے۔ عطاء بن یسار نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے یہ کہا کہ توراۃ میں رسول اکرم ﷺ کی صفت کیا ہے انہوں نے کہا، اللہ کی قسم رسول اکرم کی توراۃ میں وہی صفت بیان ہے، جس طرح قرآن میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا وحرزا للامیین وانت عبدی و رسولی سمیتک المتوکل لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یدفع بالسیئۃ السیئۃ وکان یعفو و یغفر ولن یقبضہ حتی یقیم بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ فیفتح بہ اعینا عمیا واذانا صما و قلبا غلفا..... (مسند احمد، صحیح بخاری)

"اے نبی اکرم ﷺ ہم نے آپ کو گواہ بنا کر خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اُمی لوگوں کا محافظ بنا کر بھیجا، آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ ﷺ کا نام متوکل رکھا ہے، نہ آپ ﷺ ترش رو ہیں، نہ سنگ دل، نہ بازاروں میں پھرنے والے، نہ برائی کا بدلا برائی سے دینے والے بلکہ آپ معاف کرنے والے، درگذر کرنے والے ہیں، اللہ آپ ﷺ کو اس وقت تک وفات نہ دے گا جب تک آپ ﷺ بھٹکی ہوئی ملت کو راہِ راست پر نہ لے آئیں کہ وہ کلمۂ طیبہ کا اقرار کریں، یہ کلمہ وہ ہے جس سے آپ ﷺ ان کی اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھول دیں گے"۔

اس حدیث کو ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن یہ الفاظ زائد ہیں کہ عطاء نے کہا: پھر میں کعب بن احبار سے ملا ان سے بھی یہی سوال کیا تو کسی بھی حرف میں اختلاف نہ پایا مگر کعبؒ نے اپنی زبان میں یوں کہا: اعینا عمویا واذانا صمومیا و قلوبا غلوفا

آیت نمبر ۱۲۰:

وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ ٱلْيَهُودُ وَلَا ٱلنَّصَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ ٱتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم بَعْدَ ٱلَّذِى جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن وَلِىٍّ وَلَا نَصِيرٍ

"اور آپ ﷺ سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ آپ ﷺ ان کے مذہب کی پیروی کرنے لگیں، آپ ﷺ ان سے (یہود و نصاریٰ) کہہ دیجئے اللہ کی ہدایت (دین اسلام) ہی اصل ہدایت ہے اور اے پیغمبر ﷺ! اگر آپ اپنے پاس علم (وحیِ الٰہی) کے آجانے کے بعد ان کی خواہشات کی اتباع کریں گے، تو آپ کو بھی اللہ کے (عذاب) سے بچانے والا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مدد گار"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

ابن جریرؒ نے کہا: اللہ کا مقصد یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! یہ دونوں فریق آپ ﷺ سے کبھی راضی اور خوش نہ ہوں گے، سو آپ ﷺ ان کی رضامندی اور موافقت کو چھوڑ کر اس حق کی طرف دعوت دیجئے جو اللہ نے آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے۔ اللہ کی رضامندی طلب کیجئے، جو راہ اللہ نے آپ ﷺ کو دکھادی ہے، وہی صراط مستقیم صحیح دین اور کامل و شامل ہے۔ قتادہ نے کہا یہ ایک ایسی مخالفت ہے جو اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی ہے کہ اصل ضلالت سے یوں نپٹا کرو۔ پھر کہا مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا اور غالب آئے گا۔ جو اس کی مخالفت کرے گا وہ اس گروہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے"۔

ابن کثیرؒ نے فرمایا: یہ حدیث بخاری شریف میں ہے۔

اللہ کے اس ارشاد میں کہ "اگر آپ ﷺ نے اصل کتاب کا اتباع کیا تو پھر آپؐ کا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا"۔ امت مسلمہ کے لیے بہت بڑی وعید ہے کہ کہیں وہ یہود و نصاریٰ کے قدموں پر نہ چلنے لگیں جبکہ انہیں قرآن و سنت کا علم ہو چکا ہے۔ یہ خطاب اگرچہ رسول اکرم ﷺ کو ہے مگر یہ حکم امت مسلمہ کو دیا گیا ہے۔ تفسیر "فتح البیان" میں ہے: اس آیت میں ایسی سخت وعید ہے کہ دل کانپتے ہیں، دل بیٹھے جاتے ہیں اور اہل علم اور دین الٰہی کے ماننے والوں پر اس آیت نے یہ بات لازم کردی ہے کہ اصل بدعت اور دوسرے مذاہب کی برائیوں سے بچیں اور جو لوگ کتاب و سنت کے تارک اور قرآن و حدیث کے مقابلے پر صرف رائے کو اختیار کرتے ہیں ان کے ساتھ کسی قسم کی نرمی نہ کریں کیونکہ یہ لوگ اگرچہ بظاہر دین کو مانتے ہیں، نرم اخلاق سے پیش آتے ہیں مگر انہیں بدعت و ضلالت کے اتباع کے سوا کوئی بات پسند نہیں۔ پس جو آدمی کتاب و سنت کا عالم ہو اور پھر اس بدعت و تقلید کو جاننے کے باوجود ان سے نرمی کرے تو سمجھ لو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ کوئی حامی ہے اور نہ کوئی ناصر۔

اکثر فقہاء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ سارا کفر ایک ملت ہے کیونکہ لفظ ملت آیت میں مفرد آیا ہے جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿ لکم دینکم ولی دین ﴾ ... اس بنیاد پر مسلمان و کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوسکتے۔ بلکہ کافر ہی اپنے ساتھی کا وارث ہوتا ہے خواہ ہم مذہب ہو نہ ہو، کیونکہ سب ایک ہی ملت ہیں۔ امام شافعیؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام احمدؒ کا یہی مذہب ہے، دوسرا قول امام احمدؒ کا امام مالکؒ سے قول کے متفق ہے کہ دو اہل ملت متفرق ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوسکتے۔

☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت

الجامع للترمذی

ولادت اور نام و نسب:

امام ترمذی ۲۱۰ھ کے حدود میں پیدا ہوئے بعض نے ۲۰۹ھ ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وفات بالاتفاق ۲۷۹ھ ہے امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں ۲۷۹ھ وفات ذکر کی ہے اور لکھا ہے:

"وکان من ابناء سبعین"

یہی الفاظ علی القاری نے شرح الشمائل میں ذکر کئے ہیں، پس ان جملہ اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امام موصوف ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے لہٰذا ان کی ولادت ۲۱۰ھ ہی ہے۔ (۱)

امام ترمذی کا نام محمد، باپ کا نام عیسیٰ اور کنیت ابو عیسیٰ ہے اور پورا نسب یہ ہے:

محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک اور نسبت اسلمی الترمذی ہے بعض نے البوغی کی نسبت بھی ذکر ہے کیونکہ آپ قریہ بوغ میں مدفون ہیں جو کہ ترمذ سے چھ فرسخ کی مسافت پر واقع ہے۔ (۲) لیکن ترمذی کی نسبت زیادہ مشہور ہے اور اسی نسبت سے معروف ہیں۔ (۳)

ترمذ کی حیثیت:

خراسان اور ماوراء النہر کا خطہ مردم خیز ہے اور ہمیشہ علم و فن کا مرکز رہا ہے اور امام ترمذی کا تعلق بھی اسی خطہ علم و فن سے ہے۔ یہاں سے بہت سے ارباب کمال اٹھے، یاقوت حموی لکھتے ہیں:

وترمذ مدینة مشهورة من امهات المدن راكبة على نهر جيحون من جانبه الشرقي متصلة العمل بالصغانيان والمشهور من اهل هذه البلدة ابو عيسى صاحب الجامع والعلل وابو اسماعيل السلمي وغيرهم

ابتدائی تعلیم:

ترمذ اس زمانہ میں علوم و فنون اسلامیہ کا مرکز بن چکا تھا، امام بخاری جیسے محدث عظیم کی مسند علم وہاں بچھ چکی تھی اور دیگر اہل حدیث نے وہاں رہائش اختیار کرلی تھی لہٰذا قرین قیاس یہی ہے کہ امام ترمذی کی ابتدائی تعلیم بھی اسی شہر میں ہوئی ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحلات:

اولاً اپنے شہر کے شیوخ سے علم حاصل کیا اس کے بعد خراسان اور ماوراء النہر کے شیوخ سے کسب فیض کیا، چنانچہ امام اسحاق بن راھویہ نیسابوری (۲۳۸ھ) اور محمد بن عمرو السواق سے تحصیل کے بعد پر دوسرے اسلامی مراکز حدیث کی طرف رحلت کی چنانچہ اولاً عراق میں شیوخ حدیث اور حفاظ سے سماع کیا پھر حجاز اور دیگر بلاد کی طرف چلے گئے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: (۴)

"طاف البلاد وسمع خلقا من الخراسانيين والعراقيين والحجازيين"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی مصر اور شام نہیں گئے کیونکہ وہاں کے شیوخ سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔ (۵) اور غالباً بغداد بھی نہیں گئے کیونکہ وہاں جاتے تو امام احمد بن حنبل سے ضرور ملاقات اور سماع کرتے لیکن امام احمد بن حنبل سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے چنانچہ خطیب نے تاریخ بغداد اور ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں اس سماع کا ذکر نہیں کیا۔

تاریخ رحلت:

تتبع اور استقراء سے پتہ چلتا ہے کہ امام ترمذی نے ۲۳۵ھ کے قریب رحلت شروع کی، جبکہ ان کی عمر بیس سال کے قریب تھی اس لحاظ سے امام ابوداؤد سے دو سال بعد رحلت شروع کی، کیونکہ اس سے پہلے جو شیوخ فوت ہو گئے ہیں، امام ترمذی نے ان سے روایت بالواسطہ کی ہے جیسے علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ، و محمد بن عبداللہ بن نمیر الکوفی المتوفی ۲۳۴ھ اور ابراھیم بن المنذر المتوفی ۲۳۶ھ و غیرھم

جبکہ امام ترمذی کے سب سے پہلے شیوخ میں محمد بن عمرو السواق البلخی ۲۳۶ھ پھر محمود بن غیلان مروزی ۲۳۹ھ پھر قتیبہ بن سعید المتوفی ۲۴۰ھ نظر آتے ہیں۔ (۶)

خراسان کو واپسی:

پھر ایک طویل مدت کے بعد ۲۵۰ھ کو واپس خراسان پہنچ گئے اہل علم نے ان سے استفادہ شروع کر دیا اور امام ترمذی نے شیوخ سے مذاکرات شروع کر دیئے بہت سے مذاکرات اور مناقشات مشہور ہیں جو العلل الکبیر میں انہوں نے ذکر کئے ہیں۔ (۷)

امام ذہبی نے النبلاء میں اور امام مزی نے تہذیب الکمال میں امام ترمذی کے شیوخ کی مفصل فہرست شائع کی ہے ان میں کچھ شیوخ وہ ہیں جن سے شیوخ صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔

(۱) ابو بکر محمد بن بشار بندار، بصرہ کے بہت بڑے محدث تھے۔ ۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۲ھ کو فوت ہوئے، بخاری اور مسلم نے ان سے روایت لی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) محمد بن المثنی ابو عیسیٰ (م ۲۵۲ھ) المولود ۱۶۷ھ
(۳) زیاد بن یحییٰ الحمانی ۲۵۴ھ
(۴) ابو العباس عبد العظیم العنبری ۲۴۶ھ
(۵) ابو سعید الاشج عبد اللہ بن سعید الکندی ۲۵۷ھ
(۶) ابو حفص عمرو بن علی الفلاس ۲۴۹ھ
(۷) یعقوب بن ابراہیم الدورقی (۱۶۶ھ - ۲۵۲ھ)
(۸) محمد بن معمر القیسی البحرانی ۲۵۶ھ
(۹) نصر بن علی الجھضمی ۲۵۰ھ [۸]

مذکورہ شیوخ سے کچھ اَقدم شیوخ بھی ہیں جن سے امام ترمذی نے سماع کیا ہے اور اپنی الجامع میں ان سے روایت بھی کی ہے۔ علامہ ذہبی نے النبلاء میں ان کی فہرست پیش کی ہے جن میں قتیبہ بن سعید الثقفی ابو الرجاء المتوفی ۲۴۲ھ محمد بن عبد العزیز بن رزمہ المروزی ۲۴۱ھ، اسحاق بن راھویہ ۲۳۸ھ، ابو بکر محمد بن العلاء ۲۴۸ھ، ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرحمٰن الھروی، ابو محمد اسماعیل بن موسیٰ الفزاری ۲۴۵ھ وغیرھم شامل ہیں۔

طبقاتِ شیوخ:

حافظ ابن حجر نے امام بخاری کے شیوخ کو طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ [۹] اسی طرح امام ترمذی کے شیوخ کو بھی تین طبقات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(الف) وہ جن کو سماع میں تقدم حاصل ہے جیسے قتیبہ بن سعید، علی بن حجر وغیرھم جو کبار طبقہ عاشرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ [۱۰] اور اس طبقے کے رواۃ شیوخ بخاری کے طبقہ وسطیٰ میں شمار ہوتے ہیں۔

(ب) جو سن و اسناد میں ان سے متصل ہیں اور اکثر شیوخ ترمذی اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن سے امام ترمذی نے اپنی الجامع میں روایت کی ہے جیسے احمد بن منیع البغوی ۲۴۴ھ، عمرو بن علی الفلاس، محمد بن ابان المستملی ۲۴۴ھ وغیرھم۔

(ج) گیارہویں طبقہ کے شیوخ جیسے الحسن بن احمد بن ابی شعیب ۲۵۰ھ اور امام بخاری و مسلم بلکہ امام ترمذی اس طبقہ سے نزول کے ساتھ روایت کرتے ہیں جیسے ہشام بن عمار الدمشقی ۲۴۵ھ وغیرہ ان بلاد کے شیوخ جہاں امام ترمذی نہیں گئے اور بالواسطہ ان سے روایت کی ہے بایں وجہ امام ترمذی کی اسناد امام بخاری اور مسلم سے نازل ہوگئی ہے اور الجامع للترمذی میں عوالی بہت کم نظر آتے ہیں، اس نزول کے تین اسباب بیان کئے گئے ہیں:

۱۔ تاخر طلب و رحلت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ بعض بلاد کی طرف عدم رحلت

۳۔ طلبِ حدیث میں توسع

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جامع ترمذی میں صرف ایک ثلاثی روایت ہے یعنی حدیث انسؓ (یاتی علی الناس زمان) الخ[۱۱] پس ملا علی قاری نے شرح المشکوۃ میں جو لکھا ہے۔

"اعلی اسانید الترمذی مایکون واسطتان بینہ وبین النبی ﷺ"[۱۲]

یہ مبنی بر مسامحت ہے۔

ایک باب کے تحت متعدد احادیث:

امام ترمذی اس میں منفرد ہیں کہ وہ ایک باب کے تحت متعدد احادیث کی طرف اختصار کے ساتھ "وفی الباب عن فلان و فلان" کہہ کر اشارہ کردیتے ہیں، لیکن امام مسلم اپنے قاعدہ کے مطابق تمام احادیث کو ذکر کرتے ہیں، تاہم اختصار کے لئے متن کو بار بار ذکر نہیں کرتے بلکہ مثلہ و نحوہ سے اشارہ کردیتے ہیں مثلاً قصۃ ذی الیدین فی سجود السھو میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت متعدد طرق سے ذکر کی ہے تمام طرق میں "سلم سھوا فی رکعتین و سجد للسھو بعد السلام" مشترک ہے تاہم نماز کی تعیین میں اختلاف ہے کہ بعض میں احدی صلاتی العشی شک کے ساتھ ہے، اور بعض میں صلاۃ الظھر اور بعض میں صلاۃ العصر ہے، پھر عمران والی حدیث لاتے ہیں جس میں مسلم نے ثلاث رکعات اور صلاۃ العصر کو بالجزم ذکر کیا ہے۔ امام بخاری نے مختلف ابواب میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت مختلف طرق سے ذکر کی ہے مگر عمران والی روایت اختلاف کی وجہ سے نہیں لائے تاہم باب میں مَنْ سَلَّمَ فی رکعتین او ثلاث کہہ کر عمران والی حدیث کی طرف اشارہ کردیا ہے۔[۱۳]

ثلاثیات اور کتبُ الستہ:

الجامع للترمذی کے علاوہ کتبُ الستہ میں ثلاثیات کے متعلق علماء نے لکھا ہے:

صحیح بخاری میں ۲۳ ثلاثیات ہیں جو الگ شرح کے ساتھ بھی مطبوع ہیں۔ لیکن صحیح مسلم میں ایک بھی ثلاثی روایت نہیں ہے یہی حال نسائی اور ابوداؤد کا ہے، ترمذی میں صرف ایک حدیث ثلاثی ہے، ہاں ابن ماجہ میں پانچ ثلاثیات جبارۃ بن مغلس کے طریق سے مروی ہیں تاہم جبارہ ضعیف اور متکلم فیہ ہے اور مسند دارمی میں ۱۵ ثلاثیات ہیں جو امام دارمی نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کی ہیں۔ البتہ مسند احمد میں ۳۳۲ ثلاثیات ہیں جو شیخ محمد السفارینی کی شرح کے ساتھ مطبوع ہیں[۱۴]

بعض علماء نے مؤطا اور مسند ابی حنیفہ کا مقابلہ کرکے لکھا ہے کہ مسند ابی حنیفہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وحدان ہیں اور اس پر فخر کیا ہے تاہم علماء نے ان وحدانی کے متعلق لکھا ہے:

"باسانید غیر ثابتة"

یعنی یہ اسانید غیر ثابتہ کے ساتھ ہیں۔ علی القاری نے مرقاۃ میں دعویٰ کیا ہے کہ ترمذی میں ایک حدیث ثنائی بھی ہے مگر یہ صاحب مرقاۃ کا وہم ہے کیونکہ مذکورہ حدیث ثلاثی ہے اور جامع ترمذی میں صرف یہ ایک حدیث ہی ثلاثی ہے۔

امام ترمذی اور علم حدیث:

امام ترمذی کو علم حدیث میں رسوخ حاصل تھا اور یہ رسوخ ائمہ کبار حدیث سے رسوخ اور ان سے استفادہ کی وجہ سے حاصل ہوا تھا امام بخاری سے خصوصی تلمذ اور امام مسلم اور امام ابوداؤد سے بھی لقاء کا شرف حاصل تھا۔

تاہم امام مسلم سے صرف ایک حدیث (احصوا هلال شعبان لرمضان) روایت کی ہے اور ابوداؤد سے بھی اپنی الجامع میں روایت لی ہے، [15] یعنی عبداللہ بن زید بن اسلم کی امام احمد سے تعدیل نقل کی ہے عن طریق ابی داؤد السجستانی اور علل الحدیث والرجال اور فنون الحدیث میں امام دارمی اور ابو زرعۃ الرازی سے بھی استفادہ کیا ہے، تاہم فنون حدیث کے اصل مربی امام بخاری ہیں، چنانچہ جب امام بخاری ۲۵۰ھ واپس وطن آئے اور پانچ سال نیساپور میں قیام کیا تو امام ترمذی نے امیرالمؤمنین فی الحدیث کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا اور ان سے تلمذ اختیار کرلیا۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔ [16]

"تفقه فی الحدیث بالبخاری"

بلکہ علل الحدیث، جرح و تعدیل اور تاریخ رجال میں امام بخاری سے خوب استفادہ کیا جس کا عکس الجامع میں نظر آتا ہے۔ شیخ احمد شاکر لکھتے ہیں:

الترمذی تلمیذ البخاری و خریجه و عنه اخذ الحدیث و تفقه به و مَرَّن بین یدیه وسأله واستفاد به

درحقیقت امام ترمذی خراسان میں امام بخاری کے بہترین خلف ہیں انہوں نے اپنی الجامع میں امام بخاری کے علم حدیث کو خوب شہرت دی ہے چنانچہ کتاب العلل میں اعتراف کیا ہے کہ میں نے اپنی الجامع میں علل و تاریخ کا زیادہ تر حصہ محمد بن اسماعیل سے حاصل کیا ہے اور اپنے شیخ کے علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولم ار بالعراق ولا بخراسان فی معنی العلل و التاریخ و معرفة الاسانید کنیر احدأعلم من محمد بن اسماعیل.

اور استاذ نے بھی تلمیذ کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے علم و ذکاوت کا اعتراف کرتے ہوئے ترمذی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اپنے شیوخ اور اساتذہ میں شامل کرلیا اور ان سے بعض احادیث کا سماع کیا چنانچہ حضرت علیؓ کے مناقب میں حضرت ابو سعید الخدریؓ والی حدیث : لایحل لاحدان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرک [17] ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قد سمع منی محمد بن اسماعیل ھذا الحدیث

اس میں امام ترمذی کی تکریم اور ان کے علم و فضل کی وسعت کی دلیل ہے نیز امام بخاری نے اعتراف کیا ہے:

"ما انتفعت بک اکثر مما انتفعت بی"

امام ترمذی کا تفقہ:

علم حدیث کی روایت کے ساتھ امام ترمذی کو تفقہ اور مذاہبِ علماء کی معرفت میں بھی عبور حاصل تھا فقہ الحدیث میں ماہر تھے اور یہ چیز بھی انہوں نے امام بخاری جیسے حاذق استاذ سے حاصل کی تھی چنانچہ امام ترمذی اپنے دور کے فقہی سرمایہ ہیں، اختلافات کو خوب سلیقہ سے اپنی جامع میں سمو دیا ہے۔

امام ترمذی نے فقہ اہل الرائ تو اس وقت کے مشہور فقیہ الرازی سے حاصل کی اور فقہ مالکی اسحاق بن موسیٰ انصاری اور امام مالک کے تلمیذ ابو مصعب الزھری سے اخذ کی، اور امام شافعی کا مذہب قدیم حسن بن محمد زعفرانی اور قول جدید ربیع بن سلیمان تلمیذ الشافعی سے اخذ کیا، اسی طرح امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ وغیرھم کے اقوال و فتاوی کی دراست کی، اور فقہ الحدیث میں بڑا ذخیرہ جمع کرلیا، اور اس کے ساتھ بہت سے دیگر اقوال و مذاہب بھی جمع کردیئے اس طرح یہ کتاب "معلمۃ الفقہ الاسلامی" بھی بن گئی، جب کہ حدیث علل الحدیث، اسانید اور تمام فنون حدیث کی معلمہ تھی، الحاصل مصنف کی کتاب الجامع ان کی تفقہ فی الحدیث اور مذاہب پر اطلاع کی بہت بڑی دلیل ہے، ہر حدیث کے بعد علماء کے اقوال پیش کرکے ان میں سے ایک کو ترجیح دیتے ہیں جس سے قاری یہ تاثر لیتا ہے کہ وہ فقہ اور حدیث کے بہت بڑے امام تھے۔

اخلاق اور حفظ و ضبط:

محدثین اور فقہاء کے حالات زندگی پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اخلاقِ اسلامیہ اور صفات صالحہ کے پیکر تھے قیامِ لیل اور تلاوتِ قرآن ان کی زندگی کے پروگرام میں شامل رہتا تھا اور کتاب و سنت کے صدقِ دل سے خدمت گذار تھے ان کے اندر حسد و بغض نہیں تھا اور مسلمان کی غیبت کو قبیح ترین گناہ سمجھتے تھے۔

امام ترمذی بھی اخلاق حسنہ کے پیکر تھے اور حفظ و ضبط میں ممتاز تھے۔ [18] وہ خود ہی بیان کرتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ کسی شیخ نے بطور امتحان میرے سامنے چالیس حدیثیں پیش کیں تو میں نے ان کو اول تا آخر زبانی پڑھ کر سنادیں اور ایک بھی غلطی نہیں کی تو اس نے مجھ سے کہا:

"ما رأیت مثلک (۱۹)

اور ورع و احتیاطِ دینی میں بے مثل تھے جو کہ محدثین کی امتیازی شان ہے، ادنیٰ شبہات سے بھی دور رہتے، گویا حدیث (من استبرأ لدینہ و عرضہ، الخ) پر عمل پیرا تھے، ان کے قلوب خشیتِ الٰہی سے لبریز تھے اور بہت روتے تھے، امام ترمذی ان صفات میں اپنے شیخ امام بخاری کا نمونہ تھے، حافظ عمر بن علک نے کیا خوب کہا ہے:

مات البخاری فلم یخلف الخراسان مثل ابی عیسی فی العلم و الحفظ والورع و الزهد، بکی حتی عمی و بقی ضریرا سنین (۲۰)

طلبِ علم میں محنت اور مذکورہ صفات عظیم کی وجہ سے امام ترمذی مشہور ہوگئے اور بہت سے شیوخ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور جم غفیر نے استفادہ کیا۔

مشاہیر تلامذۃ:

ابوبکر اسماعیل بن عامر سمرقندی، ابو حامد احمد بن عبداللہ بن داؤد المروزی التاجر، احمد بن علی المقری، احمد بن یوسف النسفی، ابوالحارث اسد بن حمدویہ النسفی، حسین بن یوسف الغریری، حماد بن شاکر الوراق، داؤد بن نصر بن سہیل البزدی، عبد بن محمد بن محمود النسفی، ابوالحسن علی بن عمر بن کلثوم السمرقندی، فضل بن عمار الصرام، ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب المحبوبی المروزی۔ راویۃ الجامع۔ ابو جعفر محمد بن سفیان بن النصر النسفی المعروف بالامین، ابوالنضل محمد بن محمود بن العنبر النسفی، علی بن نوح النسفی المقری، محمد بن مکی، الہیثم بن کلیب الشاشی الحافظ راویۃ الشمائل۔ وغیرہم (۲۱)

امام ترمذی اور معاصرین:

امام ترمذی کے معاصرین ان کی امامت فی الحدیث، تقدم اور حفظ و اتقان پر متفق ہیں حافظ ابو سعید کا بیان ہے۔

احد الائمة الذین یقتدی بهم فی علم الحدیث صنف الجامع و التواریخ والعلل تصنیف رجل عالم متقن کان یضرب به المثل فی الحفظ (۲۲)

اس طرح المزی نے تہذیب الکمال میں امام ترمذی کی تعریف کی ہے اور علامہ ذہبی نے سیر النبلاء اور تذکرۃ میں "حافظ ثقہ مجمع علیہ" کہا ہے الغرض امام ترمذی حدیث و فقہ کے مسلم امام ہیں اور جامع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی ان کی مشہور و معروف تصنیف ہے۔

ابن حزم نے محلّٰی اور کتاب الفرائض من الایصال میں ان کو مجہول کہا ہے۔ (۲۳) لیکن علماء نے ابن حزم کے اس قول کو شذوذ پر محمول کیا ہے لہٰذا امام ترمذی پر اس کا کچھ اثر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن حزم کی زندگی میں جامع ترمذی کا نسخہ مغرب میں نہیں پہنچا تو اس عدم علم کی وجہ سے ابن حزم نے مجہول کہہ دیا ہے۔ (۲۴) چنانچہ ذہبی کے الفاظ ہیں:

وقد اعتذر له انه ماعرفه ولا درى بوجود الجامع والعلل التي له لانها لم تكن دخلت الاندلس اذ ذاك

بعض نے اس اعتذار کو رد بھی کیا ہے کہ جامع ترمذی کے اَندلس میں نہ پہنچنے کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ امام ترمذی سے ابن حزم واقف نہیں تھے کیونکہ ابن الفرضی الاندلسی نے اپنی کتاب المؤتلف و المختلف میں امام ترمذی کا تذکرہ کیا ہے اور وہ کتاب ابن حزم کے سامنے ہے۔ (۲۵)

اصل میں ابن حزم نے بعض ائمہ کے علم و فضل اور فقہی مقام سے عدم واقفیت کی وجہ سے ان کو مجہول کہہ دیا جیسے ابوالقاسم البغوی (۳۱۷ھ) اسماعیل بن محمد الصفار، ابوالعباس الاصم (۳۴۶ھ) وغیرہ، چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: (۲۶)

وجهالة ابن حزم لابي عيسى لا تضره حيث قال في محلاه و من محمد ابن عيسى بن سورة؟

"جامع ترمذی"

مصنف کے مختصر حالات پیش کرنے کے بعد اب ہم ان کی جامع کو موضوعِ سخن بناتے ہیں جو اس ترجمہ سے اصل مقصود ہے۔

الجامع للترمذی:

امام بخاری کے حالات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس دور میں جمع حدیث کے سلسلہ میں محدثین کے سامنے دو طرح کا کام ہو چکا تھا اول مسانید کے مجموعے مرتب ہو چکے تھے اور بعض اصحابِ مسانید نے انتقاء کا کام لیا تھا اور کانٹ چھانٹ کر احادیثِ صحیحہ کو جمع کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس میں سہولت اور نرمی سے کام لیا گیا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم : مؤطا امام مالک کا نمونہ موجود تھا جس میں احادیثِ صحیحہ درج کی گئی تھی مگر صحابہ و تابعین کے اقوال کے ساتھ مخلوط کر دی گئی تھیں۔

ائمہ ستہ کی مساعی:

ائمہ ستہ نے اپنے دور میں مبوّب کتابیں لکھیں اور تحت التراجم احادیث درج کر کے ایک طرح فقہ الحدیث مرتب کر دی اور ان کے سرخیل امام بخاری نے ابواب اور تجریدِ صحیح کی پہلی کوشش کی اور شیوخ کے مشورہ سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا جیسا کہ گذر چکا ہے۔

ائمہ ستہ کے دور میں حدیث صحیح و سقیم مخلوط تھی اور بعض محدثین نے منکر روایات بغیر تمیز و بیان کے جمع کرنے سے بھی گریز نہیں کیا تھا۔ لہٰذا ضرورت تھی صرف ان احادیث کو مرتب کیا جائے جو صحت کے اعتبار سے معیاری ہوں اور ان کو ابواب پر مرتب کیا جائے تاکہ استفادہ آسان ہو۔

چنانچہ محدثین نے کمرِ ہمت باندھی اور امام بخاری اور مسلم نے اس کام میں پہل کی اور صرف حدیثِ صحیح کو ابواب پر مرتب کیا تاکہ عوام کے لئے استفادہ میں آسانی ہو اس طرح انہوں نے مصنفات اور مسانید دونوں طریقوں کو جمع کر دیا۔ مصنفات ابواب پر مرتب تھیں اور امام مالک نے تجریدِ صحیح کا نمونہ پیش کر دیا تھا۔ پس اس امور میں محدثین کا اولین مقصد صحیح اور منکر میں تمیز دینا تھا امام مسلم نے اپنے مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے چنانچہ محدثین کی ان کتابوں کے مرتب ہونے پر دو طریقے سامنے آئے ہیں:

(الف) فقہ اور استنباطِ احکام پر احادیث مرتب کی گئی جیسا کہ امام بخاری کا طریق ہے اور اس سے پیشتر مؤطا کا نمونہ موجود ہے مگر مؤطا مختصر تھی امام بخاری نے ابواب و تراجم کو وسعت دے کر استنباط میں تفنن سے کام لیا حتی کہ کامل نمونہ بن گیا اور اس طریقہ میں اصل کی حیثیت اختیار کر لی۔

(ب) فن اسناد کا اہتمام کیا گیا اور اسانید حدیث کے ساتھ فوائد حدیث کو جمع کر دیا گیا جو امام مسلم کا طریق ہے۔

حدیث کے جمع کرنے کے ساتھ علوم الحدیث میں اضافہ ہوتا رہا اور اس طبقہ کے علماء نے علوم الحدیث میں ہر فن پر شاندار کتابیں تالیف کیں۔

چنانچہ امام بخاری نے "تواریخ ثلاثہ" کتاب الضعفاء اور کتاب العلل وغیرھا کتابیں تالیف کیں اور امام مسلم نے کتاب الاسماء والکنی، کتاب الافراد، والتمیز وغیرہ کتابیں تحریر کر کے اس فن کو ترقی دی۔ العلامۃ العجلی، اسحاق الکوسج نے جرح و تعدیل پر مختلف کتابیں تالیف کیں جو بعد کے علماء کے لئے مراجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ (۲۷)

علماء کی ان مساعی جمیلہ سے علوم الحدیث کی انواع متمیز نظر آنے لگیں اور قبول ورد کے لحاظ سے حدیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے صحیح حسن اور ضعیف تین اقسام ہو گئے۔

ابن المدینی سے امام بخاری اور یعقوب بن شیبہ وغیرہ نے اس فن کو حاصل کیا۔ [۲۸] اس کی خوب نشرواشاعت کی اور اس کے مطابق عمل کیا اور احادیث پر صحت و حسن اور ضعف کے احکام صادر کئے۔

امام مسلم نے مقدمہ الصحیح میں اس کی توضیح کی اور احادیث و رجال کے تین طبقے ترتیب دیئے۔

(i) حفاظ متقنین کی احادیث (ii) اہل الستر والصدق اور طلب علم کے ساتھ متصف ہیں۔ (iii) وہ رواۃ جو متہم بالکذب ہیں اور ان کی احادیث اکثر طور پر منکر ہیں۔

پہلی اور دوسری قسم کی روایات کو قبول کیا اور تیسری قسم کو ترک کردیا، امام مسلم کی یہ اقسام بھی تقسیم ثلاثی کے مطابق تھیں، علاوہ ازیں بعض مرکب اصطلاحات بھی استعمال کی گئیں مثلاً "حسن صحیح" جو امام ترمذی سے پہلے بھی امام بخاری یعقوب بن شیبہ (۲۶۲ھ) اور امیر علی اللوسی استعمال کرتے رہے [۲۹] ان کے بعد امام ترمذی آئے اور تقسیم میں ان کا راستہ اختیار کیا اور ایک ایک حدیث کے فوائد و احکام پر مفصل گفتگو کی اور اساتذہ سے استفادہ کیا۔

تالیف امام ترمذی:

امام ترمذی نے بہت سی تالیفات کے مجموعے چھوڑے ہیں جن میں سے حسب ذیل کے نام مل سکے ہیں:

۱) الجامع جو "سُنن ترمذی" کے نام سے مشہور ہے۔
۲) الشمائل النبویۃ معروف بہ شمائل الترمذی
۳) کتاب "العلل المفرد" اور "العلل الکبیر"
۴) العلل جو جامع کے آخر میں منضم ہے۔ [۳۰]
۵) کتاب الزھد (المفرد) قال ابن حجر: لم یقع لنا [۳۱]
۶) التاریخ [۳۲]
۷) اسماء الصحابۃ [۳۳]
۸) الاسماء والکنی [۳۴]
۹) کتاب "الاثار الموقوفۃ"

الجامع للترمذی:

اس کے بعد اب ہم الجامع للترمذی پر بحث کرتے ہیں اور اس پر اپنا جائزہ پیش کرتے ہیں:

الجامع للترمذی "اصولِ خمسہ" میں شمار ہوتی ہے جو ابواب پر مرتب ہے اور ان کے تحت احادیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحہ و غیر صحیحہ مرتب ہیں، ہر حدیث کے بعد صحت و حسن اور ضعف میں اس کا درجہ بیان کردیا ہے اس طرح یہ ایک بڑی کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

اس کتاب کا نام "الجامع" ہے جو ایک اصطلاحی نام ہے کیونکہ حدیث کی اصنافِ ثمانیہ اس میں جمع کردی گئی ہیں، خاص طور پر مواعظ و آداب، تفسیر اور مناقب پر نہایت تفصیل سے کام کیا ہے اور امام ترمذی کے اس اعتناء پر مقالہ نگاروں نے کتاب کی بہت تعریف کی ہے اور اسے قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔ (۳۵)

خطیب نے الجامع کو صحیح ترمذی کے نام سے ذکر کیا ہے اور امام حاکم نے الجامع الصحیح کہا ہے۔ (۳۶) لیکن ان ہر دو اسامی میں تجوز ہے، کیونکہ جامع ترمذی میں صحیح حسن اور ضعیف روایات بھی بکثرت ہیں بلکہ حسن اور ضعیف کے مقابلہ میں الصحاح کم ہیں۔

الکتانی نے الرسالہ المستطرفہ میں "الجامع الکبیر" کا عنوان ذکر کیا ہے۔ (۳۷) لیکن یہ نام قلیلُ الاستعمال ہے، زیادہ مشہور نام "السنن للترمذی" ہے کیونکہ یہ کتاب احکام فقہی پر مشتمل ہے، اور ترتیب فقہی پر ابواب قائم کئے گئے ہیں، لہٰذا اس کو سنن کہنا انسب ہے، جیساکہ کتانی نے المستطرفہ میں ذکر کیا ہے مگر چونکہ اس میں احکام کے علاوہ دیگر مضامین بھی موجود ہیں اس لئے یہ الجامع ہے جو علماء کے نزدیک مشہور تر اور اصطلاحی نام ہے، جیساکہ ہم الجامع الصحیح للبخاری میں مفصل ذکر کر آئے ہیں۔ (۳۸) اور پھر یہ نام کتاب کی حالت اور واقع کے بھی مطابق ہے اور جن اصحاب نے صحیح الترمذی یا الجامع الصحیح کے عنوان سے اس کو طبع کیا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔

جامع ترمذی اور فنونِ حدیث:

جامع ترمذی احادیثِ مرفوعہ اور اقوالِ صحابہ و تابعین کے بہت سے فوائدِ حدیثیہ اور فقہ المذاہب سے مملوّ ہے، ہر باب کے تحت ایک دو احادیث کو درج کرکے تصحیح و تحسین اور تضعیف کے لحاظ سے احادیث کی درجہ بندی کی ہے، پھر رجال و اسانید پر بحث کرکے اسانید کے علل ذکر کئے ہیں، اور اس باب میں اگر دوسری احادیث ہوں جو ترجمۃ الباب کے مناسب ہوں تو (فی الباب عن فلان و فلان) سے ان کی طرف اشارہ کردیا ہے اور خاص مسائل میں اپنی رائے بھی ذکر کردی ہے اس بناء پر علماء نے "الجامع للترمذی" کے فوائد و مقاصد ذکر کئے ہیں۔ ابنِ رشید لکھتے ہیں:

ان کتاب الترمذی تضمن الحدیث مصنّفا علی الابواب وھو علم براسه والفقه وھو علم ثان، وعلل الحدیث ویشتمل علی بیان الصحیح من السقیم و ما بینھما من المراتب وھو علم ثالث، و الاسماء والکنی، وھو علم رابع والتعلیل و التجریح وھو علم خامس، ومن ادرک النبی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ ومن لم یدرکه ممن اسند عنه فی کتابه وهو علم سادس، و تعدید من روی ذالک الحدیث وهو علم سابع۔

لیکن جامع میں ان علوم کا بیان اجمالی طور پر ذکر کیا گیا ہے اب رہے تفصیلی علوم تو وہ بہت زیادہ ہیں۔ (۳۹)

ابوبکر ابن العربی نے عارضۃ الاحوذی کے نام سے ترمذی کی شرح لکھی ہے جس کے مقدمہ میں فوائد الکتاب کے لئے ایک فصل قائم کی ہے اس کی افادیت کے پیش نظر ہم کچھ تلخیص کے ساتھ یہاں پر درج کرتے ہیں۔

ولیس فیها - یعنی کتب الحدیث - مثل کتاب ابی عیسی حلاوة مقطع و نفاسة منزع وعذوبة مشرع و فیه اربعة عشر علما، فهو قد صنف و اسند وصحح، و اسقم، وعدد الطرق و جرح وعدل واسمی و اکنی ووصل وقطع واوضح المعمول به و المتروک و بیّن اختلاف العلماء فی الردّو القبول لاثاره و ذکر اختلافهم فی تاویله

وکل علم من هذه العلوم اصل فی بابه وفرد فی نصابه فا لقاری له لایزال فی ریاض مو نقة وعلوم متفقة منسقة (۴۰)

(۱) موضوع الکتاب:

ان امور کے پیش نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ الجامع کا موضوع دو چیزیں ہیں "الصناعۃ الحدیثیۃ" اور "الفقہ اجتہاداً واستنباطاً" دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں:

ان موضوع الجامع للترمذی هو الحدیث صناعة و فقها

اور یہی بات امام ترمذی نے الجامع کے سببِ تالیف میں ذکر کی ہے۔ (۴۱)

چنانچہ لکھتے ہیں:

وانما حملنا علی مابینا فی هذا الکتاب من قول الفقهاء و علل الحدیث لاناسئلنا عن هذا فلم نفعله زمانا، ثم فعلناه لمارجونا فیه من منفعة الناس لانا قد وجدنا غیر واحد من الائمة تکلفوا من التصنیف مالم یسبقوا الیه، فمنهم هشام بن حسان و عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج و سعید بن ابی عروبة و مالک بن انس و حماد بن سلمة و عبدالله بن المبارک و یحیی بن زکریا بن ابی زائدة و وکیع بن الجراح و عبدالرحمن بن مهدی و غیرهم من اهل العلم و الفضل صنفوا فجعل الله فی ذالک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منفعة كثيرة فنرجو بذالكه لهم الثواب الجزيل لمانفع الله به المسلمين، فيهما لقدوة فيما صنفوا

اس میں امام ترمذی نے وضاحت کی ہے کہ میں نے اقوال الفقہاء اور علل الحدیث کو اپنی کتاب میں کیوں جگہ دی ہے جبکہ اس سے قبل کسی نے بھی ان پر بحث نہیں کی، چنانچہ لکھتے ہیں:

مجھ سے پہلے بھی بہت سے علماءِ فحول اچھوتے موضوع پر کتابیں لکھ چکے ہیں اور ان کی مساعی سے لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے پس میں نے بھی وہ کام کیا جو پہلے کسی نے نہیں کیا، اس سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔

امام ترمذی کے اس ابتکار (جدت) کا اعتراف بہت سے ان علماء نے کیا ہے جنہوں نے جامع ترمذی پر تحقیقی کام لیا ہے۔ علامہ احمد محمد شاکر مصری لکھتے ہیں:

كتاب الترمذي يمتاز بامور ثلاثة لا تجدها في شيئ من كتب السنة الاصول السنة و غيرها

اولها: انه بعد ان يروى حديث الباب يذكر اسماء الصحابة الذين رويت عنهم احاديث فيه سواء اكانت بمعنى الحديث الذى رواه ام بمعنى آخر، ام بما يخالف ام باشارة اليه ولو من بعيد و هذا اصعب ما في الكتاب على من يريد شرحه و خاصة في هذه العصور

ثانيها: انه في اغلب احيانه يذكر اختلاف الفقهاء واقوالهم في المسائل الفقهية و كثيرا مايشير الى دلائلهم و يذكر الاحاديث المتعارضة في المسئلة، و هذا مقصد من اعلى المقاصد و اجلها اذ هوالغاية الصحيحة من علوم الحديث تمييز الصحيح من الضعيف للاستدلال والاحتجاج ثم الاتباع و العمل

ثالثها: انه اى الترمذى يعنى كل العناية في كتابه بتعليل الحديث فيذكر درجته من الصحة والضعف ويفصل القول في التعليل و الرجال تفصيلا جيدا، ومن هذا صار كتابه هذا كأنه تطبيق عملى لقواعد علوم الحديث خصوصا علم العلل، و صار أنفع كتاب للعالم و المتعلم و للمستفيد و الباحث في علوم الحديث (۴۲)

دائرۃ المعارف میں صاحبِ مقالہ لکھتے ہیں:

دو خصوصیات کی بناء پر جامع ترمذی ممتاز ہے ایک اسناد پر تنقید (یعنی علل الاسناد بیان کرنا) اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے فقہی مذاہب کے مواضعِ خلاف کی تفصیل، اس دوسری خصوصیت کے لحاظ سے جامع ترمذی ہمارے پاس وجوہِ خلاف میں قدیم ترین مرجع ہے جو ہم تک پہنچا ہے، اس سے پہلے امام شافعی نے کتابُ الام میں کچھ وجوہ خلاف بیان کئے تھے لیکن اس کثرت سے نہیں جو کتاب ترمذی میں مذکور ہیں۔

(۲) صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے موازنہ:

امام بخاری اور امام مسلم کی صحیحین پر نظر ڈالی جائے اور ان کے اغراض و مقاصد کو تامل سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی بھی انہی کے طریق پر چلے ہیں۔

امام بخاری نے اپنی کتاب کی بناء فقہی ابواب پر رکھی ہے اور ہر حدیث سے مختلف مسائل اور نکات نکالے ہیں اور تراجم میں ودیعت کردیئے ہیں، اور تراجم میں آیات و احادیث اور اقوالِ صحابہ و تابعین کثرت سے پیش کئے ہیں تاکہ فقہی مسئلہ مدلل ہو جائے۔

امام مسلم نے مقدمہ میں احادیث و رجال کے تین اصناف بنائے ہیں چنانچہ وہ پہلے طبقہ کی احادیث اصول میں ایک دوسرے طبقہ کی احادیث شواہد و متابعات میں لائے ہیں اور تیسرے طبقے کو چھوڑ دیا ہے اس طرح انہوں نے ایک ہی مقام پر احادیث اور طُرق کو جمع کردیا ہے۔ اور عمدہ انتصار کے ساتھ جمع کردیا ہے اس طریق سے حدیث میں شاذ یا زیادۃ، یا وقف یا علت کو ظاہر کردیا ہے۔

ان کے بعد امام ترمذی کا دور آتا ہے جو کہ شیخین کے تلمیذ ہیں تو انہوں نے اپنی کتاب میں دونوں کے فوائد کو جمع کردیا۔ فقہی مسائل جمع کرنے میں صحیح بخاری کے طریق کو اپنایا اور اسانید و طرق حدیث کو جمع کرنے میں امام مسلم کی تقلید کی اور اپنی کوشش سے اسے نیا لباس پہنادیا کہ دوسری کتابوں سے ممتاز نظر آنے لگ گئی چنانچہ جامع کے آخر کتابُ العلل میں وہ اصول و مسائل بیان کردیتے ہیں جو بیانِ فقہ اور انواعِ حدیث کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب کا مرجع چھ امور کی طرف ہے۔

(الف) اجمالی طور پر جامع کی تمام احادیث ماء کے نزدیک معمول بہا ہیں ماسوا دو حدیثوں کے۔ اور مرسل احادیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"اکثر اھل حدیث کے نزدیک مرسل حدیث حجت نہیں ہے" اس مرسل میں منقطع بھی شامل ہے۔

(ب) جو فقہ اور فن حدیث حاصل کئے ہیں ان کی اسانید بیان کردی ہیں اور فنونِ حدیث، علل، جرح و تعدیل اور تاریخ جن سے اخذ کئے ہیں ان کے نام ذکر کردیئے ہیں جیسے امام بخاری، داری، ابوزرعہ اور کتبِ تاریخ رجال جس سے جامع کے محتویات کو قوت حاصل ہوگئی ہے۔ (۴۳)

(ج) علوم الرجال کے سلسلہ کے اہم قواعد ذکر کئے ہیں۔ مثلاً:

(۱) جرح و تعدیل مشروع ہے اور اس کی مشروعیت پر ائمہ کے بلاٹوک اس پر عمل اور عقلی و شرعی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل سے استدلال کیا ہے کیونکہ امام ترمذی نے رجال پر کلام کیا ہے اور بہت سی احادیث کو ضعیف کہا ہے پھر جرح وتعدیل کے سلسلہ میں سلف کے اقوال ذکر کئے ہیں۔ (۴۴)

(ii) رواۃ کے تین اقسام ذکر کئے ہیں اور چوتھے طبقہ سے سکوت اختیار کیا ہے وہ تین اقسام یہ ہیں:

○ ـــــ جو متہم بالکذب ہے یا مغفل ہے اور اکثر خطا کرتا ہے اکثر اہل حدیث کے نزدیک اس سے روایت میں سروکار نہ رکھا جائے۔

○ ـــــ جو متہم بالکذب ہو یا غفلت اور کثرتِ خطا کی وجہ سے ضعیف ہو ایسا راوی اگر کسی روایت میں منفرد ہو تو اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔

○ ـــــ رواۃ میں سے ایک جماعت وہ ہے جو اہل علم و صداقت اور جلالت ہے اور ان کے جلالت وصدق کی وجہ سے ان کی توثیق بھی کی گئی ہے اور ایک گروہ نے ان کے حفظ میں کلام کیا ہے جیسے ابن ابی لیلیٰ وغیرہ قسم کے لوگ تو ان میں سے اگر کوئی منفرد ہو اور کسی نے اس کی متابعت نہ کی ہو تو اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

○ ـــــ حفاظ ثقات اور اہلِ اتقان جن کی حدیث میں وہم و خطا کو بہت کم دخل ہے اور ان سے احتجاج پر سب متفق ہیں ان کا ذکر نہیں کیا۔

(د) تحمل واداء:

○ ـــــ روایت بالمعنی اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اسناد پر اثر نہ پڑے اور بدونِ تغیر کے صحیح معنی ادا کیا جائے لیکن بہتر یہ کہ روایت بلفظہ کی جائے اس کے بعد روایت بالمعنی ہے۔

○ ـــــ اہل حدیث کے نزدیک تحمل بالعرض اور تحمل بالسماع دونوں جائز ہیں۔

○ ـــــ اگر تحمل بالعرض کی ہو تو اکثر اہل علم کے نزدیک ادا کے وقت حدثنا اور اخبرنا کہہ سکتا ہے لیکن بعض اہل علم یہ صیغے صرف سماع کی صورت کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

○ ـــــ اجازۃ کے ساتھ روایت میں اختلاف ہے، بعض اہل علم اسے جائز رکھتے ہیں اس کے بعد بہت سے آثار ذکر کئے ہیں جن سے جواز ثابت ہوتا ہے اور مانعین کے دلائل بھی درج کئے ہیں۔

لیکن متاخرین کے دور میں سلسلۂ اسناد کو باقی رکھنے کے لئے اس کی اجازت دی گئی کہ بالا جازۃ روایت جائز ہے۔

○ ـــــ بعض اصطلاحات کی تشریح کی ہے مثلاً حسن غریب وغیرہ

کتاب العلل:

کتاب العلل کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس کو یک گونہ امام مسلم کے مقدمہ کے ساتھ مشابہت ہے جس طرح امام مسلم نے مقدمہ میں بعض آراء ذکر کی ہیں جو اصل کتاب سے مناسبت رکھتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اسی طرح امام ترمذی نے کتاب العلل میں بہت سے مسائل ذکر کئے ہیں جن کو جامع کے ساتھ مناسبت ہے اور علم حدیث میں ان کی اہمیت ہے اس لئے علماء نے کتاب العلل کو جامع کے محاسن میں شمار کیا ہے چنانچہ ابن الاثیر لکھتے ہیں:

وفی آخرہ کتاب العلل قد جمع فیہ فوائد حسنۃ لا یخفی قدرھا علی من وقف علیھا

تعریفی کلمات:

حافظ ابو الفضل المقدسی شروط الائمہ میں لکھتے ہیں: (۴۵)

سمعت ابا اسماعیل الانصاری یقول: کتابہ عندی انفع من کتاب البخاری و مسلم لان کتابی البخاری و مسلم لا یقف علی الفائدۃ منھما الا المتبحر العالم و کتاب ابی عیسی یصل الی فائدتہ کل احد من الناس

اور ابن الاثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں:

کتاب الصحیح احسن الکتب واکثرھا فائدۃ و اقلھا تکرارا و فیہ مالیس فی غیرہ من ذکر المذاھب و وجوہ الاستدلال و تبیین انواع الحدیث من الصحیح والحسن و الغریب و فیہ جرح و تعدیل و فی آخرہ کتاب العلل الخ

شیخ ابراہیم الباجوری (۱۲۷۷ھ) نے شرح الشمائل کے شروع میں لکھا ہے:

ونا ھیک بجامعہ الصحیح، الجامع للفوائد الحدیثیۃ والفقھیۃ و المذاھب السلفیۃ والخلفیۃ فھو کاف للمجتھد

(۳) شروط الترمذی فی جامعہ:

کسی کتاب پر بحث کے لئے اس کے شروط کا جاننا ضروری ہے ائمہ حدیث نے ائمہ ستہ کے شروط سے بحث کی ہے اور ان کتابوں کے تتبع اور گہری نظر سے مطالعہ کے بعد ان کے شروط بیان کئے ہیں ان میں دو کتابیں زیادہ اہم ہیں یعنی شروط الائمۃ الستۃ للمقدسی اور شروط الخمسۃ للحازمی علاوہ ازیں اصول حدیث کی کتابوں سے رہنمائی ہوتی ہے چنانچہ امام ترمذی کی شروط پر بحث کرتے ہوئے مقدسی لکھتے ہیں:

امام ترمذی نے علل الجامع میں بعض اشارات دیئے ہیں جن سے ان کی شروط کے جاننے میں مدد ملتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ لکھتے ہے:

(۱) وجمیع ما فی ھذا الکتاب من الحدیث فھو معمول بہ وقد اخذ بہ بعض اھل العلم ماخلا حدیثین۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام ترمذی نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو فی الجملہ معمول بہا ہیں یعنی ہر وہ حدیث جس سے کسی مُتدل نے استدلال کیا ہے۔ یا کسی عالم نے احتجاج کیا ہے وہ امام ترمذی کی شرط پر ہے اس شرط میں وسعت ہے لیکن واھی اور موضوع حدیث سے اجتناب کیا ہے کیونکہ ائمہ ان سے احتجاج نہیں کرتے۔

(۲) استقراء سے پتہ چلتا ہے کہ امام ترمذی کی شرط یہ ہے کہ:

"وہ طبقہ رابعہ اور خامسہ کی احادیث بھی لے آئے ہیں یعنی جن کو اپنے شیوخ کی احادیث سے ممارست نہیں ہے اور غائلہ جرح سے بھی محفوظ نہیں ہیں" (۴۶)

گویا امام ترمذی پہلے اور دوسرے طبقہ کی روایت لانے میں بخاری اور مسلم کے ساتھ شریک ہیں اور تیسرے طبقہ کی احادیث لانے میں بھی جن کے بعض رجال سے امام مسلم نے بھی روایت کی ہے۔

لیکن امام ترمذی نزول کے ساتھ تیسرے طبقہ کی روایات بکثرت لاتے ہیں اور پھر ایک درجہ اور نزول کرکے چوتھے طبقہ کی روایات بھی درج کی ہیں۔

کتبِ ستہ میں جامع ترمذی کا مقام:

اس سے معلوم ہوا کہ جامع ترمذی کا مرتبہ صحیحین سے کم ہے یعنی اول بخاری پھر مسلم اور اس کے بعد ترمذی کا مقام ہے۔ اور ترمذی صحیحین کے بعد تیسری کتاب ہے لیکن بعض نے طبقہ رابعہ کی احادیث پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ابوداؤد اور نسائی کو تیسرا درجہ اور ترمذی کو چوتھا درجہ پر رکھا ہے۔ امام سیوطی، علامہ ذہبی سے نقل کرتے ہیں:

انحطت رتبۃ جامع الترمذی عن سنن ابی داؤد و النسائی لاخراجہ حدیث المصلوب والکلبی وامثالھما

یعنی متہم بالکذب رواۃ کی حدیث درج کی ہے لیکن یہ احتذار تو ابوداؤد میں بھی موجود ہے جیساکہ بیان کر آئے ہیں۔ یعنی طبقۂ رابعہ کے علاوہ الکلبی اور المصلوب جیسے رواۃ سے حدیث لاتے ہیں اور پھر اس پر تنبیہ بھی نہیں کی اور امام ترمذی جب اس قسم کے رواۃ سے حدیث لاتے ہیں تو اس پر تنبیہ بھی کردیتے ہیں اور بیان کے ساتھ ایسی روایات لانا کوئی عیب نہیں ہے چنانچہ ابنِ رجب شرحِ علل میں لکھتے ہیں:

وقد شارکہ ابوداؤد فی التخریج عن کثیر من ھذہ الطبقۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مع السکوت علی حدیثھم کاسحاق بن ابی فروۃ وغیرہ

حالانکہ اس اسحاق کے متعلق امام بخاری نے تاریخ کبیر میں لکھا ہے۔ (۴۷)

"ترکوہ"

اور ابن ابی حاتم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

لاتحل الروایۃ عندی عن اسحاق بن ابی فروۃ

یحییٰ بن معین اسے کذاب اور ابو حاتم نے متروک الحدیث کہا ہے۔ (۴۸) اور تقریب میں ہے۔

"متروک من الرابعہ".....!

اس اعتبار سے یہ دونوں کتابیں برابر کی حیثیت میں ہیں لیکن امام ترمذی کو ایک دوسری جہت سے ابوداؤد پر فوقیت حاصل ہے۔

"امام ترمذی ان رواۃ پر تنبیہہ کردیتے ہیں اور ان کا ضعف بیان کردیتے ہیں لیکن ابوداؤد نے اس قسم کے بہت سے رُواۃ سے سکوت کیا ہے"

لہٰذا اس کو تیسرے درجہ پر رکھنا قرین قیاس ہے جیساکہ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:

وھو ثالث الکتب الستۃ فی الحدیث

جامع ترمذی کے رواۃ:

علماءِ حدیث کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کتب حدیث کو ان کے مصنفین سے اسناد کے ساتھ نقل کرتے جب کہ ایک حدیث عن فلاں عن فلاں نقل کی جاتی ہے اور قبول حدیث کے لئے جو شروط مقرر ہیں نقلِ کتب کے لئے بھی وہی شرط لگاتے۔

اس میں کتبِ حدیث کو ان کے مصنفین کی طرف نسبت میں بہت بڑا احتیاط اور تحفظ تھا اور کوئی بھی کتبِ مصنفہ کو خراب نہیں کرسکتا تھا۔

شیوخ اور تلامذہ کا بھی علم ہوجاتا ہے اور جیساکہ کسی نے کہا ہے "یعرف الشیخ من التلامذہ" شیخ کا مرتبۂ علمی بھی سامنے آجاتا، علوم اسلامیہ کی حفاظت کا یہ بڑا ذریعہ بھی تھا اور اس سے سلف کی کتابوں کو غلط نسبت اور تحریف سے بچاؤ کی صورت تھی۔

پھر جب کتبِ حدیث نقل تواتر کے ساتھ نشر ہوگئیں اور شرح و ضبط کے ساتھ متداول ہوگئیں تو اسناد سے بے نیاز ہوگئے اور ان کی روایت کے لئے صرف اِجازہ پر اکتفاء کرلیا گیا اور اب تک علماء بطریقِ اجازہ ہی روایت کرتے چلے آئے ہیں۔ اس سے ایک تو اسناد کا سلسلہ قائم ہے اور دوسرے سلف صالحین کی اتباع ہے۔ (۴۹)

اس رسم اجازہ اور اسناد کی ظاہری حیثیت کو قائم رکھنے کے لئے روایتُ الکتب بالاسانید کی شکل کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم رکھا گیا چنانچہ جیسا کہ ہم نے صحیحین اور ابوداؤد کے نسخوں پر بحث کی ہے جو اصحابِ کتب سے بروایتِ صحیحہ ثابت ہیں اس طرح ہم جامع ترمذی کے نسخوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

تذکروں کے تتبع سے پتہ چلتا ہے کہ الجامع للترمذی کے چھ رُواۃ ایسے ہیں جنہوں نے امام ترمذی سے کتاب کا سماع کیا اور اس کی روایت کی اور وہ بالاسناد ہم تک پہنچی ہے حافظ ابو جعفر بن زبیر نے اپنے "برنامجہ" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (۵۰)

چنانچہ لکھتے ہیں:

روی هذ الکتاب عن الترمذی ستة رجال فیما علمته: ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب، و ابو سعید الهیثم بن کلیب الشاشی، و ابو ذر محمد بن ابراهیم، و ابو محمد الحسن بن ابراهیم القطان، و ابو حامد احمد بن عبدالله التاجر، و ابو الحسن الوازری

۱) ابو العباس المحبوبی کی روایت مشہور اور متداول ہے اور جامع کے مطبوعہ نسخے اسی کے ساتھ شروع کئے گئے، جب کہ ہم نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب "الارشاد الی مہمات الاسناد" میں اس کو مفصل ذکر کیا ہے۔

۲) روایۃ الہیثم بن کلیب الشاشی۔ ابوبکر محمد بن خیر الاشبیلی نے اس سند کے ساتھ جامع ترمذی کی بعض احادیث اور کتاب العلل کو روایت کیا ہے اور ترمذی تک اپنی اسناد ذکر کی ہے۔

۳) روایۃ ابی ذر محمد بن ابراہیم:

علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی نے اپنی کتاب "اسانید الکتب الستۃ الصحاح" میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جامع ترمذی ابوذر کے طریق سے روایت کی ہے۔

۴) روایۃ الحسن بن ابراہیم القطان۔ ابن خیر اشبیلی نے اپنے فہرسہ میں اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ (۵۱) اور ابی محمد بن عتاب کے طریق سے ان تک اپنی اسناد ذکر کی ہے۔

۵) ابو حامد التاجر۔ ابن خیر نے فہرسہ میں اپنی اسناد کے ساتھ اس روایت کا ذکر کیا ہے اور زبیدی نے "اسانید الکتب الستۃ" میں اس کو ذکر کیا ہے لیکن زبیدی نے اپنی اسناد ذکر نہیں کی۔

۶) ابو الحسن الوازری۔۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف سے اس کتاب کی نقل صحتِ اسناد کے ساتھ ثابت ہے اور اس سے ابو عبداللہ الفسوی کے اس قول کا رد ہو جاتا ہے۔

لا یصح سماع احد فی هذا المصنف عن ابی عیسی ولا روایته عنه

یہ روایت ابو محمد بن عتاب کے طریق سے مروی ہے تو اس کی تردید کے لئے یہی کافی ہے کہ ابو عبداللہ بن عتاب اور اس کے والد ابو محمد نے جامع ترمذی کی روایت اسنادِ متصل کے ساتھ ذکر کی ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کی کوئی چیز ذکر نہیں کی لہٰذا انقطاع کا دعویٰ باطل ہے خواہ اس کا قائل کسے باشد (۵۳)

(۴) جامع ترمذی کے معروف نسخے:

اب ہم الجامع للترمذی کی روایات اور اس کے مشہور نسخوں کا ذکر کرتے ہیں امام ترمذی سے بہت سے علماء اور محدثین نے حدیث میں ان کی تالیفات کا سماع کیا مگر چھ تلامذہ خاص طور پر وہ ہیں جو جامع ترمذی کے رواۃ کی حیثیت سے ذکر کئے جاتے ہیں۔ ان نسخوں کا تذکرہ ابو جعفر ابن الزبیر نے اپنے برنامجہ میں کیا ہے، اور علامہ سیوطی نے قوت المغتذی میں ان سے نقل کیا ہے، محدث مبارکپوری شارح ترمذی نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی (ص ۱۷۸) میں امام سیوطی کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱) ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب المحبوبی المتوفی ۳۴۶ھ
۲) ابو سعید الہیثم بن کلیب الشاشی ۳۳۵ھ
۳) ابوذر محمد بن ابراہیم بن محمد الترمذی
۴) ابو محمد الحسن بن ابراہیم القطان
۵) ابو حامد احمد بن علی التاجر
۶) ابو الحسن الوازری

اب ہم ان کے تراجم اور ان کے سماعات کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ان روایات میں سب سے زیادہ مشہور اور متداول روایت محبوبی کی ہے ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب بن فضیل المعروف بہ محبوبی، مرو کے مشہور تاجر تھے اور انہوں نے امام ترمذی سے الجامع کا سماع کیا تھا۔ علامہ سمعانی لکھتے ہیں:

واشتهر من اهل مرو برواية كتاب الجامع للترمذى ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب التاجر شيخ اهل الثروة من التجار بخراسان واليه كانت الرحلة لسماع الترمذى (۵۴)

اور النجوم الزاہرۃ میں ہے:

محدث وسماعاته مضبوطة وكان ذا ثروة ومال

علامہ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں ان کو "مسند مرو" در ئیسۂ لکھا ہے (۵۴) اور العبر میں ہے کہ انہوں نے ۹۷ سال عمر پائی، امام ترمذی کے علاوہ سعید بن مسعود صاحب نضر بن شمیل اور ان کے ہم طبقہ سے روایت کا شرف حاصل ہے ۳۴۶ھ میں وفات پائی۔

علامہ ذہبی اعلام النبلاء (ج ۱۵ رقم ۳۱۵) میں لکھتے ہیں:

وكانت رحلته الى الترمذ للقى ابى عيسى فى خمس وستين ومائتين

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھو ابن ست عشرة سنة

اور پھر الجامع کے سماع کے لئے طلبہ نے ان کی طرف رحلت کی اور ان سے ابو عبداللہ الحاکم، ابن مندہ، عبدالجبار الجراحی اور ان کے مولی اسماعیل بن نیال نے سماع کیا، اور ان کے اصحاب میں سے اسماعیل بن نیال نے سب سے آخر میں وفات پائی اور ابن نیال نے اپنی مرویات کی ابوالفتح الحداد کو اجازت دی (۵۵) محبوبی سے جامع ترمذی کی روایت ابو محمد عبدالجبار اور ان کے لڑکے ابو محمد عبداللہ بن ابی العباس نے کی۔

۲) جامع ترمذی کے دوسرے راوی ابو سعید الہیثم بن کلیب بن سریح بن معقل الشاشی الترکی صاحب المسند الکبیر" ہیں۔

ذہبی لکھتے ہیں:

ان کو ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، زکریا بن یحییٰ المروزی، ابو جعفر محمد بن عبداللہ المنادی، ابراہیم بن عبداللہ القصار اور ان کے ہم طبقہ سے سماع حاصل ہے اور ان سے ابن مندہ اور منصور بن نصر الکاغدی، حمدان بن علی الوراق اور دیگر محدثین کو سماع حاصل ہے، اصل میں مرو کے رہنے والے تھے سمرقند میں ۳۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

۳) ابو ذر محمد بن ابراہیم بن محمد الترمذی

۴) ابو محمد الحسن بن ابراہیم القطان

۵) پانچویں راوی ابو حامد احمد بن علی التاجر ہیں۔

ذہبی نے ابن حسنویہ کے ترجمہ میں لکھا ہے۔ (۵۶)

الشیخ المعمر الشهیر ابو حامد احمد بن علی بن الحسن بن شاذان النیسابوری التاجر السفار۔

قال الحاکم: سمع من ابی عیسی الترمذی جملة من مصنفاته و قال ابن عساکر وروی عن مسلم بن الحجاج

(۶) ابوالحسن الواذری

نسخۂ محبوبی:

یہاں ہم تفصیل سے نسخۂ محبوبی کی روایت اور سلسلۂ سند شاہ ولی اللہ دہلوی تک ذکر کریں گے، آئندہ ۸، ۹ صفحات کو یہی بحث محیط ہے۔

پھر محبوبی سے بہت سے رواۃ ملتے ہیں ان میں ابو محمد عبدالجبار بن عبداللہ بن ابی الجراح الجراحی (۳۳۱-۴۱۲) کی روایت معروف ہے جو جامع ترمذی کے دیباچہ میں مذکور ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہبی لکھتے ہیں:(۵۷)

شیخ صالح اور ثقہ تھے، ہراۃ میں سکونت اختیار کی اور ابو العباس محبوبی سے جامع ترمذی روایت کی ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کی جن میں مندرجہ ذیل معروف ہیں۔

۱) ابو عامر محمود بن القاسم الازدی
۲) احمد بن عبد الصمد الغورجی
۳) عبد العزیز بن محمد الترياقی
۴) شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد
۵) محمد بن محمد العلائی وغیرھم

چنانچہ ابو محمد عبد الجبار بن عبد اللہ بن ابی الجراح الجراحی ۴۱۲ھ کے بارے میں ذہبی لکھتے ہیں(۵۸): الشیخ الصالح الثقة مسند مرو

ہراۃ میں سکونت اختیار کی اور ابو العباس محبوبی سے ترمذی کی روایت کی۔ ان پر بہت سے علماء نے اس کتاب کی قراءۃ کی جن میں خاص طور پر حسب ذیل محدثین قابل ذکر ہیں:

۱) ابو عامر محمود بن القاسم الازوی
۲) احمد بن عبد الصمد الغورجی
۳) عبد العزیز بن محمد الترياقی
۴) ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد شیخ الاسلام
۵) محمد بن محمد العلائی وغیرھم

ہمارے ہاں متداول ترمذی کے دیباچہ میں پہلے تین رواۃ مذکور ہیں۔ مؤتمن بن احمد ساجی کا بیان ہے کہ حسین بن احمد الصفار نے اس جامع کو ابو علی محمد بن محمد بن یحییٰ القراب عن المؤلف روایت کیا ہے جن سے قاضی ابو منصور محمد بن محمد الازوی اور ان کے ہم مثل محدثین نے سماع کیا۔ ابو عامر الازوی کا بیان ہے۔

سمعت جدی ابا منصور القاضی یقول: اسمعوا فقد سمعنا هذا الکتاب منذ سنین وانتم تساوونا فیه الان

شیخ الاسلام انصاری نے بھی الجراحی سے جامع ترمذی کا سماع کیا اور یہ سماع ۴۱۰ھ کی حدود میں ہے اور یہ وہ شیخ الاسلام انصاری ہیں جنہوں نے ابو محمد الجراحی سے بالاجازۃ روایت کی ہے۔

اب ہم جامع ترمذی کو روایت کرنے والے پہلے راوی ابو العباس محبوبی، ان سے روایت کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے الجراحی کے تین رواۃ کا تذکرہ کرتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) ابو عامر محمود بن القاسم الازدی۔ یہ قاضی کبیر ابو منصور محمد بن محمد الازدی المھلبی کے حفید ہیں، جو کہ مہلب بن ابی صفرۃ المھلبی کی اولاد سے تھے، اور ابو محمد الجراحی سے جامع ترمذی کے راوی ہیں۔ اور ان کے اپنے جد محترم قاضی ابو منصور سے بھی سماع حاصل ہے۔ سبکی لکھتے ہیں:[۵۹]

وکانت الرحلة الیه من الاقطار و القصد لاسانیده

اور ابو جعفر بن ابو علی الھذانی (۵۳۱ھ) بھی ان سے راوی ہیں[۶۰] ۴۸۷ھ میں فوت ہوئے۔ پھر ابو عامر الازدی سے مؤتمن ساجی، محمد بن طاہر، ابو نصر البونارتی، ابو العلاء صاعد بن سیار، زاھر الشحامی، اور ابو عبداللہ الفراوی نے روایت کیا ہے ان میں ابو الفتح نصر بن سیار سب سے آخر میں فوت ہوئے ہیں۔

(۲) احمد بن عبدالصمد الغورجی[۶۱] ابو بکر التاجر المتوفی ۴۸۱ھ

موصوف ابو محمد عبدالجبار الجراحی سے دوسرے راوی ہیں، ذہبی نے ان کو المحدث الصادق لکھا ہے، ان سے مؤتمن ساجی اور ابو الفتح کروخی وغیرھما نے الجامع روایت کی ہے۔

(۳) عبدالعزیز بن محمد الترياقی ۴۸۳ھ ابو نصر[۶۲]

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

سماع جامع ابی عیسی عن الجراحی، سوی الجزء الاخیر (او له مناقب ابن عباس) فانه سمعه من ابی المظفر عبیدالله بن علی الدهان بسماعهم من الجراحی

پھر ترياقی سے مؤتمن ساجی اور ابو الفتح عبدالمالک الکروخی نے جامع ابی عیسیٰ روایت کی اور ترياقی نے قاضی ابو منصور الازدی اور حافظ ابو الفضل الجارودی سے بھی روایت کی ہے۔

چنانچہ امام ترمذی سے ترياقی تک کا سلسلہ روایت یوں ہے:

ابو العباس محمد بن احمد المحبوبی، ان سے ابو محمد عبدالجبار بن عبداللہ الجراحی، ان سے عبدالعزیز الترياقی نے روایت کی ہے۔ ترياقی سے ابو الفتح عبدالمالک الکروخی اور مؤتمن ساجی نے روایت کی ہے۔ جس میں سے ابو الفتح کا تذکرہ ذیل میں دیا جاتا ہے:

(۴) ابو الفتح عبدالمالک بن ابی القاسم عبداللہ بن ابی سہل بن القاسم بن ابی منصور الکروخی الھروی[۶۳] (۵۴۸ھ)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

حدث بـ "جامع ابی عیسی الترمذی" عن القاضی ابی عامر الازدی واحمد بن عبدالصمد الغورجی و عبدالعزیز بن محمد ابو نصر الترياقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوی الجزء الاخیر فلیس عندالترباقی فسمعه من المظفر عبیدالله بن علی الدهان بسماعهم من الجراحی

اس ابوالفتح کو ابو اسماعیل انصاری، محمد بن علی العمیری وغیرھما سے بھی سماع حاصل ہے ان سے جماعتِ کثیرہ نے روایت کی ہے جن میں سمعانی، ابن طبرزذ وغیرھما بھی شامل ہیں۔

علامہ سمعانی لکھتے ہیں:

"قرأ ت علیه جامع الترمذی وکتب به نسخة بخطه ووقفها"

اس کے بعد مکہ میں مجاورت اختیار کرلی ترمذی کے نسخے اُجرت پر لکھ کر فروخت کرتے اور روزی کماتے، نیز علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

وهو ممن اجاز فی اجازة النشتبری

ہمارے شیخ ابن الظاھری نے نشتبری پر جامع ابی عیسیٰ کی قراءۃ کی ہے اور "جامع" ترمذی کو عمر ابن کرم نے بالا جازۃ کروخی سے روایت کی ہے پس کروخی جامع ترمذی کی روایت میں حافظ ابو علی بن سکرۃ کے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابوالفتح الکروخی سے روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

(i) ابوالمظفر عبیداللہ بن علی الدھان

(ii) ابن طبرزذ۔ عمر بن محمد بن معمر بن احمد بن یحییٰ بن حسان ابو حفص المعروف بابن طبرزذ البغدادی (۵۱۶-۶۰۷)

مشہور محدث تھے، سماعِ حدیث میں عالی الاسناد تھے، ابن خلکان لکھتے ہیں:[۶۴]

طاف البلاد و افاد اهلها و ألحق الاصاغر بالا کابر وطبق الارض بالسماعات والاجازات

اسی طرح حافظ ابن کثیر "البدایہ" میں لکھتے ہیں:[۶۵]

سمع الکثیر واسمع

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔[۶۶]

الشیخ المسند الکبیر الرحلة ابوحفص عمر بن محمد .....

ویعرف بابن طبرزذ.....وحصل اصولا وحفظها

ابن نقطہ التقیید میں لکھتے ہیں:

سمع السنن (لابی داؤد) من ابی البدر الکرخی بعضها ومن مفلح الدومی بعضها و سمع الجامع (للترمذی) من ابی الفتح الکروخی وهو مکثر صحیح السماع ثقة فی الحدیث...وکان مسند اهل زمانه

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الدیبثی لکھتے ہیں:

وجمعت لی "شیخة" عن ثلاثة و ثمانین شیخا، و حدث بها مرارا و أملی مجالس بجامع المنصور (۶۷)

ابن النجار، المنذری الزکی عبدالعظیم وغیرھما نے ان سے روایت کی ہے۔

پھر ابن طبرزد سے الفخر بن احمد البخاری نے بھی الجامع للترمذی روایت کی۔ بعد کی سند شاہ ولی اللہ تک یوں ہے:

(۱) الفخر بن احمد البخاری ۶۹۰ھ

(۲) عمر بن الحسن المراغی ۷۶۸ھ

(۳) العز عبدالرحیم بن محمد الفرات ابو محمد (م ۸۷۰ھ)

(۴) الزین زکریا الانصاری ۹۲۶ھ

(۵) ابوبکر محمد بن احمد النجم الغیطی ۹۸۴ھ

(۶) الشہاب احمد بن خلیل السبکی ۱۰۳۲ھ

(۷) سلطان بن احمد بن سلامۃ المزاحی المصری ۱۰۷۵ھ

(۸) ابراہیم بن حسن الکردی الکدرانی المتوفی ۱۱۰۱ھ

(۹) ابوطاہر محمد المدنی الکردی ۱۱۴۵ھ

(۱۰) شاہ ولی اللہ الدھلوی ۱۱۷۶ھ

ان دس رواۃ کا تذکرہ مختصراً مندرجہ ذیل ہے:

(۱) ابوالحسن فخرالدین علی بن احمد بن عبدالواحد ابن قدامہ المقدسی الحنبلی ۵۵۶ھ میں پیدا ہوئے، حافظ ابن کثیر نے البدایۃ (۱۳/ ۳۲۴) میں لکھا ہے:

هو المسند المعمر الرحالة فخر الدين سمع الكثير و تفرد بروايات كثيرة لطول عمره و خرجت له مشيخات توفي ۶۹۰ھ

ان کی "معجم اشتی المقاصد واعظم الموارد" معروف ہے جس میں ۲۵ محدثین اور محدثات کا ذکر ہے (۶۸)

(۲) عمر بن حسن بن مزید بن امیلہ المراغی ثم الحلبی (۶۷۹ھ - ۷۷۸ھ)

حافظ ابن حجر، ان کے متعلق لکھتے ہیں:

عمر بن حسن المعروف بابن اميلة مسند العصر كان صبورا على الاسماع و حدث بالكثير نحو امن خمسين سنة تفرد بكثير من مروياته

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كتب عنه الذهبي في معجمه (۶۹)

(۳) ابو محمد عبد الرحيم بن ناصر الدين علي بن الحسين ابن الفرات

القاضي عز الدين عبدالرحيم الامام "مسند المعمر المحدث الرحلة المؤرخ المعروف بابن الفرات حدث سنين و تفرد بعوال و سمع منه الاعيان والفضلاء

ابن تغری بردی النجوم الزاہرۃ میں لکھتے ہیں:

واجاز لي بجميع مسموعاته و مروياته توفي سنة ۸۵۱ھ (۷۰)

(۴) الزين زكريا بن محمد بن احمد زكريا الانصاري الخزرجي القاهري (۸۲۶ھ - ۹۲۴ھ)

قال المقبطي هو شيخنا و شيخ مشائخ الاسلام بقية العلماء الاعلام ابو يحيى زكريا الانصاري

موصوف کثیر التلامذۃ تھے جن میں شہاب الدین احمد الرملی (۹۵۷ھ) شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی المتوفی ۹۷۳ھ، عبدالوہاب الشعرانی المتوفی ۹۷۳ھ، محمد بن احمد الرملی ۹۴۳ھ، وغیرھم و له تصانيف منها شرح مسلم بن الحجاج و شرح الجامع الصحيح للبخاري، فتح الباقي شرح ألفية العراقي وغيرها

ترجمته في البدر الطالع ۲/ ۲۵۲، فهرس الفهارس ۱/ ۳۴۲، الضوء اللامع ۳/ ۲۳۴

(۵) محمد بن احمد علي بن ابي بكر الفيلي السكندري ثم المصري (۹۱۰ھ - ۹۸۱ھ)

الفتي و درس في حياة مشائخه و معجم شيوخه يتضمن سبعا و عشرين (۷۱)

(۶) شہاب الدین احمد بن خلیل السبکی المصری الشافعی

شیخ شمس الدین حنفوی مقدسی کے زیر تربیت رہے، شیخ شمس الدین الرملی سے تحصیل علوم کی اور شیخ نجم الدین غیطی او ان کے ہم طبقہ سے حدیث اخذ کی۔ ۱۰۳۲ھ میں رحلت فرمائی جبکہ آپ کی عمر ۹۳ سال کے قریب تھی شیخ سلطان مزاحی ۔ر شمس الدین بابلی تلامذہ میں مشہور ہیں، قاضی عیاض کی "الشفا" پر شرح لکھی ہے۔

حالات کے لئے خلاصۃ الاثر، ج ۱ ص ۱۸۵، ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۴۷۹

(۷) سلطان بن احمد المزاحی، مصر میں قریہ منیہ مزاح میں پیدا ہوئے، حدیث کی تحصیل شیخ نور الدین زیادی اور احمد بن خلیل سبکی سے کی، مجی کے والد شیخ فضل اللہ اپنی رحلۃ میں لکھتے ہیں:

شيخ القراء بالقاهرة على الاطلاق و مرجع الفقهاء بالاتفاق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصۃ الاثر میں مجی لکھتے ہیں:

امام الائمۃ، بحر العلوم و سید الفقہاء خاتمۃ الحفاظ

تاج العروس میں مرتضیٰ لکھتے ہیں:

حدثنا عنہ شیوخ مشائخنا توفی ۱۰۷۵ھ

علامہ شمس الدین بابلی اور عبدالباقی زرقانی وغیرھما نے ان سے اکتساب فیض کیا "رسالہ القراءات الاربعۃ علی العشرۃ" ان کی تالیف ہے[۴۲]

خلاصۃ الاثر ۲/ ۲۱۰، ہدیۃ العارفین ۱/ ۳۹۴، تاج العروس مادہ (م ز ح)

(۸) الشیخ ابراہیم بن حسن بن شہاب الدین الشہر زوری الکردی الکورانی ولادت ۱۰۲۵ھ اپنے پدر بزرگوار کے علاوہ دیگر شیوخ سے علوم دینیہ حاصل کئے، دو سال بغداد میں رہے پھر چار سال شام میں گذار کر مصر ہوتے ہوئے حرمین پہنچ گئے اور یہاں شیخ قشاشی سے روابط قائم کرلئے شیخ نے ان کو تمام مرویات کی اجازت دی اور اپنی دخترِ صالحہ کا ان سے عقد کردیا، شاہ ولی اللہ دہلوی نے الانتباہ میں اور زبیدی نے تاج العروس (ش ھ ر) میں ان کے حالات جمع کئے ہیں۔

ومن المتاخرین شیخ مشائخنا ابوالعرفان ابراھیم بن حسن الکردی.... قدم المدینۃ ولازم القشاشی و اجتمع فی مصر عند مرورہ بھامع الشھاب الخفاجی و الشیخ سلطان و غیرھم، و قد حدثنا عنہ شیخنا محمد بن علاء الدین الزبیدی بالکتابۃ، و احمد بن علی الدمشقی بالاجازۃ العامۃ توفی بالمدینۃ سنۃ ۱۱۰۱ھ

نیز مادہ (کور) میں لکھتے ہیں:

کوران من الاکراد خرج منھم طائفۃ کبیرۃ من العلماء و المحدثین خاتمتھم شیخ شیوخنا العلامۃ ابوالعرفان ابراھیم بن حسن نزیل المدینۃ الطیبۃ

ترجمہ کے لئے خلاصۃ الاثر للمحبی ۱/ ۳۴۵، سلک الدرر آفندی ۱/ ۵، ۶

حصر الشارد میں شیخ عابد سندھی لکھتے ہیں:

اخذ العلوم العقلیۃ و النقلیۃ و التفسیر و الفقہ فی بلدہ و غالب اخذہ علی الملا محمد شریف الکورانی ثم رحل الی العرب و اخذ الحدیث من اھلہ کالشیخ العلامۃ سلطان المزاحی و استوطن المدینۃ و اخذ التصوف عن الشیخ احمد القشاشی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی شوکانی نے البدر الطالع (۱۲/۱) میں ان کے حالات جمع کئے ہیں۔ ان کی کتاب الامم لایقاظ الھمم معروف ہے جو دراصل ان کی معجم ہے شیخ ابو طاہر الکورانی کا قول ہے۔

الامم و الکفایة للعجیمی ان کلامنهما کاف لوصل اسانید غالب الکتب المتداولة و فیهما الغنیة لاهل زماننا

علاوہ ازیں ان کی پچاس کتب اور ہیں دیکھئے انسان العین فی مشائخ الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

سلک الدرر، البدر الطالع ۱/۱۱-۱۲، تاج العروس مادہ "کور"، فہرس للکتانی ۱/۲۲۹، ھدیۃ العارفین ج ۱ ص ۳۵

(۹) شیخ محمد عبدالسمیع ابو طاہر الکردی جمال الدین

۱۰۸۱ھ کو مدینہ منورہ میں مولود ہوئے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے پدر بزرگوار سے اخذ کئے اور محدث محمد بن عبدالرسول بزرنجی ابوالاسرار حسن بن علی عجیمی اور عبداللہ بن سالم بصری سے حدیث کا سماع کیا اور حرم میں درس دینا شروع کر دیا، شاہ ولی اللہ نے انسان العین میں ان کے حالات درج کئے ہیں وہ لکھتے ہیں:

(منجملہ شیخ محمد بن سلیمان مغربی اخذ کرد نیز کتب ادبیہ از سید احمد بن ادریس مغربی خواند و فقہ شافعی از شیخ علی طوبونی مصر گرفت و علم حدیث از والد خود و حسن عجیمی گرفت بعد ازاں از احمد نخلی و بینم بصری شمائل خواند و از دے مسند احمد استماع کرد و از شیخ عبداللہ لاہوری و کتب ملا عبدالحکیم سیالکوٹی از دے روایت کنند عن الشیخ عبداللہ للیست عن الشیخ عبدالحکیم و کتب شیخ عبدالحق دہلوی الیمسیں واسطہ از مولانا عبدالحکیم روایت کند و از شیخ سعید کوکنی بعض کتب و فتح الباری خواند)

اور سلک الدرر میں مرادی نے بھی ان کو (کان عالما فقیها) لکھا ہے اور شیخ عابد سندھی نے حضرات رد میں ان کو (الشیخ العلامۃ) لکھا ہے دیکھئے فہرس الفہارس ۱/۳۷۳، الیانع الجنی ص ۲۰، حصر الشارد اتحاف النبیہ، سلک الدرر ۲/۲۷، انسان العین فی مشائخ الحرمین ص ۱۳-۱۴

(۱۰) احمد ولی اللہ بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین العمری الدھلوی (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ)

تمام علوم اپنے والد محترم عبدالرحیم سے حاصل کئے اور ۱۱۴۴ھ میں مدینۃ النبی پہنچ کر علماء حرمین سے علوم حدیث حاصل کئے جن میں سب سے بڑے شیخ محمد ابو طاہر الکردی تھے اور آپ کے رفیق سفر شیخ محمد عاشق پھلتی بھی تھے، چنانچہ شاہ صاحب کی سند میں ان کا نام بھی درج ہے، اور آپ کے خالو شیخ عبداللہ کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام بھی مذکور ہے آپ کی تالیفات میں فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر و المسوی و المصفی فی شرح الموطا و حجۃ اللہ البالغہ وغیرھا تقریباً ۲۵ کتابیں ہیں۔ حیات ولی از رحیم بخش دہلوی میں آپ کے خاندان کا تعارف بتمامہ موجود ہے۔ فہرس الفہارس ۲/ ۷۳۴، و الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر، ابجد العلوم ص ۹۱۲ اور اتحاف البلاء ص ۴۲۸ میں آپ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں۔

۱۱) شاہ عبدالرحیم دہلوی۔ شاہ عبدالرحیم بن وجیہ الدین عمری دہلوی المتوفی ۱۱۳۱ھ

بتدائی کتابیں اپنے چچا شیخ ابوالرضا محمد دہلوی سے پڑھیں پھر علامہ محمد زاہد بن قاضی محمد اسلم الھروی کے معقولات کا درس لیا یہ محمد زاہد اپنے والد کے تلمیذ تھے اور مرزا احمد فاضل بدخشی سے حدیث کا درس لے چکے تھے۔

مرزا محمد فاضل بدخشی ثم لاہوری عین القضاۃ ہمدانی کی نسل سے تھے اور کابل میں ملا محمد صادق حلوائی اور مرزا جان شیرازی سے (مرزا جان شیرازی کا پورا نام شمس الدین حبیب اللہ بن عبداللہ علوی دہلوی ہے اور مرزا جان شیرازی کے عرف سے معروف ہیں) یہ شیخ محمود شیرازی ۹۳۲ھ کے تلمیذ تھے اور علامہ جلال الدین دوانی کی کتابوں کے بیک واسطہ راوی ہیں اور علامہ دوانی کا پورا نام محمد بن اسعد بن محمد بن عبدالرحیم البکری الدوانی المتوفی ۹۲۸ھ

علامہ شوکانی نے البدر الطالع (۲/ ۱۳) میں ان کے حالات درج کئے ہیں نیز دیکھئے النور السافر عید روسی، تاج العروس (دون) الفوائد البہیہ ص ۸۹ اور علامہ الکتانی کی فہرس الفہارس

شیخ محمد افضل بن محمد معصوم بن احمد سیالکوٹی ثم الدہلوی

مجدد الف ثانی سے حدیث کا علم حاصل کیا اور حرمین پہنچ کر محدث سالم بن عبداللہ بصری سے حدیث کی سند حاصل کی اور دہلی میں سکونت اختیار کی شاہ ولی اللہ دہلوی شیخ مظہر جانجاناں وغیرھما نے ان سے روایت حدیث کی سند لی ہے۔ مقامات مظہریہ میں ان کے حالات مذکور ہیں نیز سید عبدالحئی نے بھی نزھۃ الخواطر (۶/ ۲۸۰) میں ان کا ترجمہ لکھا ہے

۔ یہاں تک تو ترمذی کے نسخہ محبوبی کی سند کے متعلقات ذکر ہوتے ہیں باقی پانچ نسخوں کے متعلق مختصراً عرض ہے۔

(۲) الہیثم بن کلیب الشاشی (۳۳۵) ان کی روایت فہرسۃ ابن خیر میں مذکور ہے۔ الجامع اور کتاب العلل کی بعض احادیث ذکر کی ہیں اور الترمذی تک اپنی سند بیان کی ہے۔ علامہ ذہبی نے النبلاء (۱۳/ ۲۷۲) میں الہیثم کو راوی الشمائل عن الترمذی قرار دیا ہے یعنی روای راوی نہیں کہا اور تذکرہ (۳/ ۸۴۸) میں لکھا ہے۔

سمع ابا عیسی الترمذی المتوفی ۳۳۵ ابو سعید الہیثم بن کلیب بن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریح بن معقل المعقلی الشاشی محدث ماوراء النهر و مؤلف المسند الکبیر

(۳) ابو ذر محمد بن ابراہیم: ابو ذر کی روایت علامہ مرتضیٰ زبیدی نے اپنی کتاب "اسانید الکتب الستہ الصحاح" میں ذکر کی ہے اور فہرسہ ابن خیر میں بھی لکھا ہے:

وانا اروی الجامع للترمذی عن ابی ذر

(۴) حسن بن ابراہیم القطان: ابن خیر نے الفہرسہ میں ذکر کیا ہے بواسطہ ابی محمد بن عتاب راجع، ص ۱۲۱

(۵) ابو حامد التاجر: ابن خیر الفہرسہ والزبیدی اسانید الکتاب الستہ الصحاح میں یہ روایت ابو زید محمد بن احمد مروزی کے طریق سے ذکر کرتے ہیں۔

(۶) ابوالحسن الواذری: نورالدین عتر اپنے رسالہ "الامام الترمذی والموازنہ بین الصحیحین" میں لکھتے ہیں:

لم اجد الروایة من طریق الی الان و لعل فی بعض المراجع التی لم یتیسر لنا الان

بہرحال الجامع للترمذی کی صحت نقل اور سلامت اسناد کے لئے یہی بہت کافی ہے اور اس سے ابو محمد بن عتاب عن ابی عمرو السفاقسی عن ابی عبداللہ القصوی سے جو قول مروی ہے اس کی تردید ہو جاتی ہے کہ قصوی نے کہا۔

لایصح سماع احد فی هذا المصنف من ابی عیسی ولا روایته عنه

اور اس کی تردید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ابو عبداللہ ابن عتاب اور اس کے والد ابو محمد نے اس کتاب کی اسناد ذکر کی ہے اور کسی نے بھی اس وہم کو ذکر نہیں کیا لہٰذا انقطاع کا یہ دعویٰ باطل ہے، ہاں یہ صحیح ہے کہ مجبوبی کی روایت کے سوا مذکورہ روایات صحت سند سے ہم تک نہیں پہنچ سکیں اور اس شہرت اور تواتر کے بعد ان کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم کی تنقید:

اس سلسلہ میں ابن حزم پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام ترمذی کو ہی مجہول کہہ دیا ہے جسے محدثین نے بالاتفاق رد کر دیا ہے۔ حافظ ذہبیؒ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں:

امام ترمذی کی ثقاہت مسلم اور متفق علیہ ہے اور ان کے متعلق حافظ ابن حزم کا قول کہ وہ مجہول ہیں، ناقابل التفات ہے۔ درحقیقت حافظ ابن حجرؒ کو ان کی کتاب جامع اور علل کا علم نہیں ہو سکا[۱۷۴] اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے بھی ابن حزم کا رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ حافظ ابن الفرضی نے المختلف والمؤتلف میں امام ترمذی کا تذکرہ لیا ہے اس پر حافظ ابن حزم کی نظر کیوں نہیں پڑی جبکہ وہ بھی مغربی ہیں[۱۷۵]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع ترمذی کی دراست

فنُّ الاسناد اور جامع ترمذی:

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ جامع ترمذی کو دوسری کتبِ حدیث سے دو چیزوں میں امتیاز حاصل ہے فن الاسناد یا صناعۃُ الاسناد اور فقہُ الحدیث

اب ہم ان دونوں کی وضاحت کرتے ہیں، پہلے فن الاسناد کو لیتے ہیں جسے علوم الحدیث میں اساسی حیثیت حاصل ہے۔

امام ترمذی نے روایتِ حدیث میں محدثین کا طریق اختیار کیا ہے اور اپنی کتاب میں احادیث کو اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے اصطلاح میں اس کو اخراج الحدیث کہا جاتا ہے کیونکہ حدیث کی مسند اً روایت حدیث کے مخرج کو واضح کر دیتی ہے (ای الطریق الذی اُتی منہ الحدیث وروی بہ) (۷۶)

امام ترمذی نے اپنی کتاب میں حقِ اسناد ادا کیا ہے ایک تو طُرق شمار کیے ہیں، رواۃ کا اختلاف اور اتفاق بتایا ہے، جس سے طرق میں تنوع اور تعدد نظر آنے لگتا ہے۔ الجامع میں متعدد طرق کے ساتھ ایک حدیث کی اسانید جمع کرنے کا کام مصنف نے چار طریقوں سے سرانجام دیا ہے۔

(الف) جمع اسانید الحدیث المتعددۃ فی سیاق واحد

(ب) تعدد الاسانید وذکر المتن عقب الاسناد الاول

(ج) افراد کل اسناد مع متنہ بالروایۃ

(د) الاشارۃ الی الاسانید

پہلی تین صورتیں تو صحیح مسلم اور دوسری کتبِ حدیث میں بھی پائی جاتی ہے لیکن چوتھی صورت میں امام ترمذی منفرد ہیں۔

(ا) پہلا طریق یعنی سیاق واحد میں طرق حدیث کو جمع کرنا۔

امام ترمذی یہ اس وقت کرتے ہیں جب رواۃ الحدیث کے مراتب ایک سطح کے ہوں اور ان کی روایات میں لفظاً و معنیً اتفاق ہو تو ان کو ایک سیاق میں جمع کر دیتے ہیں اور یہ دو طریق سے کرتے ہیں:

(الف) جب امام کے متعدد شیوخ ہوں اور سب کے اسناد ایک ہوں تو عطف کے ذریعہ شیوخ کو جمع کر دیتے ہیں مثلاً

حدثنا ھناد و یوسف بن عیسی قالا حدثنا وکیع الخ

اس میں امام کے دونوں شیخ ثقہ ہیں اس لئے عطف کے ساتھ دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ (۷۷)

پھر اسناد اور متن ذکر کر دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طُرق کو ایک سیاق میں جمع کرنے کا یہ اسلوب صحیح مسلم میں بہت زیادہ ہے اور صحیح بخاری میں بھی پایا جاتا ہے لیکن خاص مواضع اور خاص مقاصد کے پیش نظر، جس کی تفصیل ہم الجامع الصحیح میں بیان کر چکے ہیں۔

(ب) جب کسی حدیث کے متعدد طرق ہوں اور وہ اوپر جاکر کسی ایک راوی پر جمع ہوتے ہوں تو تحویل بین الاسانید سے کام لیتے ہیں [۷۸] اور تحویل بین الاسانید کا یہ طریق تقریباً صحیحین اور سنن دونوں میں پایا جاتا ہے اور اس طریق سے اسانید کو جمع کرکے بیان کرنے میں محدثین کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے۔

اختلافُ اللفظ :

لیکن جب رواۃ کے مابین الفاظ میں کچھ اختلاف ہو تو امام ترمذی پھر بھی جمع کردیتے ہیں بشرطیکہ معنی میں تغیر نہ آتا ہو اور کتاب العلل میں روایت بالمعنی کے جواز کو محدثین سے نقل کیا ہے تاہم امام ترمذی نے نہایت احتیاط سے کام لیا ہے اور نہایت یسیر اختلاف کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے۔ یہی حال امام مسلم کا ہے مثلاً

حدثنا فلان و فلان (المعنی واحد) فقالا حدثنا فلان

اور کبھی درمیان میں (واللفظ لفلان) کہہ کر تعیین کردیتے ہیں اور کبھی تمام رواۃ کے الفاظ ذکر کردیتے ہیں [۷۹] اسی طرح بعض مواضع میں صیغ ادا پر تنبیہ کردی ہے مثلاً حدثنا فلان واخبرنا فلان۔ امام ترمذی نے کتاب العلل میں (حدثنا واخبرنا) میں اختلاف ذکر کردیا ہے کہ کیا دونوں کا مفہوم ایک ہے یا ان میں فرق پایا جاتا ہے۔ جو محدثین فرق کے قائل ہیں وہ حدثنا کو سماع من الشیخ اور اخبرنا کو قراءۃ علی الشیخ کے ساتھ خاص کرتے ہیں لیکن اکثر محدثین کے نزدیک ایک ہی ہیں اور فرق کے قائل نہیں ہیں۔

(۲) ایک طریق اور متن کو ذکر کردیتے ہیں پھر دوسرے طریق کو ذکر کرکے کہہ دیتے ہیں

نحوا و مثلہ

جب لفظ میں اختلاف نہ ہو تو (مثلہ) اور اگر لفظ میں اختلاف ہو لیکن معنی ایک ہو تو (نحوہ) کہہ دیتے ہیں۔ [۸۰]

(۳) ہر متن کو اسناد کے بعد ذکر کردیا ہے اور پھر طریق سے اس متن کا اعادہ کیا ہے اور ایسا یا تو الفاظ میں اختلاف کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور یا حدیث میں کوئی علت بیان کرنے کے لئے، یہی طریق امام مسلم نے اپنایا ہے چنانچہ "باب الرخصۃ فی الصوم فی السفر" [۸۱] میں ابو سعید الخدری والی حدیث ترمذی اور مسلم دونوں تقابل کرکے دیکھ لیں کہ دونوں نے ایک ہی طریق کو اپنایا ہے۔

امام ترمذی ایک ترجمہ کے تحت پہلے معلل روایت کو لاتے ہیں اور پھر صحیح الاسناد حدیث کو ذکر کرتے ہیں، ایسا تعلیل کو بیان کرنے کے لئے کرتے ہیں [۸۲] چنانچہ حافظ ابن رجب شرح العلل میں لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقد اعترض علی الترمذی بانه فی غالب الابواب یبدأ بالا حادیث الغریبة الاسناد غالبا، ولیس ذالک بعیب فانه --- رحمه الله --- یبین ما فیه من العلل ثم یبین الصحیح من الاسناد

گویا مقصود علل کو بیان کرنا ہے اسی لئے امام نسائی کو دیکھئے کہ جب وہ طُرق کا استیعاب کرتے ہیں تو ابتداء معلل طریق سے کرتے ہیں اس کے بعد صحیح طریق کو ذکر کرتے ہیں۔

امام مسلم کا طریق:

اس کے برعکس امام مسلم اپنے قاعدہ کے مطابق ثقات اہل اتقان کی احادیث کو مقدم رکھتے ہیں اور پھر کم درجہ کی روایات کو لاتے ہیں اگر کسی روایت میں علت ہو تو اس کو مؤخر کردیتے ہیں، اور اکثر طور پر موضع علت کو حذف کرکے اختصار سے کام لیتے ہیں۔ (۸۳) مثلاً کتاب القسامۃ میں بشیر بن یسار والی حدیث، جس میں خیبر میں عبداللہ بن سہل کے قتل کا واقعہ ہے کہ اس میں تمام حفاظ نے بشیر بن سہل سے (خمسین یمینا) ذکر کیا ہے مگر سعید بن عبید کہ اس نے تمام حفاظ کی مخالفت کی ہے۔ امام مسلم نے اس کی روایت اخیر میں ذکر کی ہے اور مختصر کرکے (وساق الحدیث) کہہ کر موضع علت کو حذف کردیا ہے۔ (۸۴) اور اس کی علت کو کتاب التمییز میں واضح کیا ہے۔ (۸۵)

(۴) چوتھا طریق بعض اوقات امام ترمذی شہرت کی بنا پر اسانید کی طرف اشارہ کردیتے ہیں مثلاً کبھی ایک سند سے حدیث کا اخراج کرکے دوسرے طرق معلق کرکے صرف موضع الاستشہاد کو ذکر کرتے ہیں۔ (۸۶)

اور کبھی حدیث کو سند کے ساتھ ذکر کرکے آخر میں (وقد رُوی من غیروجہ نحوہ) کہتے ہیں اور یہ طریق تعداد اسانید صرف ترمذی میں پایا جاتا ہے، تاہم صحیح مسلم میں تعداد الاسانید کی کثرت ہے، لیکن وہ اسی اشارہ پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ کچھ اسناد اول سے ذکر کرکے پھر "مثلہ" او "نحوہ" کہہ دیتے ہیں۔

الغرض امام مسلم پہلے تین طریق میں امام ترمذی کے ساتھ مشترک ہیں، لیکن تعداد اسانید کے چوتھے طریق میں امام ترمذی منفرد ہیں۔

حدیثِ حسن اور امام ترمذی

ابن الصلاح "علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں: (۸۷)

علامہ الخطابی نے حدیث کی تین قسمیں بیان کی ہیں: صحیح، حسن اور ضعیف

حدیث حسن کی تعریف میں لکھتے ہیں:

الحسن ما عرف مخرجه واشتهر رجاله

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور امام ترمذی "العلل الصغیر" میں لکھتے ہیں: (۸۸)

۱) کل حدیث یروی لایکون فی اسنادہ من یتھم بالکذب

۲) ولایکون الحدیث شاذا

۳) ویروی من غیر وجہ نحو ذاک فھذا عندنا

جو حدیث ان شروطِ "ثلاثہ" پر مشتمل ہو وہ حدیثِ حسن ہے لیکن واضح رہے کہ تمام حسن حدیث ایک ہی مرتبہ کی نہیں ہیں بلکہ بعض سے بعض اَقوی ہیں۔

علامہ خطابی اور امام ترمذی کی حسن میں فرق پایا جاتا ہے۔ علامہ خطابی نے تو اہل حدیث کے نزدیک انواعِ "ثلاثہ" (صحیح و حسن و ضعیف) کی اصطلاحی تعریف کی ہے اور حدیث المستور جو (من غیر وجہ) مروی ہو اس کو خطابی نے ذکر نہیں کیا کیونکہ خطابی کے نزدیک وہ من قبیل الحسن نہیں ہے کیونکہ خطابی نے تصریح کی ہے کہ مجہول کی روایت من قبیل ضعیف ہے اور مجہول میں مستور بھی داخل ہے۔ (۸۹)

اس کے برعکس امام ترمذی نے متفق علیہ یعنی حسن اصطلاحی کی تعریف نہیں کی بلکہ اپنی جامع میں جس حدیث کو حسن کہا ہے اس کی وضاحت کی ہے جو مستور کی حدیث کو بھی شامل ہے اور اس ضعیف کی روایت کو بھی جو سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف ہو اور اس کو بھی جو غلط اور خطاء کے ساتھ متصف ہو بلکہ روایۃ مختلط بعد از اختلاط اور مدلس کی عنعنہ اور جس کی اسناد میں انقطاع خفیف ہو اس کو بھی شامل ہے۔ کیونکہ یہ اقسام سب متہم بالکذب سے خارج ہیں۔

اس کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام ترمذی نے اتصال اسناد کی قید نہیں لگائی اس بنا پر بہت سی احادیثِ منقطعہ کو حسن کہہ دیا ہے (النکت لابن حجر)

یہی وضاحت نور الدین عتر نے اپنے رسالہ میں کی ہے، جو حافظ ابن حجر کی النکت سے ماخوذ ہے اور ابن الصلاح کی تعبیر پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ (۹۰)

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ وہ حدیث شاذ نہ ہو اور شاذ سے یہاں پر وہ حدیث مراد ہے جو ثقات کے خلاف ہے۔ پس مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث معارضہ سے سالم ہو۔

(۳) (ان یروی من وجہ آخر نحوہ) یعنی وہ حدیث دوسرے طریق ایک یا زیادہ سے مروی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ طریق اُخری اس کی مثل یا اس سے اقوی ہو یعنی کم درجہ نہ ہو اور دوسرے طریق سے بعینہٖ اسی لفظ کے ساتھ مروی ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ بمعناہ مروی ہونا ہی کافی ہے چنانچہ شرح العلل میں لکھتے ہیں:

ان یروی معناہ من غیر وجہ لا نفس لفظہ (۹۱)

اس بنا پر امام ترمذی نے (نحوہ) کہا ہے اور (مثلہ) نہیں کہا، اب ہم ترمذی سے حسن حدیث کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر نوع کے امثلہ ذکر کرتے ہیں تاکہ مزید وضاحت ہو جائے، حافظ ابن حجر النکت میں لکھتے ہیں: مستور کی روایت کی امثلہ تو بکثرت ہیں اس لئے طوالت سے بچنے کے لئے ان کو چھوڑ دیتے ہیں اور باقی اقسام کے کچھ امثلہ ذکر کرتے ہیں:

(۱) روایۃ الضعیف سیئ الحفظ:

روایۃ من طریق شعبۃ عن عاصم بن عبداللہ عن عبداللہ بن عامر بن ربیعۃ عن ابیہ قال: ان امراۃ من بنی فزارۃ تزوجت علی نعلین الخ قال الترمذی: ھذا حدیث حسن (۹۲)

اس میں عاصم بن عبداللہ ضعیف ہے۔ (۹۳)

امام ترمذی نے اس حدیث کو "حسن" محض اس لئے کہا ہے کہ متعدد طرق سے مروی ہے چنانچہ امام ترمذی ہی اس کے بعد لکھتے ہیں:

وفی الباب عن عمر وابی ھریرۃ وعائشۃ وابی حدرد، وذکر جماعۃ

(۲) روایۃ الضعیف الموصوف بالغلط والخطاء:

اخرج من طریق عیسی بن یونس عن مجالد عن ابی الوداک عن ابی سعید رضی اللہ عنہ کان عندنا خمر یتیم الخ قال ھذا حدیث حسن (۹۴)

اس میں مجالد ضعیف ہے اور غلط اور خطاء کے ساتھ متصف ہے مگر چونکہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اس بناء پر حسن کہہ دیا ہے اس سے بھی بڑھ کر حدیث اسماعیل بن مسلم عن الحسن عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فی الامر بقتل الکلاب ہے حافظ لکھتے ہیں:

واسماعیل اتفقوا علی تضعیفہ ووصفوہ بالغلط وکثرۃ الخطاء

تاہم اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے کیونکہ یہ متعدد طرق سے مروی ہے یعنی الحسن سے اسماعیل بن مسلم کی متابعت پائی جاتی ہے۔ (۹۵)

اس کی تیسری مثال حافظ نے یہ پیش کی ہے۔

رواہ من طریق علی بن مسھر عن عبیدۃ بن معتب عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ قالت کنا نحیض عند رسول اللہ ..... فیامرنا بقضاء الصوم الخ وقال ھذا حدیث حسن

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

فیہ عبیدۃ ضعیف جدا وقد اتفق الائمۃ النقل علی تضعیفہ الا انھم لم یتھموہ بالکذب لیکن لحدیثہ اصل من حدیث معاذۃ عن عائشۃ مخرج

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الصحیح، فلهذا وصفه بالحسن

پھر اس کی تائید میں حافظ نے ابو زرعہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابو صالح کاتبُ اللیث کے متعلق انہوں نے لکھا:

لم یکن یتعمد الکذب و لکنه کان یغلط وهو عندی حسن الحدیث

لیکن حافظ کا یہ استدلال محل نظر ہے، فتامل!

(۴) روایت ضعیف کو حسن کہنے کی چوتھی مثال

حدیث ابی سعید الخدری (لایحل لاحد ان یجنب فی المسجد.....) ۳۸۵/۴

اس میں عطیہ بن سعید العوفی ضعیف ہے، اس کے باوجود امام ترمذی کا اس حدیث کو حسن غریب کہنا دوسرے شواہد کی بنا پر ہے، امام نووی لکھتے ہیں انما حسنه بشواهده

چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

و لحدیث ابی سعید شاهد نحوه من حدیث سعد بن ابی وقاص ورواته ثقات فتح الباری ۱۳/۷

(۳) روایة من سمع من مختلط بعد اختلاطه

رواه من طریق یزید بن هارون عن المسعودی عن زیاد بن علاقة قال: صلی بنا المغیرة بن شعبة رضی الله عنه الخ وقال: هذا حدیث حسن (۹۶)

اس کی اسناد میں مسعودی (عبدالرحمٰن) ہے وهو ممن وصف بالاختلاط وکان سماع یزید منه بعد ان اختلط (۹۷)

ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے کیونکہ دوسرے طرق سے مروی ہے، کما صرح به وقال: وقد روی هذا الحدیث من غیر وجه عن المغیرة

(۴) روایة المدلّس قد عنعن:

(الف) رواه من طریق یحیی بن سعید عن المثنی بن سعید عن قتادة عن عبدالله بن بریدة رضی الله عنه عن ابیه عن النبی ﷺ، قال: المؤمن یموت بعرق الجبین

وقال: هذا حدیث حسن، فیه قتادة مدلس وقد عنعن وقد قال بعض اهل العلم لم یسمع قتادة من عبدالله بن بریدة وانما وصفه بالحسن لان له شواهد من حدیث عبدالله بن مسعود (۹۸) وغیره

(ب) رواه من طریق هشیم عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ابی لیلی عن البراء بن عازب ..... ان حقا علی المسلمین (۹۹)

وقال: هذا حدیث حسن

فیه هشیم موصوف بالتدلیس لکن تابعه عنده ابو یحیی التیمی

و للمتن شواهد من ابی سعید الخدری وغیره رضی الله عنه۔

رواه الترمذی من طریق ابی یحیی اسماعیل بن ابراهیم التیمی

عن یزید بن ابی زیاد ومن طریق هشیم عن یزید بمعناه وقال حسن و

روایة هشیم احسن من روایة اسماعیل و اسماعیل یضعف فی

الحدیث

(۵) منقطع الاسناد:

رواه من طریق عمرو بن مرة عن ابی البختری عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال لعمرنی العباس الخ وقال هذا حدیث حسن وفیه ابو البختری اسمه سعید بن فیروز ولم یسمع من علی رضی اللہ عنہ فالاسناد منقطع

پھر اس کو حسن کہنا شواہد مشہورہ کی بنا پر ہے۔ اس نوع کی امثلہ ترمذی میں بہت زیادہ ہیں مثلاً ابوعبیدۃ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ کی متعدد روایات کو حسن کہا ہے حالانکہ جمہور کے نزدیک ابن مسعود سے سماع حاصل نہیں ہے یہی حال حدیث ابو قلابہ الجرمی عن عائشہ وروایہ عبدالجبار بن وائل بن حجر عن ابیہ کا ہے مگر امام ترمذی نے مجموعہ طرق کے پیش نظر ان کو حسن کہہ دیا ہے۔

بہرحال اس قسم کی احادیث کو حسن کہنا امام ترمذی کی اپنی اصطلاح اور اپنا اجتہاد ہے۔ عین ممکن ہے کہ کوئی دوسرا اس سے اتفاق نہ کرے۔ چنانچہ امام ترمذی العلل کے آخر میں لکھتے ہیں: (۱۰۰)

وما ذکرنا فی هذا الکتاب "حدیث حسن" انما اردنا به حسن اسناده

عندنا.....الخ

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسن اصطلاحی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ "حسن" ہے جسے امام ترمذی نے اپنی جامع میں حسن کہا ہے۔

حسن کی جو تعریف خطابی نے کی ہے وہ حسن اصطلاحی ہے اور وہ بالاتفاق حجت ہے اور جو علماء تقسیم ثلاثی کے قائل ہیں، ان کے نزدیک صحیح میں داخل ہے مگر امام ترمذی کی حسن کے حجت ہونے پر اتفاق نہیں ہے۔

ابوالحسن ابن القطان اپنی کتاب بیان الوھم والایہام میں لکھتے ہیں:

ان هذا القسم لایحتج به کله بل یعمل به فی فضائل الاعمال و

یتوقف عن العمل به فی الاحکام الا اذا کثرت طرقه او عضده اتصال عمل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوموا فقة شاهد صحيح اوظاهر القرآن

اور خود امام ترمذی کے نزدیک بھی اس قسم کی ہر حسن قابل حجت نہیں ہے مثلاً خیثمہ البصری کے طریق سے عن الحسن عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے لاتے ہیں اور پھر اس کے بعد کہا ہے: (۱۰۱)

هذا حديث حسن وليس اسناده بذاك

اور کتاب العلم فضل العلم ایک حدیث کے بعد، (هذا حديث حسن) کہا ہے۔ (۱۰۲)

اور لکھا ہے کہ ہم نے اس حدیث کو "صحیح" نہیں کہا کیونکہ اعمش نے اس میں تدلیس کی ہے چنانچہ بعض طرق میں اس نے کہا ہے: حدثت عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، پس اس تردد کی بنا پر اس پر "حسن" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

ابن القطان کی ان دونوں مثالوں میں نظر ہے، ممکن ہے دوسرے طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے "حسن" کہا ہو۔

اصل بحث:

لیکن یہاں بحث کا تعلق اس بات سے ہے کہ کیا امام ترمذی کے کسی حدیث کو حسن کہنے سے وہ حدیث حجت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ سو اس میں توقف ہے اور ابن القطان نے جو کچھ لکھا ہے وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (۱۰۳)

(۶) اور امام ترمذی کبھی کسی صحیح حدیث کو صرف حسن کہہ دیتے ہیں جبکہ وہ اصح کے معارض ہو مثلاً مسح رأس کے متعلق ربیع بنت معوذ کی صحیح حدیث کو حسن کہہ دیا ہے کیونکہ امام ترمذی کے خیال میں یہ حدیث عبداللہ بن زید کی حدیث کے معارض ہے۔

حاشیہ جات

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۱/۲۷۱ و نکت الهميان للصفدی ص ۱۷۰ و شرح الشمائل للسیوطی ج ۱ ص ۴، و میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۱۷ ——— (۲) المراجع السابقہ ——— (۳) الانساب و معجم البلدان ج ۲ ص ۳۸۲ ——— (۴) تہذیب التہذیب ——— (۵) سیر اعلام النبلاء ——— (۶) دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۰۷ و کتاب الانساب سمعانی ——— (۷) نیز کتاب العلل فی آخر الجامع ج ۴ ص ۳۸۵ ——— (۸) مقدمہ الجامع لاحمد شاکر ص ۸۱ ——— (۹) ہدی الساری ج ۲ ص ۱۹۴ ——— (۱۰) طبقات الرواۃ کے لئے دیکھئے تقریب التہذیب (ج ۱ ص ۵-۶) ——— (۱۱) مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۲ ——— (۱۲) شرح المشکاۃ ج ۱ ص ۲۱ و مقدمہ تحفۃ الاحوذی ۱۷۲-۱۷۳ ——— (۱۳) فتح الباری ج ۳ ص ۳۳۸ ——— (۱۴) تحفۃ الاحوذی ج ۲ والبدایہ ۱۱/۲۳، و تہذیب التہذیب ۱۰/۱۲۶ ——— (۱۴ ب) مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۲ ——— (۱۵) ماجاء فی الرجل ینام عن الوتر تحفۃ الاحوذی (ج ۱ ص ۳۴۳) ——— (۱۶) کتاب العلل آخر الجامع و تذکرۃ الحفاظ ص ۶۳۴ و سیر اعلام النبلاء (ج ۱۱ ص) ——— ع مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۲ انظر الترمذی مع التحفۃ ج ۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۳۴۳ ـــــ (۱۷) تحفۃ الاحوذی (ج ۴ ص ۳۸۵) وفیہ عطیۃ بن سعد العوفی ضعیف و مع ذالک قال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الامن ھذا الوجہ قال النووی انما حسن الترمذی بشواھدہ، قال ابن حجر: ولحدیث ابی سعید شاھد نحوہ من حدیث سعد بن ابی وقاص و رواۃ ثقات۔ انظر الفتح ۷/ ۱۳ ـــــ (۱۸) شروط الائمۃ الستۃ للمقدسی ص ۱۷، تذکرۃ الحفاظ ص ۶۳۴، تہذیب التہذیب ـــــ ج ۹ ص ۳۸۸ ـــــ (۱۹) المرجع السابق ـــــ (۲۰) تذکرۃ ص ۶۳۴ و تہذیب ۹/ ۳۸۹ وفیہ عمران بن علان بدل عمر بن ملک ـــــ (۲۱) تہذیب الکمال اعلام النبلاء تہذیب التہذیب ۹/ ۳۸۷ و المحلی ـــــ (۹/ ۲۹۵) ضعف حدیث الترمذی لکن لم یذکر مطعنا فی الترمذی ـــــ (۲۲) اللباب ج ۱ ص ۱۸۴ ـــــ (۲۳) میزان الاعتدال ۳/ ۱۱۷ و تہذیب اور ابن حزم کے لئے تذکرۃ ۱۱۴۶ ـــــ (۲۴) راجع المیزان و الرفع والتکمیل للکھنوی ص ۱۲۴ حاشیہ و مقدمۃ الجامع لاحمد شاکر مصری ـــــ (۲۵) راجع البدایۃ ج ۱۱ ص ۶۷ علامہ احمد شاکر لکھتے ہیں: ـــــ حافظ ابن حجر نے ذہبی سینقل کرکے لکھ دیا ہے ورنہ حافظ نے نہ کتاب الاتصال دیکھی ہے۔ ـــــ (۲۶) المرجع السابق ـــــ (۲۷) راجع توجیہ النظر للجزائری و الرسالۃ المستطرفۃ للکتانی ـــــ (۲۸) قوت المغتذی ج ۱ ص ۸ و مقدمۃ ابن الصلاح ص ۱۵ ـــــ (۲۹) شرح الالفیۃ للسخاوی ۳۵ و شرح الترمذی لابی الطیب ج ۱ ص ۱۲ ـــــ (۳۰) الفہرست لابن الندیم ج ۱ ص ۲۳۳، والبدایۃ ج ۱۱ ص ۶۶، کشف الظنون ج ۲ ص ۱۴۴۰، والرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۱۱ ـــــ (۳۱) تہذیب التہذیب ـــــ (۳۲) الفہرست لابن الندیم ـــــ (۳۳) البدایۃ ـــــ (۳۴) الجامع وفیہ: وقد بینا ھذا علی وجھہ فی الکتاب الذی فیہ الوقوف ـــــ (۳۵) دائرۃ المعارف الاسلامیہ ج ۵ ص ۲۲۰، مجلۃ المجمع العلمی دمشق جلد ۳۲ ص ۳۱۴ ـــــ (۳۶) تدریب الراوی للسیوطی ص ۹۵ والبلدان للیاقوت الحموی (ترمذ) ـــــ (۳۷) انظر ص ۹ ـــــ (۳۸) انظر تحفۃ الاحوذی ص ۲۴ ـــــ (۳۹) قوت المغتذی ج ۱ ص ۱۵، و مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۵-۱۷۶ ـــــ (۴۰) عارضۃ الاحوذی ج ۱ ش ۵-۶ و قوت المغتذی ج ۱ ص ۶ ـــــ (۴۱) تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ـــــ (۴۲) مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۸ مقدمہ احمد شاکر ج ۱ ص ـــــ (۴۳) تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ـــــ (۴۴) تحفۃ الاحوذی ج ۴ کتاب العلل ـــــ (۴۵) ص ۱۶ والبدایۃ والنھایۃ لابن کثیر ج ۱۱ ص ۶۷ ـــــ (۴۶) طبقات رواۃ کی تفصیل کے لئے دیکھئے شروط صحیح البخاری و شروط الخمسۃ للحازمی ۴۳ ـــــ (۴۷) ج ۱/ ۱ ص ۳۹۶ ـــــ (۴۸) الجرح و التعدیل ج ۱ ق ۱ ص ۲۲۷ ـــــ (۴۹) لیکن فی زمانہ ہمارے مدارس حدیث بھی ناظمین کے تحت آگئے ہیں اور تلامذہ کو شیوخ سے دور کردیا گیا ہے اب تلامذہ اجازہ سے بھی بے نیاز ہیں اور الاماشاء اللہ اپنے شیخ الشیخ کا نام تک نہیں جانتے سلف کے اس طریق کو ختم کرنے کی ذمہ داری مدارس کے ناظمین پر جنہوں نے اصل اجازہ کی شکل کو ختم کرکے اپنے دستخطوں سے بطاقات تقسیم کرنے شروع کردیئے اور شیوخ الحدیث کے اجازات کو نسیا منسیا کردیا گیا فوا اسفا۔ یہ صرف اہل حدیث مدارس کا المیہ ہے۔ دیوبندی اور بریلوی مدارس پر اب بھی علماء کی حیثیت مسلم ہے۔ ـــــ (۵۰) دیکھئے قوت المغتذی ج ۱ ص ۱۶، مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۸ ـــــ (۵۱) انظر فہرسۃ ابن خیر ۱۱۹-۱۲۱ ـــــ (۵۲) قوت المغتذی و مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ـــــ (۵۳) الانساب ص ۵۱۱ ـــــ (۵۴) تذکرۃ ج ۳ ص ۸۶۳، العبر ۲/ ۲۷۲، الوافی ۲/ ۴۰، مرآۃ الجنان ۲/ ۳۴۰، شذرات ۲/ ۳۷۳ ـــــ (۵۵) الانساب ۷/ ۲۴۶، تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۴۸، العبر ۲/ ۴۲، شذرات الذھب ۲/ ۳۴۲، المستطرفۃ ص ۷۳، النبلاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵۹/۱۵ ـــــ (۵۶) النبلاء ۵۴۸/۱۵، ۵۴۹ ـــــ (۵۷) الانساب ۲۱۴/۳، اللباب ۲۶۸/۱، العبر ۱۰۸/۳، تذکرۃ ۱۰۵۲، النبلاء ۲۵۷/۱۷ ـــــ (۵۸) الانساب ۲۱۴/۳، اللباب ۲۶۸/۱، العبر ۱۰۸/۳، تذکرۃ ۱۰۵۲، النبلاء ۲۵۷/۱۷ ـــــ (۵۹) طبقات سبکی ۳۲۸/۵، شذرات ۳۸۲/۳، العبر ۳۱۸/۳ ـــــ (۶۰) النجوم الزاھرۃ ۲۶۰/۵، شذرات ۹۷/۴، العبر ۸۵/۴، النبلاء ۱۰۱/۲۰ ـــــ (۶۱) المنتظم ۴۴/۹، معجم البلدان ۲۱۶/۴، اللباب ۳۹۳/۲، الکامل فی التاریخ ۱۶۸/۱۰، العبر ۲۹۷/۳، شذرات ۳۶۵/۳ ـــــ (۶۲) الانساب ۵۰/۳، معجم البلدان ۲۸/۲، العبر ۳۰۲/۳، اللباب ۲۱۴/۱، شذرات ۳۶۸/۳ ـــــ (۶۳) الانساب ۴۰۹/۱۰، المنتظم ۱۵۴/۱۰، معجم البلاان ۴۵۸/۵، اللباب ۹۵/۳، العبر ۱۳۱/۴، تذکرۃ ۱۳۱۳/۴، العقد الثمین ۵۰۱/۵، ذیل تاریخ بغداد ۸۳/۱ ـــــ (۶۴) وفیات ۱۲۵/۳، ابن کثیر ۶۱/۱۳، ـــــ (۶۵) للبدایہ لابن ابن کثیر ۶۱/۱۳ ـــــ (۶۵) النبلاء ۵۰۷/۲۱ ـــــ (۶۶) ترجمہ کے لئے: ذیل تاریخ بغداد لابن النجار، الکامل لابن اثیر ۱۲۲/۱۲، ذیل الروضتین ص ۷۰، وفیات ۴۵۲/۳، البدایہ ۶۱/۱۳، النجوم الزاھرۃ ۲۰۱/۶، شذرات ۲۶/۵ و التاج المکلل ۹۴-۹۵ والنبلاء ۵۰۷/۲۱ ـــــ (۶۷) البدایہ ۳۱۴/۱۳ و شذرات ۴۱۴/۵ والیانع ۴۸ وذیل طبقات الحنابلہ ۳۲۵/۲ و تعلیق الکوثری علی ذیل الحسینی ص ۱۷ ـــــ (۶۸) الدرر الکامنہ ۱۴۱/۳، و شذرات الذھب ۲۸۵/۶ ـــــ (۶۹) شذرات الذھب ۲۶۹/۷، الضوء اللامع ۱۸۷/۴، فہرس الفہارس ۲۷۴/۲ ـــــ (۷۰) قدمر ـــــ (۷۱) الکواکب السائرۃ ۵۲/۳، تاج العروس مادہ (غ وط) شذرات ۴۰۶/۸، الکتانی ۲۵۵/۲ ـــــ (۷۲) دیکھئے القراءات و القراء ـــــ (۷۳) المتوفی ۳۳۵، تذکرۃ ۳۴۸/۳ ـــــ (۷۴) میزان الاعتدال ۱۱۷/۳ ـــــ (۷۵) تہذیب التہذیب ۳۸۸/۹ ـــــ (۷۶) قال ابن العربی مخرج الحدیث بان یکون عن روایۃ راو قد اشتھر بروایۃ حدیث اھل بلدہ کقتادۃ فی البصریین وابی اسحاق السبیعی فی الکوفیین و عطاء فی المکیین و ابن شھاب فی المدنیین وغیرھم (عارضۃ الاحوذی ۱۴/۱-۱۵) فان حدیث البصریین مثلا اذا جاء عن قتادۃ و نحوہ کان مخرجۃ معروفا واذا جاء عن غیر قتادۃ و نحوہ کان شاذا- واللہ اعلم انظر النکت علی ابن الصلاح للحافظ ابن حجر ـــــ ج ۱ ص ۴۱۵ ـــــ (۷۷) باب ماجاء فی بیان الفجر ج ۲ ص ۳۹ ـــــ (۷۸) مثلاً باب ماجاء ان مفتاح الصلاۃ الطھور اس (حاء) کو (ح) تحویل کہتے ہیں بعض کے نزدیک یہ معنی صح ہے اور بعض نے حائل کے معنی میں لیا ہے اس کے تلفظ میں (حا) کہہ کر آگے قراءت جاری رکھے تفصیل کے لئے مقدمۃ ابن الصلاح ص ۸۰-۸۱ و شرح العراقی علی الالفیۃ ج ۲ ص ۴۱ ـــــ (۷۹) مقدمۃ ابن الصلاح ص ۹۰، وکذا مسلم یشیر الی اختلاف الالفاظ تارۃ بقولہ (والفاظھم متقاربۃ) و تارۃ بقولہ (نحوہ) وان کان اللفظ واحدا یقول (مثلہ) ـــــ (۸۰) مقدمۃ ابن الصلاح ۹۴، و تدریب الراوی ص ۳۲۸ ـــــ (۸۱) ج ۲ ص ۴۱ حدیث ثالث عن ابی سعید الخدری ـــــ (۸۲) مثال ذالک (باب فضل تطوع ثنتی عشرۃ رکعۃ کل یوم) کہ اس میں پہلے حضرت عائشہؓ والی حدیث "من ثابر علی ثنتی عشرۃ رکعۃ" لاتے ہیں جو کہ من طریق المغیرۃ بن زیاد عن عطاء عنھا ہے اور اس پر کلام کیا ہے (حدیث عائشۃ حدیث غریب من ھذا الوجہ) والمغیرۃ بن زیاد قد تکلم فیہ بعض اھل العلم من قبل حفظہ) اس طرح اس کا ضعف بیان کیا ہے پھر اس کے بعد حدیث ام حبیبۃ لاتے ہیں پھر لکھا ہے حدیث عنبر عن ام حبیبۃ فی ھذا الباب حدیث حسن صحیح و مقتوی عن عنبر من

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیروجہ (تحفۃ الاحوذی ج۱ص۳۱۹) ـــــ (۸۳) ملاحظہ ہو صحیح مسلم کتاب القسامۃ حدیث بشیر بن یسار عن سھل بن ابی حثمۃ الخ ـــــ (۸۴) جائزہ صحیح مسلم ـــــ (۸۵) دیکھئے کتاب التمییز ص ۱۲ ـــــ (۸۶) کمافی مواقیت الصلاۃ : حدثنا احمد بن منیع و الحسن بن الصباح البزار و احمد بن محمد بن موسی -- المعنی واحد -- قالو احدثنا اسحاق بن یوسف الازرق عن سفیان الثوری عن علقمۃ --- فذکر الحدیث ثم قال : وقد رواہ شعبۃ عن علقمۃ بن مرثد ایضا فذکر متابعۃ شعبۃ لسفیان الثوری معلقۃ ھکذا (تحفۃ الاحوذی ج۱ص) ـــــ (۸۷) ص۲۶ ـــــ (۸۸) العلل الصغیر ۴/ ـــــ (۸۹) المستعرا من روی عنۃ اکثر من واحد والمجھول من لم یروعنۃ غیر واحدولم یوثق (تقریب ۱/۵) ـــــ (۹۰) راجع الرسالۃ ص ۱۶۲-۱۶۳ ـــــ (۹۱) شرح العلل ـــــ (۹۲) کتاب النکاح ج۴/۲۵۰ ـــــ (۹۳) تقریب ۱/۳۸۴، لیکن ترمذی کے اکثر نسخوں میں "حسن صحیح" ھے دیکھئے تحفۃ الاحوذی و تحفۃ الاشراف ۴/۲۲۲ ـــــ (۹۴) کتاب البیوع باب النھی ان یتخذ الخمر خلا لیکن فی الجامع : ھذا حدیث حسن صحیح و الحدیث فی مسلم کتاب الاشربۃ ـــــ (۹۵) کتاب الاحکام باب ماجاء من امسک کلبا الخ، تحفۃ الاحوذی ـــــ (۹۶) ترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی الامام ینھض فی الرکعتین ناسیا، و فی الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح کذ فی نسخۃ احمد شاکر والنسخۃ الھندیۃ و النسخۃ التی حققھا الدعاس طبعۃ حمص و اشار المحدث احمد شاکر الی اختلاف النسخ، و المعلوم ان الاستاذ احمد شاکر قداعتمد فی تحقیقۃ سبع نسخ عندالتحقیق کما ذکر فی المقدمۃ وفیھا حسن صحیح الا واحدۃ تحفۃ الاحوذی ج۱ص۲۸۹-۲۹۰ ـــــ (۹۷) قال فی التقریب عبدالرحمن المسعودی صدوق اختلط ومن سمع منہ ببغداد فبعدالاختلاط واللہ اعلم ـــــ (۹۸) راجع لحدیث عبداللہ بن مسعود مجمع الزوائد ۲/۳۲۵ ـــــ (۹۹) تحفۃ الاحوذی ج۱ص۳۷۳، باب فی السواک والطیب یوم الجمعۃ و تحفۃ الاشراف ۲/۲۹-۳۰، والحدیث رواہ احمد فی المسند (۴/۲۸۳) وابن ابی شیبۃ فی المصنف کما فی التحفۃ ج۱ ص۳۵۶ ـــــ (۱۰۰) تحفۃ الاحوذی شرح العلل ج۴ص والتقیید والایضاح ص۴۵ والنکت لابن حجر ج۱ص۳۹۹ ـــــ (۱۰۱) ترمذی کتاب فضائل القرآن میں طریق الاعمش عن خیثمۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من قرا القرآن فلیسال اللہ بہ (تحفۃ الاحوذی ۴/۵۵) حدیث عمران بن الحصین و خیثمۃ ھذا خیثمۃ البصری الذی روی عنہ جابر الجعفی یکنی ابانصر ـــــ (۱۰۲) باب فضل طلب العلم (۳/۳۶۹ تحفۃ) حدیث ابی ہریرۃ من سلک طریقا یلتمس فیہ علما و فی مسلم مطولا لیکن حسن کے بعد (وانما لم نقل) الخ کے الفاظ ترمذی میں نہیں ہیں ہوسکتا ہے ممکن ہے ابن القطان نے کسی نسخہ میں یہ الفاظ دیکھے ہوں۔ واللہ اعلم ـــــ (۱۰۳) دیکھئے توضیح الافکار ۱/۱۸۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت

ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر

نواب محمد صدیق حسن خان قنوجی ؒ کی خدمتِ حدیث

پیدائش ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء ——— وفات ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء

سید ابو طیب صدیق حسن خان ؒ اکتوبر ۱۸۳۲ء کو بمقام بریلی پیدا ہوئے، آپ اردو، عربی اور فارسی کے نامور ادیب، عالم دین اور شاعر، دو سو بائیس کتابوں کے مصنف اور علم و فضل کے اعتبار سے بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔

حسینی سادات کے چشم و چراغ، سلسلہ نسب تنتیس (۳۳) واسطوں سے جناب سید البشر حضرت نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ (۱)

ان کے والد گرامی نواب سید اولاد حسن نے دیگر اساتذہ کے علاوہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے اکتسابِ علم کیا تھا، نواب سید اولاد علی آپ کے دادا تھے جو حیدر آباد (دکن) میں جاگیرداری کے علاوہ انور جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز تھے۔ (۲)

تعلیم و تربیت:

ابتدائی تعلیم اپنے محلے کے مکتب میں حاصل کرنے کے بعد فرخ آباد چلے گئے۔ وہاں مختلف اساتذہ سے کافیہ، شرح قطبی، میر قطبی، در مختار، مشکوۃ المصابیح اور دیگر متداول درسی کتابیں پڑھیں، پھر کانپور جاکر ملا محمد مراد بخاری اور مولوی محب اللہ پانی پتی سے تحصیل علم کیا۔

پھر کانپور سے آپ دہلی پہنچے اور صدر الافاضل مفتی صدر الدین کی خدمت میں حاضر ہو کر تقریباً پونے دو برس تک کتبِ منقول و معقول پڑھ کر علومِ رسمیہ سے فارغ ہو گئے۔

مفتی صاحب ؒ مذکور نے اپنے شاگرد کی سند میں تحریر فرمایا ہے:

"مولوی صدیق حسن خان قنوجی ذہن سلیم و قوت حافظہ و فہم درست و مناسبت تام بہ کتاب و مطالعہ صحیح و استعداد تمام دارند، جملہ کتبِ معقول رسمیہ از منطق و حکمت و از علم دین بخاری و چیزے از تفسیر بیضاوی و معاملات ہدایہ و فقہ و اصول فقہ و عقائد و ادب از فقیر اکتساب نمودند، و مستعدانہ فہمیدہ خواندند، باوجود سعادت و رشد و صلاح و نیک نہادی و صفائی طینت و غیرت و اہلیت و شرم و حیا در اقران و اماثل خود ممتاز اند" (۳)

اسی طرح آپ نے حدیث اور اجازۂ حدیث کے لئے بھی جلیل القدر علماء سے استفادہ کیا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکیس برس کی عمر میں آپ اپنے وطن قنوج واپس پہنچے، گھر میں معاشی حالات بڑے غیر تسلی بخش تھے، تلاشِ معاش کے سلسلے میں بھوپال پہنچے، وہاں ان کو ملازمت مل گئی پھر ایک سال کی ملازمت کے بعد بوجوہ الگ ہونا پڑا۔ (۴)

نواب صاحب فرماتے ہیں کہ:

"میں نے اس عزیز دوست (یعنی شیخ علی عباس چڑیاکوٹی) سے بلاوجہ جھگڑا کیا جو میرا قدیم محسن اور اس ملازمت کا باعث تھا اور اس مخالفت کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں ملازمت سے معزولی کے بعد پھر قنوج چلا آیا"

ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے باعث اور بھی زیادہ مفلوک الحال ہو گئے، کچھ عرصے کے بعد ٹونک میں ملازمت اختیار کرلی، بالآخر ۱۲۷۶ھ میں پھر بھوپال کی ملازمت میں منسلک ہو گئے۔

اسی اثناء میں نواب شاہجہان بیگم ریاست بھوپال نے زمامِ اختیار ہاتھ میں لی، موصوفہ بیوہ ہو چکی تھی نواب صاحب کی قابلیت اور ذہانت سے بڑی متاثر تھیں، چنانچہ موصوفہ نے ان سے نکاح کرکے انہیں ریاست کے نظم و نسق میں شریک کرلیا۔ (۵)

حلیہ و اخلاق:

نواب صاحب مناسب قد و قامت والے تھے، رنگ سرخ و سفید جاذبانہ تھا، بھرے بھرے گال، اونچی کشادہ پیشانی، روشن اور دراز نرم و نازک چہرا تھا، مونڈھوں کے درمیان کافی کشادگی تھی، داڑھی چھوٹی تھی (۶)

لباس ان کا خوش وضع قطع ہوتا تھا۔ خوشبو اور عطر سے معطر ہوتا تھا۔ (۷)

نواب صاحب خوش اخلاق تھے اور اہل علم کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ ابقاء المنن میں لکھتے ہیں:

"چونکہ اللہ تعالیٰ نے حسن اور سوءِ عمل کو میزانِ سعادت و شقاوت قرار دیا ہے اس لئے میرا دل یہی چاہا کرتا ہے کہ مجھ سے وہ فعل (کام) ظہور میں آئے جو میرے معبود حقیقی لاشریک کو پسندیدہ ہو" (۸)

اللہ سے خوف کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں:

"مجھ کو بڑا خوف اس کا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا تو دوست و دشمن دونوں کو دیتا ہے مگر دین بجز اپنے دوست کے کسی کو نہیں دیتا" (۹)

نواب صاحبؒ کے متعلق خیر الدین الوسی لکھتے ہیں:

"ویحق له الاجتهاد لاجتماع شروطه فیه" (۱۰)

"یعنی نواب صاحب کو کامل مجتہد کہنے کا حق ہے"۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر الدین الزرکلی لکھتے ہیں:

"انه من رجال النهضة الاسلامية المجددين" (۱۱)

نواب صاحبؒ کی تالیفات:

نواب صاحبؒ نے عربی اور اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت میں بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا ان کے عہد میں بھوپال اسلامی علوم و فنون کا سب سے بڑا مرکز بن گیا، جہاں اقصائے ہند کے علاوہ ترکستان تک سے تشنگانِ علم آتے تھے ایک طرف لاکھوں روپے خرچ کرکے تفسیر و حدیث کی نایاب کتابیں شائع کیں اور اقصائے عالم کے کتب خانوں اور علماء کو مفت مہیا کیں ان کتابوں میں تفسیر ابن کثیر، فتح الباری، شرح صحیح البخاری اور نیل الاوطار خاص طور پر قابل ذکر ہیں، دوسری طرف بلند پایہ کتابیں خود تصنیف کیں(۱۲)

نواب صاحبؒ نے عربی، اردو اور فارسی زبان میں ادب اور دین سے متعلق ہر فن میں نہایت اہم کتابیں تالیف فرمائیں، ان میں سے بعض کتب خاصی ضخیم اور علمی و تحقیقی اعتبار سے بلند پایہ ہیں اور مصدر و ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں، مضامین و فنون کی طویل فہرست میں ادبی اور دینی مضامین کے علاوہ تاریخ و سوانح، علم کیمیا، علم نباتات، علم ریاضی، علم ہیئت اور تاریخ العلوم، لغت اور بدیع کے موضوعات پر کئی تصانیف موجود ہیں، رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں۔

> "نواب صاحبؒ موصوف عربی، فارسی کے زبردست عالم فاضل اور اپنے زمانہ کے مشہور محدث اور مفسر سمجھے جاتے تھے، تقریباً ڈیڑھ سو ضخیم کتابوں کے مصنف تھے، شعراء اور اہل قلم کے بڑے قدرداں تھے" (۱۳)

نواب صاحبؒ کی تصانیف کی مضمون وار تعداد حسب ذیل ہے:

تفسیر و متعلقاتِ تفسیر پر چھ کتابیں، حدیث و متعلقات حدیث پر تئیس، عقائد و مسائل پر تیس، فقہ و متعلقاتِ فقہ پر تئیس، اتباعِ سنت پر گیارہ، اصولِ سیاست اور حکمرانی پر چھ، تاریخ و سیر پر بائیس، علوم و ادبیات پر بائیس، اخلاقیات پر اڑتیس، تصوف پر سترہ، مناقب و فضائل پر تیرہ، ان میں سے عربی زبان میں تقریباً پچپن، فارسی میں پچاس اور اردو میں ایک سو سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ (۱۱)

بعض اہم کتابوں کی اجمالی فہرست

قرآن و علومہٗ:

- ـــــ فتح البیان فی مقاصد القرآن.... عربی.... (۷ ضخیم مجلدات)
- ـــــ ترجمان القرآن.... اردو.... (۱۵ جلدیں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

O ـــــ فارسی زبان میں قرآن سے متعلق چار کتابیں تالیف کیں۔

الحدیث وعلومہ :

(عربی) عون الباری لحل ادلۃ البخاری (۲ مجلدات)

O ـــ السراج الوھاج من کشف مطالب صحیح مسلم بن الحجاج (۲ مجلدات)

O ـــــ فتح العلام شرح بلوغ المرام

O ـــــ اربعون حدیثا فی فضائل الحج والعمرۃ

O ـــــ اربعون حدیثا متواترا

O ـــــ نزل الابرار بالعلم بالماثور من الادعیۃ والافکار

O ـــــ الدین الخالص

O ـــــ فتح المغیث

O ـــــ منہج الوصول

O ـــــ کشف الکربۃ

O ـــــ الرحمۃ المہداۃ

یہ تمام کتب عربی زبان میں لکھی گئیں۔

حدیث وعلومہ :

فارسی مسک الختام ..... شرح بلوغ المرام

O ـــــ الادراک

O ـــــ حظیرۃ القدس

O ـــــ عرف الجادی

مذکورہ بالا ۴ کتب فارسی زبان میں ہیں، اسی طرح اردو میں درج ذیل کتب تصنیف فرمائیں :

O ـــــ عین الیقین

O ـــــ خیر القرین

O ـــــ بغیۃ القاری فی ثلاثیات البخاری

O ـــــ توفیق الباری

O ـــــ جامع السعادات

O ـــــ تقویۃ الایقان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- غراس الجنۃ
- موائد العوائد (۱۴)

تفصیلی فہرست کے بجائے فی الحال درج ذیل کتابوں کے تذکرے پر اکتفا کیا جاتا ہے:

بعض اہم کتابوں کا تفصیلی تعارف:

تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن:

یہ تفسیر میں بہت اہم کتاب ہے، اس کی اہمیت کے بارے میں نواب صاحبؒ خود معترف تھے وہ اس تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"اکثر میرے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ میں تفسیر کی ایک ایسی کتاب لکھوں جو معتبر طور پر روایت و درایت دونوں پر حاوی ہو اور تفسیر بالرائے سے پاک ہو" (۱۵)

ڈاکٹر سالم قدوائی اس تفسیر کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امام جلال الدین سیوطی کی تفسیر در منثور روایتی نقطہ نظر سے خاص طور سے موصوف کے پیش نظر رہی ہے، اس کے ضروری مطالب کے ساتھ دوسری تفسیروں سے مناسب معلومات جمع کردی ہیں۔ ضعیف روایتوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور متضاد روایتوں میں ترجیحی صورتیں بیان کردی ہیں، اعراب کی مشکلات دور کی ہیں، قراءت کے اختلافات کا ذکر کیا ہے، الغرض روایت اور درایت دونوں قسم کی تفسیروں کے بہترین اقتباسات اس کتاب میں اکٹھے کردیئے ہیں"۔

نواب صاحبؒ نے اپنے تفسیری نقطہ نظر کی وضاحت کے بعد قرآن مجید کے فضائل کے متعلق روایتیں نقل کی ہیں، پھر سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے کتاب کا آغاز کیا ہے۔

الفاظ کے معانی، بیان، قراءت، اسباب نزول، مسائل فقہ اور فقہاء کے اجتہادات، غرض تمام پہلوؤں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

نواب صاحبؒ نے امام شوکانیؒ (صاحب فتح القدیر) حافظ ابن کثیرؒ (صاحب تفسیر القرآن العظیم)ؒ اور ابن خلدون وغیرہ کی آراء اپنی تفسیر میں کثرت سے نقل کی ہیں، یہ تفسیر مصر میں مطبع جوائنۃ الکائنۃ میں طبع ہوئی (۱۶)

حظیرۃ القدس وذخیرۃ الاندلس:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث کا ایک مجموعہ ہے جس میں عمل کی ترغیب کے لئے احادیث مذکور ہیں، تعلق باللہ اور حب رسول اللہ کے سلسلے میں ترغیبی احادیث بھی ہیں۔ (۱۷)

عون الباری شرح تجرید بخاری:

۸ مجلدات پر مشتمل ہے، اکثر مجلد پانچ پانچ سو صفحات میں ہے، اس میں صحیح بخاری کے عقدوں کو حل کیا ہے بہت ہی لاجواب کتاب ہے۔ (۱۸)

مسک الختام فی شرح بلوغ المرام:

اس میں حدیث و مذاہب فقیہ کی عمدہ تحقیق ہے اس کتاب کو ابواب فقہ کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے اور ہر حدیث کے بعد چاروں اماموں کے مسلک پر روشنی ڈالی ہے۔ (۱۹)

منہج الوصول الی احادیث الرسولؐ:

یہ کتاب اصول حدیث میں ہے، اس میں نہایت شستہ اور سلیس فارسی زبان استعمال کی گئی ہے، اصطلاح محدثین میں ارشاد نبویؐ کو تقسیم کرکے مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے اور ان اصطلاحات کی تعریفیں ذکر کی گئی ہیں، اصول حدیث کی یہ کتاب نواب صاحب کی نادر کتابوں میں سے ہے، بہت ہی تتبع اور تلاش کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ فارسی زبان میں اس فن پر اس سے پہلے کوئی کتاب دیکھنے میں نہیں آئی، یہ کتاب مطبع شاہجہانی بھوپال میں ۱۲۹۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔ (۲۰)

السراج الوھاج من کشفِ مطالبِ صحیح مسلم بن الحجاج:

یہ کتاب ان احادیث صحیحہ کا مجموعہ ہے جو مسلم بن حجاجؒ نے جامع صحیح مسلم میں منضبط فرمائیں، باقاعدہ ابواب کی ترتیب کے ساتھ احادیث کو ذکر کیا گیا ہے، جگہ جگہ شارح مسلم امام نووی پر تنقید کی گئی ہے، کثرتِ احادیث کے ساتھ ساتھ یہ کتاب کافی ضخیم بھی ہے، یہ عربی زبان میں ہے۔ مطبع صدیقی بھوپال میں ۱۳۰۲ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

الروضۃ الندیۃ شرح الدرر البھیۃ

دو ضخیم جلدوں میں ہے، اس میں ان مسائل فقیہ کو جو ظاہر احادیث کے موافق ہیں، مع بیان اختلافِ مذاہب، مدلل بیان کیا ہے۔

موائد العوائد:

یہ حدیث کی کتاب ہے، فارسی زبان میں لکھی گئی ہے اور ۲۵۴ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف مضامین کی احادیث کو بحذفِ اسناد وارد کیا ہے۔ (۲۱)

نیل المرام من تفسیر الاحکام

یہ کتاب ۳۵۴ صفحات پر مشتمل ہے، آیاتِ احکام کو جمع کیا ہے اور انتہائی اہم کتاب ہے، اس کے بارے میں نواب صاحبؒ خود تحریر فرماتے ہیں:

(وھا انا فسر تلک الآیات المشار الیھا بتفسیر وجیز جامع لما لہ وعلیہ ولم آخذ فیھا من الاقوال المختلفۃ الا الارجح ومن الدلائل المتنوعۃ الا الاصح الاصرح) (۲۲)

کتاب کا اسلوب یوں ہے کہ ابتدا سورت کے نام سے کرتے ہیں اور پھر اس کی مکی مدنی آیات کی تعداد بتاتے ہیں اور اسی سلسلہ میں اختلافات کا ذکر کرتے ہیں اور حسبِ موقع شانِ نزول بھی بیان فرماتے ہیں، اس کتاب میں نماز، روزہ، زکوۃ، حج، حلال و حرام سے متعلق آیات کی تفسیر انتہائی وضاحت سے بیان کی گئی ہے، تفسیر میں احادیث، اقوال ائمہ کو پیش کرتے ہیں، آیت کی تشریح و توضیح مسائل کے بعد نتیجہ نکالنا قاری کے اوپر چھوڑ دیتے ہیں، اس کتاب کے اندر ۲۵۵ آیتوں کی تشریح و تفسیر کی گئی ہے، کتاب مذکور انتہائی مفید اور جامع ہے، یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ مطبع علوی سے شائع ہوئی ہے۔

وسیلۃ النجاۃ باداء الصلاۃ والصوم والحج والزکاۃ

مذکورہ کتاب، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، فرائض اسلامی، نماز، حج، روزہ، زکوۃ سے متعلق ہے، احادیث کو بڑے دل نشین انداز میں پیش کیا گیا ہے، ارکانِ خمسہ کے متعلق فقہی مسائل کے بھی جابجا مباحث موجود ہیں، احادیثِ نبویہ کے ساتھ ساتھ فرائض کے سلسلہ میں قرآنی آیات کو بھی پیش کیا گیا ہے، ترغیبی اور ترہیبی آیات اور احادیث پیش کرتے ہوئے اس مضمون کو انتہائی حسن و خوبی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچایا ہے۔

کہیں کہیں شواہد کے طور پر اشعار بھی پیش کئے ہیں۔ چنانچہ دنیا کی بے ثباتی کے متعلق ایک رباعی پیش کی ہے۔ (۲۳)

دنیا دنی کو جو فانی سمجھے
اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریائے حقیقت کو وہی جائے تیر
جو مثلِ حباب زندگانی سمجھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی موضوع پر عربی میں ایک رباعی پیش کی ہے۔ (۲۴)

الا یا صاحب القصر المعلی
متدفن عن قریب فی التراب
لها ملک ینادی کل یوم
لدوا للموت و ابنوا للخراب

اس کتاب میں نزولِ عیسیٰ اور ظہورِ مہدی کے متعلق بھی مباحث ہیں، غرض یہ کتاب مفید اور گراں قدر آراء کا ایک مجموعہ ہے، یہ کتاب مطبع سعید بنارس میں ۱۳۰۵ھ میں چھپی ہے، طبع اول آگرہ بھی ۱۳۰۳ھ میں چھپی تھی، یہ کتاب سو (۱۰۰) صفحات پر مشتمل ہے اور اردو زبان میں ہے۔

ضوء الشمس من شرحِ حدیث "بُنی الاسلام علی خمس"

یہ کتاب ارکانِ اسلام کی وضاحت پر مشتمل ہے، آگرہ میں ۱۳۰۵ھ میں مطبع مفید عام کے زیر اہتمام یہ کتاب چھپی ہے، اردو زبان میں ہے، مختصر مگر جامع اور بہت ہی مفید کتاب ہے۔

مسک الختام:

بلوغ المرام کی شرح فارسی زبان میں ہے، بہت مدلل اور جامع شرح ہے، مطبع نظام کانپور میں ۱۲۸۸ھ کو چھپی ہے، جلد اول ۶۱۲ صفحات پر اور جلد دوم ۵۳۸ صفحات پر مشتمل ہے، فارسی زبان میں اس معیار کی اور کوئی شرح میسر نہیں ہے۔

الادراک لتخریج احادیث ردّ الاشراک

اس کتاب میں احادیثِ نبویہ کی روشنی میں عقائد کے متعلق تفصیلات ہیں، اس مفید کتاب کے بارے میں خود نواب صاحبؒ فرماتے ہیں:

"اس کتاب میں دو باب ہیں:
ایک بیان شرک میں اور دوسرا بدعت میں" (۲۵)

یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے، مطبع نظام کانپور سے ۱۲۹۰ھ میں طبع ہوئی، ۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

اربعون حدیثا فی فضائل الحج والعمرة

یہ کتاب عربی زبان میں ہے، حج اور عمرہ سے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے نواب صاحبؒ خود فرماتے ہیں: غالب احادیث اس کی صحیح اور حسن ہیں یہ کتاب بکار آمد حاجیاں و معتمراں ہے، یہ بھوپال میں طبع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہے۔

اربعون حدیثا متواترا

اس کتابچہ کے اندر چالیس احادیث متواتر کو جمع کیا گیا ہے، علم حدیث سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک مفید مجموعہ ہے، ۱۳ صفحات پر مشتمل ہے، اور مطبع علوی میں چھپی ہے، عربی زبان میں ہے۔

الاذاعۃ لما کان و مایکون بین یدی الساعۃ

عربی زبان میں ہے، اس میں آشراطِ ساعہ (علاماتِ قیامت) کے بارے میں احادیث کو جمع کیا ہے مختصر کتاب ہے، بھوپال میں چھپی ہے۔

حسن الاسوۃ بما ثبت من اللہ و رسولہ فی النسوۃ

بقول نواب صاحبؒ "یہ کتاب نئی اور غیر مسبوق ہے، قرآن و حدیث میں جہاں کہیں ذکر نسواں (عورتوں کا بیان) اس کو مع شرح آیات یکجا کیا گیا ہے" (۲۶)

مذکورہ کتاب میں نواب صاحبؒ نے انتہائی حسن و خوبی کے ساتھ ان آیات اور احادیثِ نبوی کو ذکر فرمایا ہے جو عورتوں کے نجی معاملات اور حالات پر کافی و وافی ہیں، مزید برآں آیات کی تفسیر موقع بموقع فرمائی گئی ہے، جن کا بیشتر ماخذ تفسیر "فتح البیان" ہے، یہ کتاب علم و ادب کی بہترین شاہکار بھی ہے۔

عربی زبان میں ہے، مطبع الجوائب قسطنطنیہ میں ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوئی، عربی زبان میں ہے، ۴۱۷ صفحات ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ مولوی ذوالفقار احمدؒ نے کیا ہے، جس کا نام "مرآۃ نسواں" ہے۔

بلوغ السئول من اقتضیۃ الرسول:

یہ کتاب علم حدیث اور دینیات کے موضوع پر لکھی گئی ہے، خود نواب صاحبؒ فرماتے ہیں: اس میں فتاویٰ آنحضرت ﷺ کو جمع کیا گیا ہے (بحوالہ سوالات سائلین) بالخصوص مفتی حضرات کو چاہیے ہر سوال کے جواب میں وہی فتویٰ دیں جو حضرت ﷺ نے دیا تھا، یہ کتاب لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے۔

یقظۃ اولی الاعتبار من ذکر النار و اصحاب النار:

دوزخ اور اہل دوزخ اور انواع عذاب کی تفصیلات جو آیات اور احادیث صحیحہ میں آئی ہیں ان کا تفصیلا ذکر ہے عربی زبان میں کتاب لکھی گئی ہے۔ بھوپال میں طبع ہوئی۔

کتاب الفن بشارۃ الجنۃ لاھل السنۃ:

یہ کتاب ۱۳۰۲ھ میں مطبع بولاق مصر میں چھپ کر منظر عام پر آئی، عربی زبان میں لکھی گئی ہے، اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ترغیب الی الجنۃ والی آیات اور احادیث کو جمع کیا گیا ہے، عربی زبان میں ہے۔ ۱۹۹ صفحات ہیں۔

صلاح ذات البین بیان مالزوجین :

حقوقِ زوجین پر بہت مفید کتاب ہے، اس میں حقوق زوجین پر کافی و وافی مواد موجود ہے، ۱۳۰۱ھ میں آگرہ میں چھپی، اردو زبان میں ہے۔ ۱۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

فحو الحوبۃ بایتار الاستغفار و التوبۃ

اس کتاب پر توبہ و استغفار کا بیان ہے، احادیث نبویہ کی روشنی میں اس پر بحث کی ہے۔ احادیث کے ذیل میں واقعات و حکایات بھی تحریر فرمائی ہیں، یہ کتاب مطبع عام آگرہ میں ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔ اردو زبان میں ہے اور مختصر سا رسالہ ہے، کل ۶۶ صفحات ہیں۔

اتحاف النبلاء :

اس کتاب میں محدثین و فقہاء کرام اور اصحاب قلم کا تذکرہ ہے ان کی سوانح عمری، حیات و علمی خدمات کا بہت تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ یہ کتاب ۱۲۸۸ھ میں مطبع نظامی کانپور سے شائع ہوئی ہے، صفحات ۴۴۶ ہیں، فارسی زبان میں ہے۔

ابجد العلوم :

نواب صاحبؒ کی یہ تصنیف دراصل علوم اور علماء کی بہترین دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہے جو عربی زبان میں ہے، ۱۲۹۵ھ میں مطبع صدیقیہ بھوپال میں طبع ہوئی ہے، اس کتاب کے تین حصے ہیں، یہ ایک ضخیم مجموعہ ہے، بہترین ماخذ اور مرجع ہے۔

الدین الخالص :

یہ کتاب مصر سے ۱۳۷۹ھ میں شائع ہوئی ہے، اس کتاب کے اندر نواب صاحبؒ نے توحید، کفر و شرک اور ان کی اقسام، اشکال اور کیفیات پر خوب روشنی ڈالی ہے، ہر مسئلہ کو قرآن و سنت سے پھر علماء کے اقوال سے واضح کیا ہے۔ جلد اول ۴۵۵ صفحات پر مشتمل ہے اور جلد دوم ۴۸۷ صفحات پر اور عربی زبان میں ہے۔

نواب صدیق حسن خاںؒ کی ان علمی خدمات کی روشنی میں ہم یہ مقولہ ان کے حق میں کہنے کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔

"ھو رجل فی امۃ وامۃ فی رجل"

و صلی ٰ للہ علی ٰ لنبی و آ لہ و سلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

۱- نواب صدیق حسن خاں : ۱ بقاء المنن با لقاء المحن (بھوپال - ۱۳۰۵ھ) ص ۷ ـــــ ۲- اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی لاہور) ۱۲/ ۱۰۳ ـــــ ۳- ـــــ نواب صدیق حسن خاں : الروض الخضیب، ص ۱۶۴ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۲/ ۱۰۳ ـــــ ۴- ڈاکٹر رضیہ : نواب صدیق حسن خاں، ص ۷۸، ۷۹ ـــــ ۵- سید محمد علی حسن : ماثر صدیقی (مطبع منشی نول، لکھنؤ، ۱۳۴۲ھ) ص ۴۳ ـــــ ۶- عبدالحئ لکھنوی : نزھة الخواطر (دکن- حیدر آباد- ۱۳۹۰ھ) ۸/ ۱۸۸ ـــــ ۷- ماثر صدیقی، ۴/ ۷۲ ـــــ ۸- ۱ بقاء المنن ص ۵، ماثر صدیقی، ۴/ ۶۷ ـــــ ۹- مراجع مذکورہ ـــــ ۱۰- نواب صدیق حسن خاں : الظفر اللاضی مقدمہ، ص د (مکتبہ سلفیہ لاہور) ـــــ ۱۱- الاعلام، ۷/ ۳۶ ـــــ ۱۲- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۲/ ۱۰۴ ـــــ ۱۳- ۱ بقاء المنن ص ۷۵، اور ماثر صدیقی، ۴/ ۱۷۰ ـــــ ۱۴- اسماء کتب مذکورہ کے لئے مراجع و مصادر ـــــ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۲/ ۱۰۴-۱۰۵ ترجمہ علماء حدیث، ۱/ ۲۹۸- ۳۱۲ ـــــ ۱ بقاء المنن اردو تنقیح قاری نعیم الحق صاحب، (دارالدعوۃ السلفیہ لاہور) ص ۳۶۱- ۳۶۵ ـــــ الاعلام : ۷/ ۳۶، الدین الخالص مقدمہ محمد زھری ز ـــــ ل ـــــ ۱۵- مقدمہ فتح البیان (مصر) ۱/ ۱۱ ـــــ ۱۶- سالم قدوائی : ہندوستان میں مفسرین اور ان کی عربی تفسیر، ص ۱۰۲ ومابعدھا ـــــ ۱۷- ڈاکٹر رضیہ : نواب صدیق حسن خاں، ص ۲۵۷- ۲۵۸ ـــــ ۱۸- ۱ بقاء المنن (دارالدعوۃ لاہور) ص ۳۶۱ ـــــ ۱۹- ڈاکٹر رضیہ : نواب صدیق حسن خاں، ص ۲۴۵ ـــــ ۲۰- ڈاکٹر رضیہ : نواب صدیق حسن خاں، ص ۲۴۹ ـــــ ۲۱- ۱ بقاء المنن (دارالدعوۃ السلفیہ) ص ۳۶۲ ـــــ ۲۲- نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام ص ۲ ـــــ ۲۳- وسیلة النجاۃ ص ۷۲ ـــــ ۲۴- وسیلة النجاۃ ص ۸۴ ـــــ ۲۵- الادراک ص ۳۲ ـــــ ۲۶- حسن الاسوۃ ص ۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ و اجتہاد

حافظ عبداللہ، بہاولپور یونیورسٹی

امام بُخاری بحیثیّتِ فقیہ

خالق ارض و سماء نے کائناتِ رنگ و بو میں مختلف خاصیتوں کے حامل انسان پیدا کئے ہیں اور ان میں مختلف درجات و طبقات کا سلسلہ قائم کر دیا۔ ان میں سب سے اعلیٰ درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کو عطاء کیا اور ان میں امام الانبیاء اور افضل الانبیاء کے مقام پر ہمارے آقا و مولیٰ خاتم النبیّین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو فائز کیا۔ آپ ﷺ کے بعد تقویٰ و تورع کے لحاظ سے آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ اس کائنات میں سب سے بڑھ کر ہے۔ ان کے بعد محدثینِ عظام اور علماءِ کرام کا مرتبہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو دینِ حق کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کر دیا اور وہ "ان العلماء ورثۃ الانبیاء" کے معیار پر پورے اترے۔

ان محدثینِ عظام اور علماءِ کرام کے گروہ میں بھی مختلف اوصاف کی بناء پر درجہ بندی ہے۔ ان میں سے بعض نے اپنے حافظے کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے کے سبب دینِ حق کے منبعِ علم یعنی قرآن و حدیث کو مکمل طور پر دوسروں تک پہنچانے کی انتہائی کوشش کی اور مسائل کے استنباط اور اجتہاد کی بہترین اہلیت و صلاحیت کے ساتھ امتِ مسلمہ کو فہمِ دین سے سرفراز کیا تاہم عدمِ فرصت کے سبب وہ تصنیف و تالیف کا کوئی کام نہ کر سکے۔

اور انہیں میں سے بعض ائمہ حدیث نے اپنے اعلیٰ درجہ کے حفظ و ضبط کے ساتھ درس و تدریس کا کام بھی کیا اور اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی گراں قدر سرمایۂ علم چھوڑ گئے جن کے مطالعہ سے ان کی اعلیٰ درجے کی فقاہت و اجتہاد سے امتِ مسلمہ مستفید ہو رہی ہے۔ پھر اس گروہ کے سرخیل کی حیثیت سے، امام المحدثین و المجتہدین کے لقب سے ملقب محمد بن اسماعیل البخاری اس میدان میں جلوہ فروز ہوئے جنہوں نے اپنی سولہ سال کی محنتِ شاقہ سے الجامع الصحیح لکھ کر امتِ مسلمہ پر ایک احسان عظیم کیا، جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء

آپ نے اس کی تکمیل المسجد الحرام اور المسجد النبوی میں بیٹھ کر کی اور تکمیل کے بعد اسے اس دور کے معروف محدثین امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی وغیرہم کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کی تعریف و توصیف کی۔

"فاستحسنوہ وشہدوا لہ بالصحۃ الا اربعۃ احادیث"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تحسین کی اور اس کی صحت کی، سوائے چار احادیث کے، شہادت دی مگر امام العقیلی کہتے ہیں کہ ان میں بخاری کا قول صحیح ہے کہ یہ احادیث بھی صحیح ہیں۔ امام بخاری ہمہ جہت شخصیت تھے، تقویٰ و تورع میں سب سے بڑھ کر اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ انہوں نے اپنی یہ کتاب لکھ کر جہاں امت پر ایک عظیم احسان کیا ہے، وہاں ان کی علمی و دینی ضرورت کو بھی پورا کیا ہے۔ یہ کتاب محض احادیث کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ فنی اعتبار سے فقاہت و اجتہاد کے میدان میں یہ اعلیٰ درجے کی تصنیف ہے۔ فقاہت یا فقہ کے لغوی معنی سمجھ بوجھ کے ہیں اور اصطلاح میں اس کا مطلب ہے دینِ حق کی باتوں کی پوری سمجھ بوجھ رکھنا اور وقت کے لحاظ سے درپیش مسائل کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں تلاش کرکے امت کے سامنے پیش کرنا۔

چنانچہ امام ترمذی کا قول ہے:

"لم ار بالعراق ولا بخراسان فی معنی العلل و التاریخ و معرفة الاسانید اعلم من محمد بن اسماعیل البخاری" میں نے عراق و خراسان میں علل الحدیث، تاریخ حدیث اور معرفت اسانید میں محمد بن اسماعیل سے بڑھ کر عالم نہیں دیکھا۔

مسجد حرام میں بیٹھ کر امام صاحب نے اس کتاب کو جمع کیا اور لکھا جبکہ مسجد نبوی میں آپ نے اس کی تبویب کی (ھدی الساری)

ابراہیم الخواص کہتے ہیں:

"رایت ابازرعۃ جالسا کالصبی بین یدی محمد بن اسماعیل یسئالہ عن علل الحدیث

میں نے ابوزرعہ کو دیکھا ہے کہ وہ امام بخاری کے سامنے بچوں کی طرح بیٹھے علل الحدیث کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ عمرو بن زرارۃ اور محمد بن رافع امام بخاری کے پاس علل حدیث کے متعلق سوالات کر رہے تھے۔ جب دونوں وہاں سے اٹھے تو انہوں نے حاضرین سے کہا:

"لاتخدعوا عن ابی عبداللہ فانہ افقہ منا واعلم وابصر"

تم ابو عبداللہ کے بارے میں دھوکے میں نہ رہنا کیونکہ وہ ہم سب سے زیادہ فقیہ، عالم اور صاحبِ بصیرت ہیں۔

امام بخاری کے استاد امام اسحاق بن راھویہ فرماتے ہیں۔

"اے اصحاب الحدیث کی جماعت تم اس نوجوان (البخاری) کو دیکھو اور اس سے لکھو، اگر وہ حسن بن ابی حسن بصری کے زمانے میں ہوتے تو وہ ان کی معرفتِ حدیث اور فقاہت کی وجہ سے ان کے محتاج ہوتے"

"خراسان نے تین آدمی پیدا کئے ہیں، ابوزرعہ رازی (رَی) ہیں محمد بن اسماعیل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البخاری، بخارا میں اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن (سمرقند) میں۔ لیکن میرے نزدیک ان میں محمد بن اسماعیل، سب سے زیادہ عالم، فقیہ اور صاحب بصیرت ہیں۔

یعقوب بن ابراہیم الدورقی اور نعیم بن حماد خزاعی کہتے ہیں:

محمد بن اسماعیل فقیہ ہذہ الامۃ (اس امت کے فقیہ محمد بن اسماعیل ہیں)

حافظ سلیم بن مجاہد فرماتے ہیں:

"مارایت بعینی ستین سنہ أفقہ ولا أورع ولا أزھد من محمد بن اسماعیل"

میں نے ساٹھ سال میں اپنی آنکھوں سے محمد بن اسماعیل البخاری سے زیادہ فقیہ، زیادہ متورع اور زیادہ پرہیز گار نہیں دیکھا۔

"اشتھر فی قول جمع من الفضلاء: فقہ البخاری فی تراجمہ

فاضل لوگوں کی ایک جماعت کا قول مشہور ہے۔ بخاری کی فقہ اس کے تراجم (ابواب) میں ہے

محمد بن بشار (جو بندار کے لقب سے مشہور ہیں) فرماتے ہیں:

"محمد بن اسماعیل الفقہ خلق اللہ فی زماننا"

محمد بن اسماعیل البخاری، ہمارے زمانے میں تمام مخلوق سے زیادہ فقیہ ہیں۔

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں میں بصرہ میں موجود تھا کہ محمد بن اسماعیل البخاری کی آمد کی خبر پہنچی تو محمد بن بشار نے سن کر فرمایا:

"قدم الیوم سید الفقہاء"

یعنی آج فقہاء کے سردار تشریف لائے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے احادیث سے استنباطِ احکام و مسائل کا کام کیا۔ کیونکہ محدثین عظام محض احادیث کو اکٹھا کرنے والے یا جامع الروایات ہی نہ تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی طرح اجتہاد و فقاہت سے مسائل کا حل تلاش کر کے امت کے لئے آسانی پیدا کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ سے کئی مواقع پر قرآنی وحی کے علاوہ اجتہاد کے واقعات روایات میں ملتے ہیں جیسا کہ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی مگر وہ اسے پورا کئے بغیر فوت ہو گئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں، آپ نے فرمایا، ہاں۔ تو اس کی طرف سے حج کر لے، اور اس کی دلیل دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: اگر تمہاری ماں کے ذمہ کوئی قرض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو تم ہی اسے ادا کرتی۔

غور فرمایئے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ جواب قیاس پر مبنی ہے کیونکہ آپ نے قرض پر حج کو قیاس فرمایا۔ پس یہی قیاس ہی اجتہاد ہے۔

اسی طرح امام صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے روز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی حرمت، عزت و احترام فرض قرار دی ہے اور مجھ سے پہلے یا بعد کسی کے لئے بھی اس کی حرمت کے خلاف کسی کام کی اجازت نہیں دی لیکن میرے لیے ایک دن کے کچھ وقت کے لئے اس کی حرمت کو حلت میں تبدیل کر دیا (یعنی فتح مکہ کے روز جنگ کا دورانیہ) لہٰذا نہ اس کے جنگل میں سے کچھ اکھاڑا جائے نہ اس کا کوئی درخت کاٹا جائے اور نہ اس کے کسی شکار کو ڈرایا (پکڑا) جائے اور نہ اس کی کوئی گری ہوئی چیز کو اٹھایا جائے سوائے اس شخص کے جو اس چیز کے مالک کو اس کی خبر دینے والا ہو۔

حضرت عباسؓ عرض کرتے ہیں، یارسول اللہ ﷺ اِذخر کے سوا (یعنی اذخر کاٹنے کی اجازت دے دیجئے، جو ایک خوشبو دار گھاس ہے) کیونکہ یہ ہمارے گھروں اور دوسرے کاموں میں استعمال ہوتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں اس کو مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

دیکھئے، آپ نے وحی کے نزول کے بغیر اذخر کاٹنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ بس یہی آپ کا اجتہاد ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو بوقت ضرورت اجتہاد کی اجازت و ترغیب دی تھی۔

جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے جب انہیں یمن کا عامل مقرر کیا تو ان سے دریافت فرمایا کہ اے معاذ تم فیصلے کس طرح کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ اولاً میں اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن پاک) کو پیش نظر رکھوں گا پھر حدیثِ نبوی سے رہنمائی لوں گا اور اگر دونوں میں مجھے وضاحت نہ مل سکی تو ان دونوں کی روشنی میں قیاس (اجتہاد) کروں گا۔

نبی اکرم ﷺ کے بعد خلفاءِ راشدین خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے فرمان (ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلو ابدا، کتاب اللہ و سنتی) (میں تم میں جو چھوڑے جارہا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور میری سنت) کے مطابق انہی اصولوں کو مدنظر رکھ کر اجتہادی فیصلے کرتا۔

محدثین عظام رحمہم اللہ نے بھی اسی طرح ان اصولوں کے پیش نظر اجتہاد کیا، صحیح بخاری کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ و مجتہد تھے۔ ان کے نام کے ساتھ مکی یا حنبلی یا شافعی کی نسبت محض اس لئے ہے کہ یہ سب حضرات امام بخاری کے اساتذہ میں سے تھے۔

ابو زید المروزی نے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ انہیں فرما رہے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مالک اشتغلت بفقه محمد بن ادریس ترکت کتابی"

تجھے کیا ہوا کہ تو نے میری کتاب چھوڑ رکھی ہے اور محمد بن ادریس کی فقہ میں مشغول ہو گیا ہے۔

اس نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کی کون سی کتاب ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا "صحیح بخاری"

امام بخاریؒ کسی خاص مذہب کے پیروکار نہ تھے کیونکہ آج کل کے اصطلاحی معنی میں مذہب موجود نہ تھے جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"چوتھی صدی ہجری سے قبل لوگ کسی خاص ایک مذہب کی تقلید خالص پر اکٹھے نہیں ہوتے تھے"[1]

اس لئے امام صاحب احادیث سے احکام و مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ خواہ وہ کسی مذہب اور کسی رائے کے خلاف ہو، وہ اس طرح کہ کسی ایک مسئلہ کے حل کے لئے باب کے نام سے ایک عنوان تجویز کرتے ہیں پھر اس کی وضاحت میں صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال بیان فرماتے ہیں یا فقہاء صحابہ اور تابعین کی رائے بیان کرتے ہیں۔ پھر حدیث سے اس کی تائید کرتے ہیں تاکہ مسئلے کی اصل صورت لوگوں کے سامنے آجائے اور مختلف اہل علم فقہاء کی رائے بھی معلوم ہو جائے جیسے کتاب الوضوء میں باب "لایجوز الوضوء بالنبیذ ولا بالمسکر" میں فرماتے ہیں، وکرهه الحسن وابو العالیة وقال عطاء التیمم أحب الی من الوضوء بالنبیذ واللبن حضرت حسن بصری اور ابو العالیہ نے نبیذ اور شراب وغیرہ سے وضوء کو مکروہ سمجھا ہے جبکہ حضرت عطاء فرماتے ہیں۔ نبیذ یا دودھ سے وضوء کرنے کی نسبت تیمم کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

پھر اس کے بعد امام صاحب حدیث رسول "وقال کل شراب أسکر فحرام" بیان کرکے، صاف پانی کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ وضوء کے عدم جواز کا نتیجہ نکالتے ہیں۔[2]

چنانچہ صاحب فیض الباری نے بھی اس عدم جواز پر اجماع ثابت کیا ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام طحاوی کا اس میں رجوع ثابت کیا ہے۔[3] اسی طرح کتاب الذبائح والصید میں باب "صید المعراض" میں حضرت عبداللہ بن عمر، سالم، القاسم، مجاہد، ابراہیم اور حسن بصری رحمہم اللہ کے اقوال نقل کئے ہیں پھر عدی بن حاتم سے حدیثِ رسول بیان کرتے ہیں:

قال اذا اصبت بحده فکل واذا اصاب بعرضه فقتل فانه وقیذ فلا تاکل[4]

بیان کرکے ان فقہاء کے اقوال کی تائید کی ہے۔ بعض اوقات امام صاحب کسی ایک حدیث کو مکرر بیان کرکے اپنی فقاہت کی ایک اور دلیل مہیا کرتے ہیں کیونکہ تکرار حدیث سے ان کا مقصد مزید کسی مسئلہ کا استنباط کرنا ہوتا ہے اور یہ امام صاحب کی ایسی خوبی ہے جس میں دوسرا کوئی شریک نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیساکہ باب "رثاء النبی ﷺ سعد بن خولہ" میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ایک لمبی حدیث بیان کی ہے جس میں ہے "کان رسول اللہ ﷺ یعودنی عام حجۃ الوداع من وجع اشتدبی..... لکن البائس سعد بن خولۃ یرثی لہ رسول اللہ ﷺ ان مات بمکۃ"[۵]

باب کے عنوان کے مطابق تو اس حدیث سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سعدؓ کی وفات پر اظہار افسوس کیا مگر امام صاحب کے اجتہاد و فقاہت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے مختلف ابواب بنا کر حضرت سعد کی اس حدیث سے کئی اور مسائل ثابت کئے ہیں۔ جیسے۔

(۱) باب ماجاء ان الا عمال بالنیۃ والحسبۃ ولکل امرئ مانویٰ، و قال اللہ تعالی "قُل کل یعمل علی شاکلتہ" علی نیتہ و نفقۃ الرجل علی أھلہ یحتسبھا صدقۃ[۶] اس عنوان کے تحت اسی حدیث سے امام صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر کسی شوہر نے اپنے بیوی بچوں کو اپنے رزقِ حلال سے ایک لقمہ بھی ثواب کی نیت سے کھلایا تو یہ صدقہ ہے اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے پائے گا۔

(۲) باب ان یترک ورثتہ اغنیاء خیر من ان یتکففوا الناس[۷] میں حدیث لاکر یہ ثابت کیا ہے کہ اگر والدین اپنے ورثا کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑیں گے کہ وہ لوگوں کے محتاج نہ ہوں تو یہ بھی صدقہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر ملے گا۔

(۳) باب فضل النفقۃ علی الاھل[۸] ایک نئے عنوان سے اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت بیان کی ہے۔

(۴) باب وضع الید علی المریض[۹] میں مریض پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر دعائے صحت کا ثبوت دیا ہے۔ جیساکہ آپ نے حضرت سعد کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "اللّٰھم اشف سعدًا"

(۵) باب قول المریض انی وجع أو وارأساہ او اشتدبی الوجع[۱۰] میں یہ ثابت کیا ہے کہ مریض اپنی تکلیف کا اظہار کر سکتا ہے۔

(۶) باب الدعاء برفع الوباء والوجع[۱۱] میں مریض کے لئے دعا کا ثبوت دیا ہے۔

(۷) باب میراث البنات[۱۲] میں بیٹیوں کے لئے میراث میں حصہ ثابت کیا ہے۔

اسی طرح امام بخاریؒ نے "باب عظۃ الامام النساء و تعلیمھن" میں حضرت عبداللہ بن عباس کی یہ روایت بیان کی ہے:

"ان رسول اللہ ﷺ خرج ومعہ بلال فظن انہ لم یسمع فوعظھن وامرھن بالصدقۃ فجعلت المراۃ تلقی القرط والخاتم و بلال یأخذ فی طرف ثوبہ"[۱۳]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز عید) کے لئے نکلے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے۔ آپ نے سمجھا کہ عورتوں نے آپ کا وعظ نہیں سنا اس لئے آپ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ فرمایا اور صدقہ کا حکم دیا تو عورتیں صدقہ میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں دینے لگیں اور حضرت بلالؓ انہیں اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے۔

چنانچہ امام صاحب نے حضرت ابن عباس کی یہ حدیث مختلف ابواب میں بیان کرکے کئی دوسرے مختلف مسائل بھی ثابت کئے ہیں۔ جیسے

۱) باب "وضوء الصبیان و متی یجب علیھم الغسل والطھور و حضور ھم الجماعۃ والعیدین والجنائز وصفوفھم [۱۴] (بچوں کے وضو کا بیان اور یہ کہ ان پر غسل اور پاکیزگی کب واجب ہوتی ہے۔ ان کا جماعت، عیدین، جنازہ اور صفوں میں شامل ہونے کا بیان) اس باب میں امام صاحب نے حضرت ابن عباسؓ کی دو حدیثیں بیان کرکے مذکورہ بالا تمام مسائل کا ثبوت مہیا کیا ہے۔

۲) باب الخطبۃ بعد العید [۱۵] اسی عنوان کے تحت اس حدیث سے ثابت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے خلفاء عید کی نماز کے بعد خطبہ دیا کرتے تھے۔

۳) باب العلم بالمصلّی [۱۶] اس عنوان سے مذکورہ حدیث کے ذریعے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مصلّی کی پہچان کے لئے کسی دیوار کا بنانا یا پتھر یا کسی اور چیز کا نصب کر دینا جائز ہے۔

۴) باب موعظۃ الامام النساء یوم العید [۱۷] اس عنوان کو بھی مذکورہ حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

۵) باب خروج الصبیان الی المصلّی [۱۸] ایک بار پھر اس حدیث سے اس نئے عنوان کے ساتھ عید گاہ میں بچوں کے جانے کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔

۶) باب الصلوۃ قبل العید و بعدھا [۱۹] یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز مسنون نہیں ہے۔

۷) باب التحریض علی الصدقۃ و الشفاعۃ فیھا [۲۰] عورتوں کو صدقہ کی رغبت دلانے اور اس بارے میں سفارش کا بیان۔

۸) باب العرض فی الزکوۃ [۲۱] زکوۃ میں نقدی کے علاوہ زیورات یا کوئی سامان بھی دیا جاسکتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہے کہ عورتوں نے آپ کے صدقہ کی دعوت پر اپنی بالیاں اور ہار پیش کئے۔

۹) باب والذین لم یبلغوا الحلم: بچوں کے عید گاہ یا مساجد جانے اور بڑوں کے ساتھ نماز میں شامل ہونے کے مسئلے کو اس عنوان سے مذکورہ حدیث کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ [۲۲]

۱۰) باب الخاتم للنساء [۲۳] اس میں عورتوں کے لئے انگوٹھیاں پہننے کا ثبوت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱) باب القلائد والسخاب للنساء میں سونے یا چاندی کے لاکٹ یا ہار عورتوں کے لئے پہننے کا جواز ہے۔ (۲۴)

۱۲) باب القرط للنساء (۲۵) میں عورتوں کے لئے بالیاں پہننے کے جواز کی دلیل بتائی ہے۔

اسی طرح امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت "من حلف علی یمین صبر یقطع بھا مال امرئ مسلم" جو کوئی قسم اٹھا کر کسی مسلمان آدمی کا مال ہڑپ کرے، کو مختلف ابواب کے تحت بیان کر کے مختلف احکام اخذ کئے ہیں۔ جیسے:

۱) باب کلام الخصوم لبعضھم فی بعض (۲۶) میں یہ سلسلہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی جھگڑے میں مدعی سے دلیل لی جائے یا مدعیٰ علیہ سے قسم۔

۲) باب اذا اختلف الراھن والمرتھن و نحوہ فالبیّنۃ علی المدّعی والیمین علی المدعی علیہ (۲۷) عنوان نیا ہے اور مسئلہ مذکورہ بالا ہے تاہم اس میں راہن و مرتھن کا بھی ذکر ہے اور نحوہ سے مراد کہ اس قسم کا کوئی بھی نزاع ہو، دلیل مدعی سے اور قسم مدعی علیہ سے لی جائے۔

۳) باب سؤال الحاکم المدعی، ھل لک بینۃ قبل الیمین (۲۸) اس میں یہ معلوم ہوا کہ حاکم قسم لینے سے پہلے مدعی سے دلیل مانگے۔

۴) باب الیمین علی المدعی علیہ فی الاموال والحدود ایک نئے انداز سے امام صاحب نے اسی مسئلہ کو بیان کیا ہے کہ اموال و حدود کے معاملات میں بھی مدعا علیہ سے قسم لی جائے بشرطیکہ مدعی دلیل نہ دے سکے۔ (۲۹)

۵) باب یحلف المدّعی علیہ حیثما وجبت علیہ الیمین ولا یصرف من موضع الی غیرہ (۳۰) بالکل ایک نیا عنوان ہے اور اس مسئلہ کی وضاحت ہوگئی کہ مدعا علیہ پر جہاں قسم واجب ہوتی ہو وہیں اس سے لینی چاہیے اور اسے کسی دوسری جگہ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶) باب قول اللہ تعالی (اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَاَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا) (۳۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث کے مفہوم کی آیتِ قرآنی سے تائید کرتے ہوئے امام صاحب نے یہ بتانا چاہا ہے کہ دنیا کے چند سکوں کی خاطر عہد سے منحرف ہونے والوں اور جھوٹی قسمیں اُٹھانے والوں کو قیامت کے روز نہایت برے انجام اور سخت سزا سے دوچار ہونا ہوگا۔

۷) امام صاحب نے مندرجہ بالا آیت کتاب التفسیر میں بھی پیش کی ہے اور اس کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعود کی اسی حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مدعی سے یوں پوچھا جاسکتا ہے کہ آیا اس کے پاس کوئی دلیل ہے یا مدعا علیہ سے قسم لے لی جائے۔ (۳۲)

۸) کتاب الایمان والنذور باب عھد اللہ عز وجل کے عنوان سے بھی اسی حدیث کو بیان کر کے مسئلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت کیا ہے۔[۳۳]

۹) کتاب الاحکام میں باب الحکم فی البسر و نحوہ کے عنوان سے بھی اسی حدیث کو مختلف الفاظ سے بیان کر کے پھر مذکورہ بالا مسئلہ ثابت کیا ہے۔[۳۴]

۱۰) کتاب الرد علی الجھمیہ وغیرھم التوحید میں باب قول اللہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ[۳۵] کے عنوان سے پھر اسی[۳۶] حدیث کو بیان کیا گیا۔

چنانچہ یہ کہنا ایک حقیقت ہے کہ محدثین فقہاء اور اہل الرائے فقہاء میں بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ محدثین قرآن حکیم اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ کو مدنظر رکھ کر مسائل کے حل کے لئے اجتہاد و استنباط کرتے ہیں جبکہ اہل الرائے محض اپنے مشائخ کے اقوال کو سامنے رکھ کر استنباط کرتے ہیں۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ میں اس موضوع پر یہ لکھا ہے:

"خدا غارت کرے مذہبی تعصب کو جس کے ہاتھوں امام بخاری کی فقاہت کو ہدف تنقید بنایا گیا اور اس قسم کے الزام لگائے گئے جو محض تعصب کا شاخسانہ ہیں۔

حوالہ جات

۱- حجۃ اللہ البالغۃ - ۱/ ۱۵۲، باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبعدھا ـــــ ۲- الجامع الصحیح - ۱/ ۳۸ ـــــ ۳- فیض الباری - ۱/ ۳۴۰ ـــــ ۴- بخاری شریف - ۲/ ۸۲۳ ـــــ ۵- بخاری شریف - ۱/ ۱۷۳ ـــــ ۶- بخاری شریف - ۱/ ۱۳ ـــــ ۷- بخاری شریف - ۱/ ۳۸۲، ۳۸۳ ـــــ ۸- بخاری شریف - ۲/ ۸۰۵، ۸۰۶ ـــــ ۹- بخاری شریف - ۲/ ۸۴۵ ـــــ ۱۰- بخاری شریف - ۲/ ۸۴۶ ـــــ ۱۱- ایضاً - ۲/ ۹۴۳ ـــــ ۱۲- بخاری شریف - ۲/ ۹۹۷ ـــــ ۱۳- ایضاً - ۱/ ۲۰ ـــــ ۱۴- ایضاً - ۱/ ۱۱۸ ـــــ ۱۵- ایضاً - ۱/ ۱۳۱ ـــــ ۱۶- ایضاً - ۱/ ۱۳۳ ـــــ ۱۷- ایضاً - ۱/ ۱۳۳ ـــــ ۱۸- ایضاً - ۱/ ۱۳۳ ـــــ ۱۹- ایضاً - ۱/ ۱۳۵ ـــــ ۲۰- ایضاً - ۱/ ۱۹۲ ـــــ ۲۱- ایضاً - ۱/ ۱۹۴ ـــــ ۲۲- بخاری شریف ۲/ ۷۸۹ ـــــ ۲۳- ایضاً - ۲/ ۸۷۳ ـــــ ۲۴- بخاری شریف - ۲/ ۸۷۳، ۸۷۴ ـــــ ۲۵- ایضاً - ۱/ ۸۷۴ ـــــ ۲۶- ایضاً - ۱/ ۳۲۶ ـــــ ۲۷- ایضاً - ۱/ ۳۴۲ ـــــ ۲۸- ایضاً - ۱/ ۳۶۶ ـــــ ۲۹- بخاری شریف - ۱/ ۳۶۶ ـــــ ۳۰- ایضاً - ۱/ ۳۶۷ ـــــ ۳۱- ایضاً - ۱/ ۳۶۷ ـــــ ۳۲- ایضاً - ۲/ ۶۵۲ ـــــ ۳۳- بخاری شریف - ۲/ ۹۸۵ ـــــ ۳۴- ایضاً - ۲/ ۱۰۶۵ ـــــ ۳۵- ایضاً - ۲/ ۱۱۰۵ ـــــ ۳۶- بخاری شریف - ۲/ ۱۱۰۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

غازی عزیر

تیمم کا طریقہ قرآن و سنت کی روشنی میں

(تقریباً دو ہفتہ قبل ایک ہینڈ بل نظر سے گذرا تھا جس میں "تیمم کرنے کا طریقہ" درج تھا۔ یہ طریقہ چونکہ قرآن و سنت کے صریح اور واضح احکام کے خلاف تھا لہٰذا "الدین النصیحة" کی اتباع میں تقسیم کنندہ کو متنبہ کرنا ضروری سمجھا گیا... لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ سیدھی سادی بات کو سمجھنے کے بجائے قرآن و سنت کے مقابلہ میں برصغیر کے چند معروف علماء کے اقوال کو بطور سند پیش کیا گیا، فانا للہ وانا الیہ راجعون... اس سلسلہ کی آخری کوشش اور اتمام حجت کے طور پر یہ مختصر مضمون قلمبند کر رہا ہوں۔ شاید کہ بعض بھائیوں کو عبرت اور قبول حق کی توفیق ہو جائے.... مرتب)

تقسیم شدہ ہینڈ بل کی عبارت حسب ذیل ہے:

"(۱۰) تیمم کرنے کا طریقہ: اول نیت کرے۔ پھر دونوں ہاتھ مٹی (کے بڑے ڈھیلے) پر مار کر دونوں ہاتھ اس طرح منہ پر پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے، پہلے بائیں ہاتھ کی چار انگلیاں سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے (اس طرح لے جانے پر سیدھے ہاتھ کے نیچے کی طرف پھر جائے گا) پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے انگلیوں تک کھینچتا ہوا لائے۔ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندر کی جانب کو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے۔ پھر اسی طرح سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیرے۔ پھر انگلیوں کا خلال کرے۔ (انگوٹھی یا چھلا پہنے ہوئے ہو تو اسے اتارنا یا ہلانا ضروری ہے۔ دونوں ہاتھ جب مٹی پر ماریں گے تب اگر ہاتھوں پر زیادہ مٹی لگے تو جھاڑ دیں یا منہ سے پھونک دیں۔ ہاتھوں کو بالکل وضو کی طرح تمام منہ اور کہنیوں سمیت ہاتھوں پر اس طرح پھیریں کہ کوئی جگہ چھوٹنے نہ پائے، اگر بال برابر بھی جگہ باقی رہ جائے گی تو تیمم صحیح نہ ہوگا۔"

تقریباً یہی بات جناب ایم۔ ایس چوہدری قادری صاحب (چیئرمین یورپین اسلامک مشن، ڈان کاسٹر۔ انگلینڈ) اپنی کتاب "نماز و آدعیہ" میں یوں لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ کو مل لیوے پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پہ کہنی سمیت مل لیوے۔ اگر ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم نہ ہوگا۔ انگوٹھی، چھلا اتارلے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے۔ انگلیوں میں خلال بھی کرے۔ جب یہ دونوں چیزیں کرلیں تو تیمم ہوگیا۔" (۱)

تیمم کا طریقہ قرآن کریم میں:

قرآن کریم میں "تیمم" کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے:

۱۔ ﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ﴾ (۲)

ترجمہ: اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کرکے آئے، یا تم نے عورتوں سے لمس کیا ہو اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو، بے شک اللہ نرمی سے کام لینے والا اور بخشش فرمانے والا ہے۔ (۳)

(۲) ایک اور مقام پر وضو اور تیمم دونوں کے احکام بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾ (۴)

ترجمہ: "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو" جب تم نماز کے لئے اٹھو تو چاہیے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو، سروں پر ہاتھ پھیرلو اور پاؤں ٹخنوں تک دھولیا کرو۔ اگر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر پاک ہوجاؤ، اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کرکے آئے یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو اور پانی نہ ملے، تو پاک مٹی سے کام لو، پس اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیرلیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر زندگی کو تنگ نہیں کرنا چاہتا مگر وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردے، شاید کہ تم شکرگزار بنو۔" (۵)

مذکورہ بالا دونوں آیات کا ترجمہ آپ نے جناب مودودیؒ صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمایا، اب چند

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور معروف علماء کے تراجم بھی ملاحظہ فرمائیں:

شاہ عبدالقادر صاحب یوں ترجمہ فرماتے ہیں:

"اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں، یا آیا ہے کوئی شخص تم میں جائے ضرورت سے، یا لگے ہو عورتوں سے، پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا، پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھ کو" (۶)

اور.....

"اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا ایک شخص تم میں آیا ہے جائے ضرورت سے یا لگے ہو عورتوں سے، پھر نہ پاؤ پانی تو قصد کرو زمین پاک کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے۔" (۷)

جناب محمود الحسن نے بھی ان آیات کا ترجمہ تقریباً شاہ صاحب والا ہی کیا ہے۔ (۸-۹)

اسی طرح جناب عبدالماجد دریابادیؒ صاحب یوں فرماتے ہیں:

"اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی استنجا سے آیا ہو یا تم نے اپنی بیویوں سے قربت کی ہو، پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو" (۱۰)

اور.....

"اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی استنجا سے آئے یا تم نے عورت سے صحبت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کرلیا کرو" (۱۱)

جناب اشرف علی تھانویؒ صاحب فرماتے ہیں:

"اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجا سے آیا ہو یا تم نے بیویوں سے قربت کی ہو، پھر تم کو پانی نہ ملے تو پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو۔ یعنی (اس زمین پر دو بار ہاتھ مار کر) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر (ہاتھ) پھیر لیا کرو" (۱۲)

اور.....

"پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس زمین پر سے" (۱۳)

نوٹ: واضح رہے کہ بریکٹ کے اندر کی عبارت قرآن کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے، مترجم موصوف نے اسے وضاحت کے لئے از خود درج فرمایا ہے۔

جناب مفتی محمد شفیعؒ صاحب فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں، یا آیا ہے تم میں سے (کوئی) جائے ضرورت سے یا پاس گئے ہوں عورتوں کے، پھر نہ ملا تم کو پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو" (۱۴)

اور.....

"اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں آیا ہے جائے ضرورت سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے" (۱۵)

جناب احمد حسن دہلوی (۱۳۳۸ھ) یوں ترجمہ فرماتے ہیں:

"اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا ہے کوئی شخص تم میں سے جائے ضرورت سے یا لگے ہو عورتوں سے پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو" (۱۶)

اور.....

"اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا ایک شخص تم میں آیا ہے جائے ضرورت سے یا لگے ہو عورتوں سے پھر نہ پاؤ پانی تو قصد کرو زمین پاک کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے" (۱۷)

اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے استاد ڈاکٹر محمد تقی الدین الہلالی المراکشی اور ڈاکٹر محمد محسن خان صاحب اپنی انگلش تفسیر میں یوں ترجمہ فرماتے ہیں: (۱۸)

if you are ill or on journey or one of you comes form answering the call of nature or you have been in contact with women (ie.Sexual intercourse) and you find no water then go to clean earth and rub there with your faces and hands (i.e. Strike your hand on the earth and then blow off the dust from them and then rub them on your face (i.e. Tayammum.)

اور..... (۱۹)

if you are ill, or on a journey, or one of you comes after answering the call of nature, or you have been in contact with women (Sexual rellation) and you find no water then take for your selves clean earth and rub there with your faces and hands.

حتیٰ کہ بریلوی مکتب فکر کے سرخیل جناب احمد رضا خان بریلوی بھی یوں ترجمہ فرماتے ہیں:

"اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو" (۲۰)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور

"اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو" (۲۱)

خلاصہ :- قارئین اکرام! آپ نے بچشم خود ملاحظہ فرمالیا کہ ان تمام حضرات میں سے کسی بھی شخص کو کلام اللہ میں "تیمم" کا وہ طریقہ نظر نہیں آیا جو کہ تقسیم شدہ ہینڈ بل میں مذکور ہے، بالخصوص دو بار زمین پر مارنا اور کہنیوں تک مسح کرنا۔

مذکورہ بالا حکم قرآن کے متعلق بعض مفسرین کی آراء:

لیکن باوجود اس کے، ہمارے بعض مفسرین مذکورہ بالا آیات قرآن کی شرح و تفسیر میں کتاب اللہ کے انتہائی واضح اور صریح حکم کے خلاف یوں تحریر فرماتے ہیں:

شاہ عبدالقادرؒ صاحب کا قول ہے:

"فائدہ: اب تیمم کا طریق یہ ہے کہ زمین پاک پر دونوں ہاتھ مارے پھر منہ کو مل لیا پھر دونوں ہاتھ مارے پھر ہاتھوں کو مل لیا کہنیوں تک" (۲۲)

شبیر احمد عثمانیؒ صاحب فرماتے ہیں:

"فائدہ: تیمم کی صورت یہ ہے کہ پاک زمین پر دونوں ہاتھ مارے پھر سارے منہ پر اچھی طرح مل لیوے پھر دونوں ہاتھ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک مل لے" (۲۳)

اور عبدالماجد دریابادیؒ صاحب فرماتے ہیں:

"یعنی ایسی مٹی ہو جو خود غیر طاہر یا گندی نہ ہو، دو دو بار ہاتھ مار کر پہلی بار پورے چہرہ اور دوسری بار ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیر لیا کرو" (۲۴)

لیکن جناب مفتی محمد شفیعؒ صاحب نے کہنیوں تک مسح کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"خلاصہ تفسیر..... تم کو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ تو اس وجہ سے کہ مرض میں اس سے ضرر ہوتا ہو خواہ اس لئے کہ وہاں پانی موجود نہیں، خواہ سفر ہو یا نہ ہو) تو (ان سب حالتوں میں) تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو (یعنی اس زمین پر دو بار ہاتھ مار کر) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر (ہاتھ) پھیر لیا کرو۔ الخ" (۲۵)

اور

"خلاصہ تفسیر..... تو ان سب حالتوں میں تم پاک زمینوں سے تیمم کرلیا کرو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اس زمین (کی جنس) پر سے (ہاتھ مار کر)" (۲۶)

اسی طرح بریلوی مکتب فکر کے عالم جناب محمد نعیم الدین مراد آبادی بھی فرماتے ہیں:

"تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرہ پر پھیرلیں دوسری مرتبہ ہاتھوں پر" (۲۷)

جبکہ جناب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ صاحب فرماتے ہیں:

"تیمم کے طریقے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لیا جائے پھر دوسری دفعہ ہاتھ مار کر کہنیوں تک ہاتھوں پر پھیرلیا جائے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہے اور صحابہ و تابعین میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حسن بصریؒ، شعبیؒ اور سالم بن عبداللہؒ وغیرھم اس کے قائل تھے۔ دوسرے گروہ کے نزدیک صرف ایک دفعہ ہی ہاتھ مارنا کافی ہے۔ وہی ہاتھ منہ پر بھی پھیر لیا جائے اور اسی کو کلائی تک ہاتھوں پر بھی پھیر لیا جائے۔ کہنیوں تک مسح کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ عطاء اور مکحول اور اوزاعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا مذہب ہے اور عموماً حضرات اہل حدیث اسی کے قائل ہیں" (۲۸)

لیکن حق بات یہ ہے کہ اگر تیمم میں بھی کہنیوں تک مسح کرنا ضروری ہوتا تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وضو کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بصراحت کہنیوں تک ہاتھ دھونے کا حکم نازل فرمایا ہے، اس طرح تیمم کے حکم میں بھی بصراحت اس کا تذکرہ فرماتا۔ تیمم کے بیان میں اللہ تعالیٰ کے کہنیوں کے تذکرہ سے سکوت فرمانے کی وجہ اس کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتی کہ کہنیوں تک مسح کرنا اللہ عزوجل کو سرے سے مطلوب ہی نہ تھا۔ اس امر کی تائید، حقیقی شارح و مفسر قرآن رسول اللہ ﷺ کی صریح و صحیح اور ثابت شدہ احادیث سے بھی ہوتی ہے جیساکہ آگے بیان کیا جائے گا۔ پس جب کلام اللہ اور صحیح احادیث نبوی میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے تو کسی مولوی یا عالم کو از خود کلام اللہ یا رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں اضافہ کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے؟

افسوس تو جناب مودودیؒ صاحب کی منقولہ عبارت پر ہوتا ہے کہ جس میں آنجناب نے انتہائی صاف اور واضح حکم قرآن کو "فقہاء کے درمیان" اختلافی بتا کر اپنی جان چھڑانی چاہی ہے۔ یہ درست ہے کہ فقہاء کے درمیان تیمم کے طریقہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن قرآن میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پس بحیثیت مفسر قرآن آں موصوف پر لازم تھا کہ اللہ کے حکم کو فقہاء کے اختلافات پر ترجیح دیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس چیز کو انہوں نے حق سمجھا یا پایا تھا، صرف اسے ہی بیان کرنے پر اکتفاء کرتے۔ شاید اس طرح تفہیم القرآن کا حقیقی یا کم از کم لغوی تقاضا ہی پورا ہو جاتا۔ یہ اقتباس دیکھنے سے تو "تفہیم القرآن" تفسیر کی کتاب سے زیادہ تقابلی فقہ کی کوئی کتاب نظر آتی ہے۔ بہرحال اگر آں محترم کی نگاہ میں فقہاء کے اختلافات کو نقل کرنا اتنا ہی ناگزیر تھا تو پھر اس پر محاکمہ بھی فرمایا گیا ہوتا۔

محترم مودودیؒ صاحب کی عبارت میں ایک افسوسناک بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ فریق اول (کہ جس سے خود جناب مودودیؒ صاحب کا بھی تعلق تھا) کی صف میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ کے نام بھی گنوائے گئے ہیں۔ جبکہ فریق ثانی کے موقف کو کمزور ثابت کرنے کی غرض سے ان کی صف میں ایک دو تابعین کا تذکرہ کرنا ہی ضروری سمجھا گیا ہے۔ اگر حق وانصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو جناب مودودیؒ صاحب کا حضرت علیؓ اور امام شعبیؒ کو فریق اول کی صف میں شمار کرنا ہی خلاف واقعہ ہے۔۔۔۔ کیونکہ حضرت علیؓ کا موقف وہ نہیں تھا جو کہ جناب مودودیؒ صاحب کے فریق اول کا ہے، آں رضی اللہ عنہ کی قطعی رائے فریق ثانی کے حق میں ملتی ہے۔ جہاں تک امام شعبیؒ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں حسب صراحت امام ابن حزمؒ (۴۵۶ھ) ان سے دو مختلف اقوال منقول ہیں، پس کسی ایک صف میں ان کو شمار کرنا بعید از انصاف ہے۔ جناب مودودیؒ صاحب کے اس دعویٰ کے بطلان پر ہم ذیل میں امام ترمذیؒ (۲۷۹ھ) کا یہ قول پیش کرتے ہیں:

"وهو قول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي ﷺ منهم علي وعمار رضی اللہ عنہم وابن عباس وغير واحد من التابعين منهم الشعبي وعطاءؒ ومكحول قالوا: التيمم ضربة للوجه والكفين وبه يقول احمد واسحاق

"وقال بعض اهل العلم منهم ابن عمر وجابر وابراهيم والحسن: التيمم ضربة للوجه وضربة لليدين الى المرفقين وبه يقول سفيان الثوري ومالك وابن المبارك والشافعي" (۲۹)

یعنی "یہ قول نبی ﷺ کے اصحاب میں سے متعدد اہل علم صحابیوں مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، اور تابعین میں سے متعدد تابعیوں مثلاً امام شعبیؒ، امام عطاءؒ اور امام مکحولؒ کا تھا۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ تیمم میں چہرہ اور پہنچوں تک مسح کے لئے صرف ایک بار مٹی پر ہاتھ مارنا کافی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحاقؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ لیکن بعض اہل علم مثلاً ابن عمر رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابراہیمؒ اور حسن بصریؒ کا قول ہے کہ ایک بار چہرہ پر مسح کے لئے ہاتھ مارنا ہے اور دوسری بار ہاتھوں کے کہنیوں تک مسح کے لئے ہاتھ مارنا ہے اور یہی بات سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ، عبداللہ بن مبارکؒ اور امام شافعیؒ سے بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقول ہے"

یہاں واضح رہے کہ حسب تصریح امام ابن حزمؒ (۴۵۶ھ)..... جو لوگ تیمم میں صرف چہرہ اور ہتھیلیوں کا (پہنچوں تک) مسح ضروری سمجھتے ہیں ان میں حضرت عروۃ بن الزبیرؒ، قتادہؒ، سعید بن المسیب داؤد ظاہریؒ اور جمیع محدثین رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔ اسی طرح چہرہ اور کہنیوں تک مسح کے لئے علیحدہ علیحدہ دو ضربوں کے قائلین میں ابن ابی لیلیٰؒ، حسن بن حیؒ اور ابو ثورؒ کا شمار بھی ہوتا ہے (۳۰)۔

تیمم کا طریقہ صحیح احادیث نبوی میں:

① : سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

"جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال انی اجنبت فلم اصب الماء فقال عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: اما تذکر انا کنا فی سفر انا وانت واما انت فلم تصل واما انا فتمعکت فصلیت فذکرت للنبیؐ فقال ﷺ کان یکفیک ھکذا۔۔ فضرب النبی ﷺ بکفیہ الارض ونفخ فیھما ثم مسح بھما وجھہ وکفیہ" (۳۱)

یعنی "ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہوگئی ہے اور پانی نہیں ملا (تو کیا کروں؟) اس پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ سفر پر تھے (اور دونوں جنبی ہوگئے) تو آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی لیکن میں زمین میں لوٹ پوٹ گیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے بس اتنا ہی کرنا کافی تھا: اور آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں پھونکا اور ان سے اپنے چہرہ اور پہنچوں کا مسح فرمایا"

② : ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ ملتے ہیں:

"عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال بعثنی النبی ﷺ فی حاجۃ فاجنبت فلم اجد الماء فتمرغت فی الصعید کما تتمرغ الدابۃ ثم اتیت النبی ﷺ فذکرت لہ ذلک فقال انما کان یکفیک ان تفعل بیدیک ھکذا ثم ضرب بیدیہ الارض ضربۃ واحدہ ثم مسح الشمال علی الیمین و ظاھر کفیہ ووجھہ" (۳۲)

یعنی "حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے ایک کام سے بھیجا۔ میں جنبی ہوگیا اور مجھے پانی نہ ملا تو میں پاک مٹی میں اس طرح لوٹ پوٹ ہوگیا جس طرح کہ جانور لوٹ پوٹ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ جب میں نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آیا تو آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اپنے ہاتھ سے اس طرح کرلینا کافی تھا پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ اور ہتھیلیوں کی پشت نیز چہرہ پر مسح فرمایا"

واضح رہے کہ مشہور اور جلیل القدر بدری صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (۳۷ھ) کی متفق علیہ حدیث کی تخریج امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی "مسند"[۳۳] میں، امام بخاریؒ نے اپنی "الجامع الصحیح"[۳۴] میں، امام مسلمؒ نے اپنی "الصحیح"[۳۵] میں، امام ابوداوٗدؒ نے اپنی "سنن"[۳۶] میں، امام نسائیؒ نے اپنی "سنن"[۳۷] میں، امام ابن ماجہؒ نے اپنی "سنن"[۳۸] میں، امام دار قطنیؒ نے اپنی "سنن"[۳۹] میں، امام بیہقیؒ نے "السنن الکبریٰ"[۴۰]، میں، امام ابن خزیمہؒ نے اپنی "صحیح"[۴۱] میں، اور امام ابو عوانہؒ[۴۲]، اور امام ابن حزمؒ[۴۳] وغیرہ نے بھی کی ہے۔

امام ابن قدامہؒ مقدسی (م ۶۲۰ھ) حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث نقل کرنے کے بعد اس روایت میں "ضرب بیدیہ" کے لفظ "ید" پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"چونکہ یہ حکم مطلق دونوں ہاتھوں پر معلق ہے لہذا اس میں ذراع (یعنی بازو) داخل نہیں ہیں۔ یہاں اس سے وہی عضو مراد ہے جو چوری کی سزا میں کاٹا جاتا ہے یا جس پر شرمگاہ چھونے کا اطلاق ہوتا ہے"[۴۴]

③ : سنن ابو داوٗد میں ہے:

"عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال سالت النبی ﷺ عن التیمم فامرنی ضربة واحده للوجه و الکفین"[۴۵]

یعنی "حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے تیمم کے بارے میں سوال کیا، تو آپ ﷺ نے مجھے چہرے اور دونوں پہنچوں تک (ہتھیلیوں) کے لئے صرف ایک ضرب کا حکم فرمایا"

④ : ....

"عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ کان یقول فی التیمم ضربة للوجه و الکفین"[۴۶]

یعنی "حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ فرماتے تھے کہ تیمم میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے لئے صرف ایک ضرب ہے"

⑤ : ....

"عن سعید بن عبدالرحمن بن ابزیؒ عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ امره بالتیمم للوجه و الکفین وقال الترمذی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث حسن صحیح" (۴۷)

یعنی "سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیؒ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں تیمم میں صرف چہرہ اور دونوں پہنچوں (تک مسح کا) حکم فرمایا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے"

امام اسحٰق بن ابراہیمؒ بھی فرماتے ہیں کہ "حدیث عمار رضی اللہ عنہ فی التیمم للوجہ والکفین ھو حدیث صحیح" (۴۸) یعنی چہرہ اور پہنچوں (تک مسح)، کی تیمم کے بارے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

⑧ : امام ابن تیمیہؒ (م ۶۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"وفی لفظ انما کان یکفیک ان تضرب بکفیک فی التراب ثم تنفخ فیھما ثم تمسح بھما وجھک وکفیک الی الرسغین" (۴۹)

یعنی "ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ تمہیں پاک مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر ان میں پھونک مار کر انہیں منہ اور ہاتھوں مع پہنچوں کے پھیر دینا ہی کافی تھا"

سید المحدثین امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) نے اپنی "الجامع الصحیح" میں اس بارے میں قوی دلائل کے سبب بصیغہ جزم دو ابواب یوں قائم فرمائے ہیں:

(۱) "باب التیمم للوجہ والکفین" (۵۰)

یعنی "تیمم چہرہ اور پہنچوں (ہتھیلیوں تک) کے لئے ہونے کا باب"

(۲) "باب التیمم ضربۃ" (۵۱)

یعنی "تیمم کے لئے صرف ایک ضرب ہونے کا باب"

اس بارے میں اور بھی متعدد صحیح روایات کتب حدیث میں وارد ہیں لیکن ہم بخوف طوالت صرف انہی چند احادیث کو پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

تیمم کے طریقہ میں اختلاف اور ان کے اسباب کا جائزہ:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب دو بار مٹی پر ہاتھ مارنا اور کہنیوں تک مسح کرنے کا حکم نہ قرآن کریم میں ہے اور نہ سنت رسول ﷺ میں، تو آخر اس بارے میں یہ اختلاف کیوں کر پیدا ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس اختلاف کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

1 : لفظ "ید" کی تحدید میں لغوی موشگافیاں کرنا۔

2 : صحیح سنت نبوی کی عدم معرفت اور بعض ضعیف احادیث پر تکیہ کرنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3 : صحیح سنت نبوی کی موجودگی میں بعض آثار صحابہ کو دلیل بنالینا

4 : تیمم کو وضو پر قیاس کرنا۔

ذیل میں اختلاف کے ان تمام اسباب کا مفصل جائزہ پیش خدمت ہے :

(الف) لغوی موشگافیاں:

علامہ محمد بن احمد المعروف بابن رشد القرطبیؒ (م ۵۹۵ھ) فرماتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ نے تیمم میں جن ہاتھوں کے مسح کا حکم فرمایا ہے ان کی حد کی تعیین میں فقہاء کا اختلاف ہے، اس بارے میں چار اقوال پائے جاتے ہیں :

(۱) اس بارے میں حد واجب بعینہ وہی ہے جو کہ وضو میں ہے یعنی کہنیوں تک--- یہ مذہب مشہور ہے اور فقہاءِ امصار کا یہی قول ہے۔

(۲) صرف ہتھیلی (پہنچوں) تک مسح فرض ہے--- یہ قول اہل ظاہر اور محدثین کا ہے۔

(۳) کہنیوں تک مسح مستحب ہے اور ہتھیلیوں کا فرض---- یہ امام مالک کا قول ہے۔

(۴) کندھوں (۵۲) تک مسح فرض ہے--- یہ مذہب شاذ ہے اور امام زہریؒ و محمد بن مسلمہؒ سے مروی ہے۔

اس اختلاف کا سبب عربی زبان میں اسم "ید" کا مشترک ہونا ہے۔ اہل عرب کے کلام میں "ید" (یعنی ہاتھ) تین معانی پر بولا جاتا ہے :

(۱) فقط کف (ہتھیلی) کے لئے--- اس کا یہ استعمال ظاہر و مشہور ہے۔

(۲) کف و ذراع (یعنی ہتھیلی اور بازو) کے لئے۔

(۳) کف، ساعد اور عضد (یعنی پنجہ سے شانہ تک) کے لئے"۔ (۵۳)

لیکن حق یہ ہے کہ قرآن میں اسم "ید" سے اللہ تعالیٰ کی مراد بازو کا صرف وہ حصہ ہے جو کہ چوری کی سزا کے طور پر کاٹا جاتا ہے (یعنی پنجہ) چنانچہ قرآن کریم ہی کے ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے : ﴿ والسارق والسارقة فاقطعو ايديهما ﴾ (۵۴) اگر اسم "ید" سے مراد کہنیوں تک ہاتھ لیا جائے تو چوری کی سزا پر بھی کہنیوں تک ہاتھ کاٹنا لازم ہوگا۔ حالانکہ کوئی بھی شخص سرقہ کی سزا پر کہنیوں تک ہاتھ کاٹنا درست نہیں سمجھتا۔ اگر بفرض محال "ید" سے کہنیوں تک ہاتھ مراد لیا جائے تو پھر آیت وضو میں ﴿ الى المرافق ﴾ کا وارد ہونا بے معنی قرار پاتا ہے (نعوذ باللہ من ذلک) پس معلوم ہوا کہ اسم "ید" خواہ عربی میں مشترک ہو یا اہل عرب کے کلام میں مختلف معانی پر بولا جاتا ہو لیکن قرآن کی زبان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس سے مراد بازو کا صرف وہ حصہ ہے جو انگلی، ہتھیلی اور پہنچوں پر مشتمل ہوتا ہے، اردو زبان میں اسے پنجہ بھی کہا جاسکتا ہے۔

حضرت عکرمہؒ روایت کرتے ہیں کہ مشہور صحابی رسول اور مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جب تیمم کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"ان اللہ قال فی کتابہ حین ذکر الوضوء فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وقال فی التیمم فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منہ وقال والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما فکانت السنۃ فی القطع الکفین انما ھو الوجہ والکفین یعنی التیمم" (۵۵)

یعنی "بیشک اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے، "پس دھو لو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک"، لیکن تیمم کے بارے میں فرمایا: "پس مسح کرو اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے" مزید ایک مقام پر فرمایا: اور چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔ پس جس طرح (چوری میں) ہتھیلیوں (یعنی پہنچوں) تک ہاتھ کاٹنا سنت ہے اسی طرح تیمم میں بھی چہرے اور پہنچوں تک مسح کرنا سنت ہے"

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے" (۵۶)

امام ابوبکر ابن العربیؒ (م ۵۴۳ھ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس اثر کے تحت فرماتے ہیں:

"ھذا ما لفظہ ھذہ اشارۃ حبرالامۃ و ترجمان القرآن وکان کلام المتقدمین من قبل اشارۃ وبسطہ ان اللہ حدد الوضوء الی المرفقین فوقفنا عند تحدیدہ واطلق القول فی الیدین فحملت علی ظاھر مطلق اسم الید و ھو الکفان کما فعلنا فی السرقۃ فھذا اخذ للظاھر لا قیاس للعبادہ علی العقوبۃ" (۵۷)

امام ابی محمد عبداللہ بن احمد بن محمد قدامہؒ المقدسی (م ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

"ہاتھوں پر مسح اس مقام تک کرنا واجب ہے جہاں سے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ امام احمدؒ سے جب تیمم کے متعلق سوال کیا گیا تو امام احمدؒ نے صرف پہنچوں تک بتایا اور اس سے آگے تجاوز نہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما ﴾ (۵:۳۸) اور پوچھا کہ چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جاتا ہے؟ کیا یہاں سے نہیں کاٹا جاتا؟ اور پہنچوں تک اشارہ فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے.... ابن عقیلؒ کا قول ہے: ہاتھ کاٹنے کی جگہ تک ہی مسح کیا جائے اور بیان کیا: ونص علیہ احمد لان الرسغین فی التیمم کالمرفقین فی الوضوء یعنی تیمم میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچوں کا حکم وہی ہے جو کہ کہنیوں کا وضوء میں ہے" (۵۸)

اور علامہ ابی الطیب السندی "شرح الترمذی" میں فرماتے ہیں:

"الطر یقة فی الدین قطع الکفین للسرقة یعنی بسبب اطلاق الید فی آیة السرقة فکذا التیمم یکفی فیه مسح الوجه والکفین لاطلاق الید فی التیمم و مطلق الید الکفان بدلیل آیة السرقة" (۵۹)

جہاں تک لغوی موشگافیوں کا تعلق ہے تو اس بارے میں خود علامہ ابن رشدؒ (م ۵۹۵ھ) فرماتے ہیں:

"پس اگر اسم "ید" مشترک بھی ہو تو حقیقتاً یہ "کف" ہی ہے اور جو کچھ اس سے اوپر ہے وہ مجازاً "ید" کہلاتا ہے" (۶۰)

اسی طرح ابن قدامہ المقدسیؒ فرماتے ہیں:

"ہم نہیں جانتے کہ لغت میں "کفین" کو "ذراعین" سے عبارت بتایا جاتا ہو" (۶۱)

پس معلوم ہوا کہ یہ تمام لغوی موشگافیاں ناقابل التفات ہیں..... واللہ اعلم بالصواب

(ب) احادیث نبوی ﷺ:

اس بارے میں عموماً جن احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے ان کا سند و متن کے اعتبار سے یہ مقام نہیں کہ انہیں قابل حجت سمجھا جائے۔ محدثین نے ان پر تنقید کرتے ہوئے واضح کردیا ہے کہ ان سے گریز ہی بہتر ہے۔ اختصار کے پیش نظر یہاں صرف ان احادیث کے بارے میں مجتہد ائمہ محدثین کی آراء ذکر کی جاتی ہیں۔ ☆ امام ابن قدامہؒ مقدسی (م ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

"(دو ضربوں اور کہنیوں تک مسح کی) سب حدیثیں ضعیف ہیں۔ خلال کا قول ہے کہ اس بارے میں تمام احادیث انتہائی ضعیف ہیں۔ ان میں سے ابن عمر کی حدیث کے سوا کسی بھی حدیث کو اصحاب السنن میں سے کسی بھی امام نے روایت نہیں کیا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں نبی ﷺ سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے" (۶۲)

☆ فاضل محقق نے یہاں ایسی تمام احادیث کو نقل کیا ہے جن سے اس بارے میں استدلال کیا جاتا ہے اور بعد میں تفصیل کے ساتھ ہر حدیث کی علت اور سند میں پائی جانے والی کمزوریاں بھی ذکر کی تھیں۔ لیکن اختصار کے پیش نظر انہیں یہاں نقل نہیں کیا جارہا بلکہ صرف ائمہ کی ان کے بارے میں اجمالی رائے اور تجزیہ شامل اشاعت ہے۔ آئندہ کسی شمارے میں انہیں بھی مستقل حیثیت میں شائع کردیا جائے گا۔ ان شاء اللہ (ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان روایات کے متعلق ائمہ فن کی آراء:

امام ابن حجرؒ عسقلانی (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"تیمم کی صفت کے بارے میں جو احادیث وارد ہیں ان میں سوائے ابن جہیم اور عمار بن یاسر ﷺ کی حدیث کے کوئی دوسری حدیث صحیح نہیں ہے۔ جو احادیث بھی ان دونوں حضرات کی حدیثوں کے خلاف وارد ہیں یا تو وہ ضعیف ہیں یا ان کے مرفوع و موقوف ہونے میں اختلاف ہے بلکہ ان کا عدم رفع ہی راجح ہے۔ ابن جہیم کی حدیث میں مجملاً "یدین" کا ذکر ہے اور عمار ﷺ کی حدیث جو صحیحین میں ہے، میں "الکفین" کا تذکرہ ہے اور جو روایات سنن میں ہیں ان میں "الرفقین" کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں "نصف ذراع" (یعنی آدھا بازو) اور ایک میں "الی الاباط" بھی مذکور ہے۔ لیکن الرفقین اور نصف ذراع والی روایات میں ضعف ہے اور "الی الاباط" والی روایت کا حکم بقول امام شافعیؒ وغیرہ بعد میں منسوخ ہوگیا تھا۔ صرف چہرہ اور پہنچوں تک مسح پر اقتصار کرنے والی صحیحین کی روایت کو جو چیز مزید تقویت دیتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمار ﷺ نبی ﷺ کے بعد اسی بات کا فتویٰ (۶۳) دیا کرتے تھے۔ اور راوی حدیث اپنی حدیث کا مطلب دوسروں سے بہتر طور پر سمجھتا ہے بالخصوص جب کہ وہ صحابی مجتہد بھی ہو" (۶۴)

امام شوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

"احادیث الضربتین لا تخلو جمیع طرقها من مقال ولو صحت لکان الاخذبها متعینا لما فیها من الزیادة فالحق الوقوف علی ما ثبت فی الصحیحین من حدیث عمار ﷺ من الاقتصار علی ضربة حتی تصح ذلک المقدار" (۶۵)

صاحب السعایۃ، علامہ ابوالحسنات عبدالحئی لکھنویؒ حنفی (م ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

"روایات المرفقین و المنکبین مرجوحة ضعیفة بالنسبة الی غیرها فسقط الاعتبار بها روایات الاباط قصتها مقدمة علی قصة روایات الکفین فلا تعارضها فبقیت روایات الکفین سالمة عن القدح والمعارضة" (۶۶)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ (م ۱۳۵۳ھ) اس باب میں وارد متعدد ضعیف روایات پر نقد و بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"و فی الباب احادیث اخری غیر هذه الاحادیث المذکورة وکلها ضعیفة" (٦٧)

آں رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"احادیث الضربتین و المر فقین ضعیفة او مختلفة فی الرفع والوقف و الراجح هوالوقف ولم یصح من احادیث الباب سوی حدیثین احدهما حدیث ابی جهیم بذکر الیدین مجملا و ثانیهما حدیث عمار رضی اللہ عنہ بذکر ضربة واحدة والکفین وهما حدیثان صحیحان متفق علیهما.....الخ" (٦٨)

لیکن افسوس کہ شاہ عبدالحق دہلوی (م ١٠٥٢ھ) نے "اللمعات" میں، شاہ ولی اللہ دہلوی نے "المسوی شرح الموطا" میں بعض ایسے عقلی دلائل پیش کئے ہیں جو نہ یہ کہ اصول فن سے بالکل ہٹ کر ہیں بلکہ انتہائی مضحکہ خیز بھی ہیں۔ شارح ترمذی علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے ان پیش کردہ تمام دلائل پر خوب عالمانہ اور لائق مراجعت (٦٩) گرفت فرمائی ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

پس معلوم ہوا کہ اس بارے میں وارد روایات باتفاق محدثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں لہٰذا ان سے حجت پکڑنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب

(ج) آثار صحابہ رضی اللہ عنہم:

بعض لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کے اقوال یا افعال سے بھی استدلال کرتے ہیں کیونکہ مشہور ہے کہ حضرت عمر کی رائے یہ تھی کہ "تیمم میں دو مرتبہ ہاتھ مارا جاتا ہے ایک مرتبہ چہرے کے لئے اور دوسری مرتبہ ہاتھوں اور کہنیوں کے لئے" (٧٠)... لیکن یہ استدلال بھی درست نہیں ہے کیونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی ثابت ہے کہ "جنبی تیمم نہ کرے خواہ وہ مہینہ بھر پانی نہ پائے" (٧١)... بلکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ "جنبی کو اگر مہینہ بھر پانی نہ ملے تو وہ نماز ہی نہ پڑھے"۔ چنانچہ آں رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: "ان لم اجد الماء شهرا لا اصلی" (٧٢) یعنی "اگر مجھے ایک ماہ تک بھی پانی نہ ملے تو میں نماز نہ پڑھوں گا" بعض دوسری روایات میں آپ کے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں: "لایصلی حتی یجد الماء" (٧٣)، "لایتیمم وان کان لم یجد شهرا" اور "لواجنبت ولم اجد الماء شهرا ماصلیت" (٧٤)... پس اگر ان حضرات کا وہ قول قبول کیا جاتا ہے تو انہی حضرات کا یہ قول قبول کرنے میں کیا امر مانع ہے؟

پھر اس مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجتہدانہ شاذ رائے کی مخالفت بھی بعض دوسرے ذی علم صحابہ مثلاً حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابن عباس وغیرھم رضی اللہ عنہم نے کی ہے چنانچہ بطریق عطاء بن السائب عن ابی البختری عن علی ابن ابی طالب ؓ روایت ہے کہ "تیمم میں ایک ضرب چہرہ کے لئے اور دوسری ضرب پہنچوں تک ہاتھوں کے لئے ہے" (۷۵) اسی طرح بطریق احمد بن حنبلؒ عن مسکین بن بکیر عن اوزاعی عن عطاءؒ روایت ہے کہ "حضرت ابن عباس ؓ اور حضرت ابن مسعود ؓ دونوں فرمایا کرتے تھے کہ "تیمم ہتھیلیوں اور چہرے کے لئے ہے" (۷۶)

امام ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود ؓ کی تیمم کے متعلق رائے یہ تھی کہ اس کے لئے دو دفعہ ہاتھ مارنا ضروری ہے۔ ایک دفعہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک ہتھیلیوں کو مل لیا جائے، کہنیوں تک مسح کی ضرورت نہیں ہے، پھر دوسری دفعہ ہاتھ مار کر ہتھیلیوں کو چہرے پر پھیر لیا جائے" (۷۷) .....اور بطریق محمد بن ابی عدی عن شعبہ عن حصین بن عبدالرحمٰن عن ابی مالک روایت ہے کہ "انہوں نے حضرت عمار بن یاسر ؓ کو خطبہ میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تیمم اس طرح ہوتا ہے اور چہرہ اور ہاتھوں کے لئے صرف ایک ہی ضرب لگائی" (۷۸)

امام ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ: "حضرت عمار بن یاسر ؓ نے حضرات صحابہ کرام ؓ کی موجودگی میں خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا اور موجود صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی" (۷۹)

اس سلسلہ میں صاحب السعایہ، علامہ ابوالحسنات عبدالحئی حنفیؒ (م ۱۳۰۴ھ) نے نہایت منصفانہ بات فرمائی ہے، فرماتے ہیں کہ

> "آثار صحابہ ؓ کی طرف رجوع کرنا تو اس وقت مفید ہو سکتا تھا جب کہ صحابہ کرام ؓ کے درمیان اس معاملہ میں اتفاق رائے پایا جاتا ہو جو کہ یہاں نہیں ہے۔ الخ" (۸۰)

خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام ؓ کے اقوال و افعال سے استدلال بھی ساقط قرار پایا۔

(د) قیاس:

بعض لوگ یہ عقلی دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ تیمم چونکہ وضو کا بدل ہے لہٰذا جب وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کے لئے الگ الگ پانی لیا جاتا ہے تو تیمم میں بھی الگ الگ ضربیں اسی طرح واجب ہوئیں۔

علامہ ابن رشدؒ (م ۵۹۵ھ) فرماتے ہیں:

> "تیمم میں کتنی بار پاک مٹی پر ہاتھ مارا جائے اس بارے میں بھی علماء کا اختلاف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بعض کہتے ہیں کہ ایک بار اور بعض دو بار ہاتھ مارنا بتاتے ہیں۔ جو دو بار ہاتھ مارنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک بار منہ پر مسح کے لئے اور دوسری بار ہاتھوں پر مسح کے لئے۔ یہ جمہور یعنی امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے" (۸۱)

اسی طرح یہ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ وضو میں کہنیوں تک ہاتھ دھونا فرض ہے لہٰذا تیمم میں بھی کہنیوں تک مسح ہونا چاہیے اس بارے میں علامہ ابن رشدؒ (م ۵۹۵ھ) فرماتے ہیں:

"جمہور فقہاء یعنی امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ تیمم کو وضو پر قیاس کرتے ہوئے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی ثابت حدیث پر دوسری احادیث کو ترجیح دیتے ہیں اور اسم "ید" کا اطلاق کف اور ساعد دونوں پر یکساں کرتے ہیں۔ الخ" (۸۲)

لیکن یہ عقلی استدلال بھی درست نہیں ہے کیونکہ جو لوگ یہ تمام دلیلیں پیش کرتے ہیں خود ان کے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ بدل لازماً بدل منہ کی صفت کے مطابق ہی ہو؟ اگر بفرض محال ان کے قول کو درست مان بھی لیا جائے تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ وضوء میں تو سر کا مسح اور پاؤں کا دھونا بھی فرض ہے، پھر تیمم میں ان چیزوں کو کیوں ساقط کیا گیا؟ اسی طرح غسل جنابت کیلئے تمام جسم کو دھونا فرض ہے لیکن تیمم میں جسم کے دوسرے تمام اعضاء کو کیوں ساقط کر دیا گیا؟ لامحالہ یہی جواب دینا ہوگا کہ بدل کا بدل منہ کی صفات کے عین مطابق ہونا ضروری نہیں ہے۔ پس یہ عقلی استدلال خود بخود ناقابل اعتبار قرار پایا۔

یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اللہ عزوجل نے جس طرح تیمم کے بیان میں سر اور پیروں سے سکوت فرمایا ہے اسی طرح کہنیوں سے بھی سکوت فرمایا ہے، پس جب سر اور پیروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے سکوت کو تیمم میں ان اعضاء کے ساقط ماننے کی دلیل سمجھا جاتا ہے تو آخر کیوں کہنیوں کے متعلق بھی اللہ عزوجل کے سکوت کو ان کے سقوط کی دلیل نہیں مانا جاتا؟

امام ابن حجرؒ عسقلانی (م ۸۵۲ھ) اس طرح کے قیاسی استدلال پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اور جو کہنیوں تک مسح کو تیمم میں اس لئے شرط سمجھتے ہیں کہ وضوء میں کہنیوں تک ہاتھ دھونا شرط ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نص صریح کے مقابلہ میں قیاس محض ہے، پس فاسد الاعتبار ہے۔ پھر یہ قیاس خود ایک دوسرے قیاس کے خلاف بھی ہے یعنی آیت سرقہ کے اطلاق پر قیاس کرتے ہوئے کہنیوں تک مسح شرط نہ سمجھنا (پس جب دو قیاس باہم متعارض ہوں تو ان میں سے کسی قیاس کو درست سمجھا جا سکتا ہے؟) اور حق تو یہ کہ جب نص موجود ہے تو ان قیاس آرائیوں کی سرے سے کوئی ضرورت ہی نہیں ہے" (۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار پائے۔

"تیمم میں ایک ضرب اور پہنچوں تک مسح"... ائمہ امت و مشاہیر کی نظر میں:

اس ضمن میں تمام ائمہ امت اور مشاہیر علمائے اسلام کے اقوال کا یہاں نقل کرنا تو ممکن نہیں، لیکن پھر بھی تسکین الصدور کی خاطر ان میں سے بعض مشاہیر کے اقوال ذیل میں پیش خدمت ہیں:

امام ابو سلیمان الخطابیؒ (م ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

"ذهب جماعة من اهل العلم الى ان التيمم ضربة واحدة للوجه والكفين وهو قول عطاءؒ بن ابى رباح و مكحول وبه قال الاوزاعى واحمد بن حنبلؒ و اسحق وعامة اصحاب الحديث و هذا المذهب اصح فى الرواية" (۸۴)

یعنی "اہل علم حضرات کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ تیمم میں چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے فقط ایک بار ہاتھ مارنا ہے۔ یہ قول عطاءؒ بن ابی رباح، مکحولؒ، اوزاعیؒ، امام احمد، امام اسحقؒ اور عام محدثین رحمہم اللہ کا ہے اور روایۃً یہی مذہب زیادہ صحیح ہے"

امام ابن قدامہؒ مقدسی (م ۶۲۰ھ) "التيمم ضربة واحدة" کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

"امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مسنون یہ ہے کہ تیمم میں صرف ایک بار ہاتھ مارنا ہے، پس اگر دو بار ہاتھ مار کر تیمم کیا جائے تو بھی جائز ہے، قاضیؒ فرماتے ہیں: ایک ضرب سے حصول اجزاء ہو جاتا ہے لیکن کمال دو ضربوں سے حاصل ہوتا ہے لیکن منصوص وہی چیز ہے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ امام اثرمؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو عبداللہؒ سے پوچھا کہ کیا تیمم میں صرف ایک ہی ضرب ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں، ایک ہی ضرب ہے چہرے اور پہنچوں کے لئے الخ" (۸۵)

امام ابن تیمیہؒ (م ۶۵۲ھ) نے "منتقى الاخبار" میں "باب صفة التيمم" (۸۶) میں صرف ایک ہی ضرب اور پہنچوں تک ہاتھوں کے مسح کی احادیث کو نقل کر کے گویا اس موقف کی تائید فرمائی ہے۔

امام ابن قیمؒ (م ۷۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"كان ﷺ يتيمم بضربة واحدة للوجه والكفين ولم يصح عنه انه تيمم بضربتين ولا الى المرفقين" (۸۷)

یعنی "رسول اللہ ﷺ چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے فقط ایک ضرب سے تیمم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے تھے۔ آپ ﷺ سے تیمم میں دو بار ہاتھ مارنا یا کہنیوں تک مسح کرنا ثابت نہیں ہے"

امام ابن حجرؒ عسقلانی (م ۸۵۲ھ) صحیح البخاری کے "باب التیمم ضربة" کے تحت حدیث سے فائدہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وفیه الاکتفاء بضربة واحدة فی التیمم و نقله ابن المنذر عن جمهور العلماء واختاره" (۸۸)

یعنی "اس حدیث میں صرف ایک ضرب کا تیمم میں کافی ہونا بیان ہوا ہے۔ ابن المنذرؒ نے جمہور علماء سے اس کا اختیار کرنا نقل کیا ہے"

آں رحمہ اللہ ہی تیمم کے بارے میں وارد ایک حدیث کے ٹکڑے "یکفیک الوجه والکفان" سے فائدہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس لفظ سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہتھیلیوں سے جو کچھ زائد ہے اس کا مسح کرنا فرض نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ، امام اسحٰقؒ، امام ابن جریرؒ، امام ابن المنذرؒ اور امام ابن خزیمہؒ اسی طرف گئے ہیں۔ ابن الجہمؒ وغیرہ نے امام مالکؒ سے اور امام خطابیؒ نے اصحاب الحدیث (محدثین) سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔ امام نوویؒ "شرح المهذب" میں فرماتے ہیں کہ امام ابو ثورؒ وغیرہ نے امام شافعیؒ سے اپنے قدیم مسلک کے مطابق روایت کی ہے لیکن ماوردیؒ وغیرہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں: لیکن یہ انکار مردود ہے کیونکہ ابو ثورؒ امام ثقہ ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: اگر یہ قول مرجوح ہو تو بھی دلیل میں قوی ہے" (۸۹)

امام شوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) امام ترمذیؒ کی روایت کے تحت رقمطراز ہیں:

"والحدیث یدل علی ان التیمم ضربة واحدة للوجه والکفین وقد ذهب الی ذلک عطاءؒ و مکحول والاوزاعی و احمدبن حنبلؒ و اسحق والصادق والامامیة قال فی الفتح و نقله ابن المنذر عن جمهور العلماء واختاره وهو قول عامة اهل الحدیث" (۹۰)

"یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تیمم میں چہرے اور پہنچوں کے لئے صرف ایک ضرب ہے۔ عطاءؒ، مکحولؒ، اوزاعیؒ، احمد بن حنبلؒ، اسحاقؒ، جعفر صادقؒ حتی کہ شیعوں کے امامیہ فرقے سے تعلق رکھنے والے علماء بھی اسی طرف گئے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے "فتح الباری" میں ابن المنذرؒ سے جمہور علماء کا اسے اختیار کرنا نقل کیا ہے اور یہی قول عام محدثین کا بھی ہے"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مشہور عرب عالم شیخ عبدالعزیز محمد السلمان (مدرس معہد امام الدعوۃ بالریاض) فرماتے ہیں:

"سوال نمبر۹۲: ماصفة التيمم: ج: صفته: ان ينوى ثم يسمى و يضرب الصعيد بيد يه ثم يمسح بها وجهه وكفيه، لماورد عن عمار بن ياسر رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال: "فى التيمم ضربة للوجه واليدين" رواه احمد و ابوداود - وفى لفظ "ان النبى ﷺ امره بالتيمم للوجه والكفين" رواه الترمذى و صححه" (۹۱)

حاصل کلام:

تیمم خواہ کسی بھی مقصد کے لئے ہو (یعنی وضو یا جنابت یا حیض یا نفاس یا کسی اور فرض غسل کے لئے) ہر طرح کے تیمم کا طریقہ ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اول تیمم کی نیت کی جائے پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پاک مٹی پر مارا جائے، اگر ان میں مٹی یا غبار زیادہ لگ گیا ہو تو ان پر پھونک مار دی جائے، پھر ان ہتھیلیوں سے چہرہ اور ہتھیلیوں کے باہری حصہ (یا ہتھیلیوں کی پشت) پر پہنچوں تک ایک بار مسح کر لیا جائے، انگلیوں کے خلال کرنے یا پہنے ہوئے چھلے کو اتارنے یا اسے ہلانے یا یہ سمجھنے کہ مسح کرنے میں چہرے یا ہاتھ میں اگر بال یا ناخن برابر بھی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم درست نہ ہوگا یا اور دوسرے تمام افعال تیمم، کہ جن کی ترتیب و کیفیت تقسیم شدہ ہینڈ بل میں مذکور ہے، کا قرآن و سنت میں قطعاً کوئی وجود نہیں ہے، نہ کبھی رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا، نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو ان امور کی تعلیم دی اور نہ ہی ان چیزوں کو پسند فرمایا۔ یہاں پر یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ نبی اکرم ﷺ انگشتری پہنا کرتے تھے لیکن تیمم کے بارے میں جتنی بھی احادیث ملتی ہیں ان میں سے کسی میں بھی یہ ذکر موجود نہیں ہے کہ آپ نے اپنی خاتم مبارک کو اتارا یا ہلایا ہو، جبکہ بیت الخلاء جاتے ہوئے اس کا اتارنا صحیح طور پر ثابت ہے۔ اسی طرح انگلیوں میں خلال کرنا بھی کسی صحیح حدیث میں مروی نہیں ہے۔ امام ابن قیمؒ (م ۷۵۲ھ) تیمم کی مزعومہ ترکیب پر تعقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واما ماذكر فى صفة التيمم من وضع بطون اصابع يده اليسرى على ظهور اليمنى ثم امرارها الى المرفق ثم ادارة بطن كفه على بطن الذراع و اقامة ابهامه اليسرى كالموذن الى ان يصل الى ابهامه اليمنى فيطبقها عليها: فهذا مما يعلم قطعا ان النبى ﷺ لم يفعله ولا علمه احدا من اصحابه ولا امر به ولا استحسنه وهذا هد يه اليه التحاكم" (۹۲)

اسی طرح امام ابن قدامہؒ (م ۶۲۰ھ) اور امام ابن قیمؒ (م ۷۵۲ھ) وغیرہما امام احمد بن حنبل سے ناقل ہیں: "من قال ان التيمم الى المر فقين فانما هو شئى زاده من عنده" (۹۳) یعنی "جو کہتا ہے کہ تیمم کہنیوں تک ہے تو یہ وہ چیز ہے جسے اس نے از خود دین میں بڑھا لیا ہے"..... بلاشبہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افعال کا از خود اضافہ کرنا تشریع (شریعت سازی) کے حکم میں آتا ہے جو کہ دین میں ایک بڑی جسارت ہے، پس یہ چیزیں جس دینی کتاب میں بھی درج ہوں، اس لائق ہیں کہ انہیں جرات کے ساتھ ان کتب کے صفحات سے کھرچ پھینکا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو قرآن و سنت کے احکام کو سمجھنے اور ان کی کامل اتباع کی توفیق بخشے اور ابتداع کی راہوں پر چلنے سے محفوظ و مامون رکھے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔ وعلی الہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

☆ ——— حواشی:

(۱) نماز و ادعیہ مرتبہ ایم ایس چوہدری قادری ص ۸۹/ طبع فیصل آباد ۱۹۸۲ء ——— (۲) النساء: ۴۳ ——— (۳) ترجمہ از تفہیم القرآن للمودودیؒ: ج ۱ ص ۳۵۵ ——— (۴) المائدۃ: ۶ ——— (۵) ترجمہ از تفہیم القرآن: ج ۱ ص ۴۴۸-۴۴۹ ——— (۶) القرآن الحکیم مع ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ ص ۱۳۸ ——— (۷) نفس مصدر ص ۱۷۶ ——— (۸) القرآن الحکیم مع ترجمہ محمود الحسنؒ صاحب، ص ۱۴۶-۱۴۷ ——— (۹) نفس مصدر ص ۱۸۷-۱۸۹ ——— (۱۰) القرآن الحکیم مع ترجمہ عبدالماجد دریابادیؒ ص ۱۹۳ ——— (۱۱) نفس مصدر: ص ۲۴۰ ——— (۱۲) قرآن مع ترجمہ و تفسیر اختصار شدہ بیان القرآن: ص ۷۶ ——— (۱۳) نفس مصدر: ص ۹۷ ——— (۱۴) معارف القرآن: ج ۲ ص ۴۲۱ ——— (۱۵) نفس مصدر: ج ۳ ص ۷۳ ——— (۱۶) احسن التفاسیر: ج ۱ ص ۳۲۴ ——— (۱۷) نفس مصدر: ج ۲ ص ۳۲-۳۳ ———

18 Explanatory English translation of "Holy Quran" p.107, Chapter, V, ——— 19 Ibid. P.48. Chapter. IV. verse: 43. Verse: 6, Turkey ——— (۲۰) القرآن الحکیم مع ترجمہ احمد رضا خاں: ص ۱۳۶ ——— (۲۱) نفس مصدر: ص ۱۷۳ ——— (۲۲) القرآن الحکیم مع ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ: ص ۱۳۸ ——— (۲۳) القرآن الحکیم مع تفسیر شبیر احمد عثمانیؒ: ص ۱۴۸ ——— (۲۴) القرآن الحکیم مع تفسیر عبدالماجد دریابادیؒ: ص ۱۹۳ ——— (۲۵) معارف القرآن: ج ۲ ص ۴۲۲ ——— (۲۶) نفس مصدر: ج ۳ ص ۷۴ ——— (۲۷) القرآن الحکیم مع تفسیر مراد آبادیؒ: ص ۱۳۶ ——— (۲۸) تفہیم القرآن للمودودیؒ: ج ۱ ص ۳۵۶ ——— (۲۹) جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی: ج ۱ ص ۱۳۳ ——— (۳۰) المحلی لابن حزم مترجم مترجم غلام احمد حریریؒ: ج ۲ ص ۴۶ ——— (۳۱) صحیح البخاری مع فتح الباری: ج ۱ ص ۴۴۳ ——— (۳۲) نفس مصدر و صحیح المسلم ——— (۳۳) ج ۴ ص ۲۶۵، ۳۲۰ ——— (۳۴) مع فتح الباری: ج ۱ ص ۴۵۶ ——— (۳۴) بشرح النووی: ج ۴ ص ۶۲ ——— (۳۵) مع عون: ج ۱ ص ۱۲۷ ——— (۳۷) ج ۱ ص ۱۶۹-۱۷۰ ——— (۳۸) ص ۵۶۹ ——— (۳۹) ج ۱ ص ۱۸۳، ۳۰-۳۱ ——— (۴۰) ج ۱ ص ۲۰۹ ——— (۴۱) ۲۶۶، ۲۶۸ ——— (۴۲) ج ۱ ص ۳۰۶ ——— (۴۳) المحلی: ج ۲ ص ۱۵۵ ——— (۴۴) المغنی لابن قدامہؒ: ج ۱ ص ۲۴۵ ——— (۴۵) سنن ابی داؤدؒ مع عون المعبود: ج ۱ ص ۱۲۸ ——— (۴۶) مسند احمد، ج ۴ ص ۲۶۳، المنتقی لابن جارود: ص ۶۷ ——— (۴۷) جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی: ج ۱ ص ۱۳۳ ——— (۴۸) نفس مصدر: ج ۱ ص ۱۳۶ ——— (۴۹) منتقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاخبار لابن تیمیہ" (مترجم) : ج ا ص ۲۱۷، بحوالہ دار قطنی ـــــ (۵۰) صحیح البخاری مع فتح الباری : ج ا ص ۴۴۴ ـــــ (۵۱) نفس مصدر : ج ا ص ۴۵۵ ـــــ (۵۲) ہم بخوف طوالت یہاں ان چیزوں پر بحث سے صرف نظر کرتے ہیں۔ ـــــ (۵۳) بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد لابن رشد" : ج ا ص ۶۸-۶۹ ـــــ (۵۴) المائدۃ : ۳۸ ـــــ (۵۵) جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی : ج ا ص ۱۳۶ ـــــ (۵۶) نفس مصدر : ج ا ص ۱۳۶ ـــــ (۵۷) تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری : ج ا ص ۱۳۶، بحوالہ عارضۃ الاحوذی ـــــ (۵۸) المغنی لابن قدامۃ" : ج ا ص ۲۴۵، ۲۵۵، ملخصا ـــــ (۵۹) تحفۃ الاحوذی : ج ا ص ۱۳۶، بحوالہ شرح الترمذی لابی الطیب السندی ـــــ (۶۰) بدایۃ المجتہد لابن رشد : ج ا ص ۶۹ ـــــ (۶۱) المغنی لابن قدامۃ" : ج ا ص ۲۴۶ ـــــ (۶۲) المغنی لابن قدامۃ" : ج ا ص ۲۴۵ ـــــ (۶۳) جیساکہ امام ترمذی" وغیرہ نے روایت کیا ہے : والدلیل علی ذلک ما افتی بہ عمار ﷺ بعد النبی ﷺ فی التیمم انہ قال الوجہ والکفین ففی ھذا دلالۃ علی انہ انتھی الی ماعلمہ النبی ﷺ " (جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی : ج ا ص ۱۳۶) ـــــ (۶۴) فتح الباری لابن حجر" : ج ا ص ۴۴۴-۴۴۵ ـــــ (۶۵) کمافی تحفۃ الاحوذی : ج ا ص ۱۳۴ ـــــ (۶۶) نفس مصدر : ج ا ص ۱۳۵ ـــــ (۶۷) نفس مصدر : ج ا ص ۱۳۴ ـــــ (۶۸) نفس مصدر ج ا ص ۱۳۵ ـــــ (۶۹) نفس مصدر : ج ا ص ۱۳۴-۱۳۵ ـــــ (۷۰) المحلی لابن حزم" : ج ۲ ص ۱۴۸ ـــــ (۷۱) طرح التثریب : ج ۲ ص ۱۰۳، المحلی لابن حزم" : ج ۲ ص ۱۴۴، ج ۷ ص ۴۹۱، نیل الاوطار للشوکانی" : ج ا ص ۲۷۹، المغنی لابن قدامۃ" : ج ۱ ص ۱۵۷، المجموع : ج ۲ ص ۲۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ : ج ا ص ۲۵ ـــــ (۷۲) فتح الباری لابن حجر" : ج ا ص ۴۵۵ ـــــ (۷۳) صحیح البخاری مع فتح الباری : ج ا ص ۴۵۵ ـــــ (۷۴) مصنف ابن ابی شیبہ : ج ا ص ۲۵، مصنف عبدالرزاق : ج ا ص ۲۴۲، المحلی لابن حزم" : ج ۲ ص ۱۴۴، مجمع الزوائد للہیثمی : ج ا ص ۲۶۰، بحوالہ معجم الکبیر للطبرانی ـــــ (۷۵) المحلی لابن حزم مترجم : ج ۲ ص ۵۰ ـــــ (۷۶) نفس مصدر : ج ۲ ص ۵۰ ـــــ (۷۷) نفس مصدر (غیر مترجم) : ج ا ص ۱۵۶ ـــــ (۷۸) نفس مصدر (مترجم) : ج ۲ ص ۵۰ ـــــ (۷۹) نفس مصدر : ج ۲ ص ۵۰ ـــــ (۸۰) کمافی تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری : ج ا ص ۱۳۵ ـــــ (۸۱) بدایۃ المجتہد لابن رشد" : ج ا ص ۷۰ ـــــ (۸۲) نفس مصدر : ج ا ص ۶۹ ـــــ (۸۳) فتح الباری لابن حجر" : ج ا ص ۴۴۶ ـــــ (۸۴) عون المعبود : ج ا ص ۱۲۸، بحوالہ المعالم السنن ـــــ (۸۵) المغنی لابن قدامۃ" : ج ا ص ۲۴۴ ـــــ (۸۶) منتقی الاخبار لابن تیمیہ" مترجم : ج ا ص ۲۱۷ ـــــ (۸۷) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد لابن قیم" : ج ا ص ۱۰۳ ـــــ (۸۸) فتح الباری لابن حجر" : ج ا ص ۴۵۶-۴۵۷ ـــــ (۸۹) نفس مصدر : ج ا ص ۴۴۵ ـــــ (۹۰) نیل الاوطار للشوکانی" : ج ا ص ۳۳-۳۳۴ ـــــ (۹۱) الاسئلۃ والاجوبۃ الفقھیۃ المقرونۃ بالادلۃ الشرعیۃ للشیخ عبدالعزیز" : ج ا ص ۴۶ ـــــ (۹۲) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد لابن قیم" : ج ا ص ۱۰۳ ـــــ (۹۳) المغنی لابن قدامۃ" : ج ا ص ۲۴۴، زاد المعاد لابن قیم" : ج ا ص ۱۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

حافظ عبد الرحمن مدنی

جہاد کے لئے تنظیم و امارت اور والدین کی اجازت!؟

مورخہ ۱۱ / ستمبر ۱۹۹۴ء کے لئے "محدث" کے مدیر اعلیٰ کو جہاد کے پس منظر میں فرقہ وارانہ تشدد پر غور و خوض کے مقصد سے ایک اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی، جو عملاً مشاورت کے بجائے جلسہ عام کی صورت اختیار کیے ہوئے تھا۔ تاہم موصوف نے جذباتی فضا میں جذبۂ جہاد کو فرقہ وارانہ منافرت سے بچانے کے لئے جہاد کی تنظیم اور مسلمانوں کی اجتماعی قوت متحد کرنے پر زور دیا۔ اگرچہ ادارہ "محدث" سمیت متعلقہ تمام ادارے نہ صرف جہادی فکر کی تخم ریزی اور سیرابی کے لئے کوشاں ہیں بلکہ غزو فکری کے ساتھ ساتھ جہاں جانی اور مالی طور پر عملاً جہاد افغانستان، بوسنیا اور کشمیر میں شریک رہے ہیں، وہاں اس تجویز کی شدت سے مؤید ہیں کہ جہاد کا نعرہ لگانے والی ٹولیاں متحد ہو کر کام کریں، نیز نوجوانوں کو بزرگوں کی سرپرستی میں کام کرنا چاہیے تاکہ جوش ہوش پر غالب نہ آنے پائے۔ بعض جوشیلے لوگوں کو دینی قوتوں کی شیرازہ بندی یا اعتدال کے ایسے مشورے بھلے معلوم نہیں ہوتے۔ وہ وضاحت کا موقع دیے بغیر ترویدی خطابات کا "جہاد" شروع کردیتے ہیں، بلکہ زبان بندی سے بھی نہیں چوکتے۔ سطور ذیل میں ہم مذکورہ خطاب کا ایک خلاصہ اور سوال و جواب کی شکل میں مخالفانہ تقاریر پر وضاحتیں شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط و تفریط سے بچائے اور شریعت کے میزان عدل پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!... ادارہ

جہاد کی اہمیت، فضیلت اور فوائد پر کتاب و سنت کی تعلیمات اس قدر واضح ہیں کہ اس پر قرآن و حدیث پر نظر رکھنے والا کوئی شخص شک و شبہ کا شکار نہیں ہو سکتا تاہم جہاد کی وسعتوں اور آداب و ضوابط سے آگاہی بڑی ضروری ہے۔ جہاد، بدی کی قوتوں کے خلاف غلبۂ اسلام کی انتہائی بھرپور مساعی کا نام ہے جس کو فقہی اصطلاح میں فرض کفایہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کی جماعت کو ہے۔ جہاد کی ایک مخصوص صورت قتال بھی ہے جو مسلمانوں کی اجتماعی قوت سے جبر و ظلم کا خاتمہ کر کے اللہ کے دین کی راہیں ہموار کرتی ہے۔ اسی کے نتیجہ میں اسلام کا مشن "امن و فلاح" پروان چڑھتا ہے۔ لہٰذا جہاد کا مقصد اور آداب کا علم ان لوگوں کے لئے بڑا ضروری ہے جو اس مشن کو اپنے گلے لگائے ہوئے تاکہ مجاہدین کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف دہشت گردی اور فساد انگیزی کے شبہات کا ازالہ ہو سکے۔ جہاد کے آداب کے سلسلہ میں مسئلہ قصاص پر غور کریں جو بظاہر قتل و غارت کے بدلے زیادتی کرنے والے کا جان و مال کا ایک نقصان ہی ہے لیکن قرآن مجید اسے "زندگی" [1] قرار دیتا ہے کیونکہ برابر بدلہ لینے میں ہی انسانی جان و مال کے تحفظ کی ضمانت ہے۔ مگر یہ امر واضح رہے کہ اگرچہ قصاص میں جماعت (حکومت) پر فرد [2] (مجروح یا مقتول کے ورثاء) کو یک گونہ برتری حاصل ہے کہ ان کی رضامندی کی وجہ سے قصاص معاف ہو جاتا ہے لیکن چونکہ قصاص [3] کا حکم مسلمانوں کی جماعت کو ہے اس لئے کوئی شخص خواہ مقتول کے ورثاء ہی کیوں نہ ہوں خود بدلہ نہیں لے سکتا کیونکہ اگر یہ صورت چل پڑے تو پھر امن و امان کے بجائے فساد و خون کا دور دورہ ہو گا کہ فریقین میں سے ہر ایک دوسرے کے جان و مال کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرنا چاہے گا جس سے قصاص کا مقصد ہی الٹ جائے گا۔ بالکل یہی صورت اسلام میں "قتال" کی ہے جسے عام لڑائی جھگڑے سے الگ سمجھنا چاہئے۔ اگرچہ قتال کی دو شکلیں ہیں (۱) دفاع (۲) طلب ——— دونوں کے بعض احکامات مختلف بھی ہیں جیسے دفاعی صورت میں جہاد فرض عین بن جاتا ہے۔ اسی طرح جب کسی گھر پر چور ڈاکو حملہ آور ہو جائے تو اس وقت تنظیم و جماعت کی لازمی حیثیت نہیں ہوتی بلکہ ایسا مظلوم اپنے جان و مال اور عزت کی حفاظت میں جان بھی دے دے تو شہید [4] ہو گا۔

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کے خلاف کفار کی یلغار کے رد عمل میں عموماً مسلمانوں کا "جہاد دفاع" ہے، جس کا معاملہ بعض دفعہ جہاد کی دوسری شکل سے خلط ملط ہو جاتا ہے۔ جہاد طلب میں مسلمان نظام کفر کا ظلم و ستم ختم کرنے کے لئے خود پیش قدمی کرتے ہیں اور بقول ربعی بن عامر (نمائندہ سعد بن ابی وقاص فاتح قادسیہ) انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلا کر رب العلمین کی بندگی میں لاتے ہیں تاکہ دنیا میں امن و سکون بحال ہو کر اخروی فلاح کے رستے وا ہوں۔ جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے: [5]، چونکہ ایسے مواقع پر خون گرم کرنے کے لئے جذباتی نعرے لگائے جاتے ہیں کہ جس طرح افغانستان کے جہاد کے نتیجے میں روس کے ٹکڑے ہوئے ہیں، امریکہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا یا کشمیر کو فتح کر کے دہلی کے لال قلعہ پر ہلالی جھنڈا لہرائے گا۔ اس لئے جوشیلے نوجوان جہاد دفاع اور جہاد طلب کا فرق نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان سے روس کے نکلنے کے بعد جو وہاں خانہ جنگی کی شکل بنی ہے اس سے پریشانی ہو رہی ہے۔ روس کے حملہ کی وجہ سے افغانستان کا جہاد دفاعی تھا اور اس کے نکل جانے کے بعد اس کی نوعیت غیروں کی سازشوں سے کچھ سے کچھ بن گئی ہے۔

اسی پریشان کن صورت حال کی وجہ سے میں ایک اہم امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ چونکہ جہاد و قتال کا حکم جماعت کو ہے لہٰذا اس میں تنظیم و اتحاد کی بڑی ضرورت ہے۔ جان و مال کی قربانی کا اصل تصور قرآن کی سورۃ توبہ کی آیت ﴿ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَهُمُ الْجَنَّةَ ﴾ سے ماخوذ ہے، چنانچہ قتال کیلئے امیر بیعت بھی لیتا ہے جو جان و مال تک قربان کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ سورۃ توبہ کی اسی آیت کے آخر میں اس بیعت کا ذکر بھی ہے ﴿ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ﴾ ..... (اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اللہ سے کیا ہے) یہاں جس بیع (سودے) کا ذکر ہے، اسے ہی امیر کے ہاتھ پر بیعت (ایک طرح کا سودا) کر کے شہادت حق کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔ چونکہ مومنوں کا یہ معاملہ اللہ ہی سے ہے لہٰذا یہ بیعت بھی حقیقت میں اللہ سے ہوتی ہے جو اگرچہ نبی یا اس کا خلیفہ (نائب) جو مسلمانوں کا امیر ہوتا ہے، لیتا ہے لیکن اصل معاہدہ اللہ ہی سے ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ﴾ (الفتح: ۱۰)

جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ (گویا) اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

گویا جان و مال کی قربانی جو بندگی کی کامل شکل ہے وہ درحقیقت نبی کے لئے بھی نہیں ہوتی [۶] بلکہ صرف اللہ کے لئے ہوتی ہے نبی یا اس کا خلیفہ تو صرف بطور نمائندہ حق بیعت لیتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ قتال کفار کے لئے مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد و اتفاق کی شدید ضرورت ہے تاکہ بعد میں انتشار و اختلاف سے بچا جا سکے۔

اس وقت افسوسناک صورت حال یہ ہے کہ صرف اہل حدیث میں شریک جہاد پانچ ٹولیاں ہیں (۱) مرکز الدعوۃ والارشاد (حافظ محمد سعید) (۲) جماعت مجاہدین (مولانا عبدالکریم، چودھری ظفر اللہ وغیرہ (۳) مرکزی جمعیت اہل حدیث کا شعبۂ جہاد۔ (۴) تحریک مجاہدین اسلام (مولوی خالد سیف شہیدؒ)۔ (۵) تحریک جہاد کشمیر (مولانا عبداللہ ناصر رحمانی)

کم از کم ان سب کو تو اکٹھا ہونا چاہئے جو سب اہل حدیث ہیں لہٰذا بنیادی مسلک ایک ہونے کی بنا پر فروعی اختلافات کے باوجود جو اجتہاد پر مبنی ہوتے ہیں ان میں انتشار نہیں ہونا چاہئے۔

مجھے بڑی حیرت ہے کہ مرکز الدعوۃ والارشاد، متحدہ جمعیت اہل حدیث سے الگ ہو گیا ہے حالانکہ دونوں کا جمہوریت کے مسئلہ پر بھی اتفاق ہے اور دونوں جماعت کے نظام کو شرعی طریقہ پر قائم کرنے کے داعی ہیں۔ بہرصورت میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اہل حدیث کو انتشار سے محفوظ رکھنے اور اتحاد کے لئے راہیں ہموار کرنے پر غور فرمائیں جو وقت کا شدید تقاضا ہے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

سوال جہاد فرض عین ہے لہٰذا جس طرح خلیفہ (امیر) کے بغیر نماز ہو رہی ہے جہاد بھی ہر شخص کو کرنا

چاہئے دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب جہاد نماز کی مانند فرضِ عین نہیں ہے۔ نماز کا حکم فرد کو بھی ہے اور جماعت کو بھی، یہی وجہ ہے کہ نماز باجماعت نہ ہو سکے تو تنہا پڑھنی ضروری ہے اگرچہ اس کے فوائد بڑی سے بڑی جماعت کی صورت میں بہت زیادہ ہیں۔ جہاد کے فرضِ کفایہ ہونے کی دلائل بہت ہیں، فی الحال بخاری کی مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ ہو:

عن ابی هریرة : قال رسول الله ﷺ : من آمن بالله و برسوله وأقام الصلوة و صام رمضان كان حقا على الله أن يُدخله الجنة جاهد في سبيل الله أو جلس في أرضه التي ولد فيها قالوا: يارسول الله، أفلانبشر الناس، قال: إن في الجنة مائة درجة أعدها الله للمجاهدين في سبيل الله..... الحديث

ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاکر نماز، روزے کا اہتمام کرے اللہ پر یہ لازم ہے کہ اسے جنت میں داخل کردے خواہ وہ اللہ کے رستہ میں جہاد کرتا ہو یا اسی زمین پر بیٹھا رہے جہاں پیدا ہوا۔ صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کی، اے رسول اللہ ﷺ، کیا اس کی بشارت ہم عام لوگوں کو دے دیں تو آپ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے صرف مجاہدین کے لئے تیار کیے ہیں۔ الخ

جہاد کی ترغیب و فضیلت مسلمہ امر ہے لیکن جاهد في سبيل الله أو جلس في أرضه التي ولد فيها کے الفاظ واضح دلیل ہیں کہ جہاد ہر شخص پر بعینہ فرض نہیں ہے بلکہ فرضِ کفایہ ہے یعنی مسلمانوں کی جماعت میں سے وافر تعداد کا نکلنا کافی ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی یہ صراحت موجود ہے: ﴿ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴾ (التوبہ: ۱۲۲)

سارے ایمان والے ہی لڑائی کے لئے نہ نکل پڑیں بلکہ ہر حلقے میں سے کچھ لوگ دین کی گہری سمجھ حاصل کرنے بھی نکلیں تاکہ وہ مجاہدین سمیت اپنی قوم کو واپسی کے وقت محتاط رکھنے کے لئے اللہ سے ڈراتے رہیں۔

واضح رہے کہ نفیرِ عام اور فرضِ کفایہ میں فرق بھی ہے۔ نفیرِ عام میں ہر قابل شخص کا لڑائی کے لئے نکلنا ضروری ہوتا ہے جبکہ فرضِ کفایہ میں ایک وافر تعداد جنگ کیلئے کافی ہوتی ہے اگرچہ یہ مغالطہ بھی دور ہو جانا چاہئے کہ جو کام (مثلاً تعلیم و معلم، دعوت و ارشاد اور جہاد و قتال) فرضِ کفایہ ہیں، انہیں جماعت پر فرض قرار دینے کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں تمام چیزوں کی اپنے اپنے محل میں اہمیت ہے لہٰذا اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق تمام امور انجام پانے چاہئیں اور جماعتی تنظیم و رابطہ کی وجہ سے یہ سب کام ایک دوسرے کی تقویت کا باعث بھی بنیں گے۔ جو لوگ جہاد و قتال کے نعروں سے علم و تحقیق کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوصلہ شکنی کرتے ہیں وہ فکری لغزش کا شکار ہیں۔

فقہی زبان میں آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ نماز نہ صرف مناسکِ شریعت سے ہے بلکہ ارکان اسلام خمسہ کی دوسری بڑی کڑی ہے جبکہ جہاد مناسکِ شریعت سے نہیں ہے بلکہ مناہجِ شریعت سے ہے۔ مناہجِ شریعت کو مناسکِ شریعت پر قیاس کرنا ہی غلطی ہے۔

سوال: جہاد و قتال کیلئے تنظیم و جماعت ضروری نہیں ہے، صلح حدیبیہ کے بعد ابو بصیر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں رسول ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا تو قریش نے صلح کے معاہدہ کے مطابق دو آدمی اسے حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ بھیجے تھے جس پر رسول اللہ ﷺ نے ابو بصیر کو واپس کر دیا تھا چنانچہ ابو بصیر نے رستہ میں دھوکہ دے کر دونوں میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرا بھاگ گیا پھر ابو بصیر حرمین کے بجائے ساحل سمندر پر چلا گیا اور وہاں اسے ابو جندل وغیرہ بھی جا ملے جنہوں نے کافروں کے تجارتی قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔

جواب: جہاد و قتال غلبۂ اسلام کی منظم مساعی کا نام ہے۔ جہاد کا اسلامی مفہوم نظر انداز کرنے کی وجہ سے ہی یہ مغالطہ پیدا ہوا ہے۔ علماء "جہاد" سے امتیاز ظاہر کرنے کے لئے ابو بصیرؓ وغیرہ کی کاروائی کو "مشاغبہ" کا نام دیتے ہیں جس کا معنی لڑائی جھگڑا ہے۔ ابو بصیر کا مدینہ منورہ آنے والے دو آدمیوں میں سے ایک کو قتل کرنا "مُشَاغَبَۃ" کی قسم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے دوبارہ مدینہ منورہ آن کر یہ واضح کیا تھا کہ اس کا تو کوئی معاہدہ ان اشخاص سے نہیں تھا چونکہ رسول ﷺ کا معاہدۂ حدیبیہ موجود تھا اس لئے آپ ﷺ اسے پناہ نہ دے سکے، اس وقت ابو بصیر مسلمانوں کی جماعت کا ایک فرد بھی نہ تھا ورنہ وہ بھی صلح حدیبیہ کا پابند ہوتا لہٰذا اس کی کاروائی کو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جہاد کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ ایسے اشخاص کیلئے اسلامی احکام دوسرے ہیں۔ البتہ اگر اسے جان و مال کے دفاع کی صورت مان لیا جائے کہ یہ کاروائی اس نے کافروں کے ظلم سے خود کو بچانے کے لئے کی تھی جس میں دفاع وہ قاتل بن کر بعد میں خود کو بچانے کے لئے دوسروں کے ساتھ جتھہ بندی پر مجبور ہوئے چنانچہ ایسی خاص صورت میں بھی جماعت کی ضرورت نہیں رہتی لیکن اس مخصوص صورت کو جہادِ طلب اور جہادِ دفاع کی عام صورتوں کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ دراصل یہ مغالطہ اس لئے پیدا ہوا کہ اول تو جہاد کو صرف قتال میں محدود کر دیا گیا پھر مسلمانوں کے ہر لڑائی جھگڑے کو جہاد و قتال سمجھ لیا گیا۔

سوال: جہادِ افغانستان میں شریک ہونے والے اب جہاد کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

جواب: جہاد کو منظم کرنے اور متحد ہو کر مساعی بروئے کار لانے کی تجویز کو "جہاد" کی مخالفت قرار دینا زیادتی ہے۔ بعض جوشیلے نوجوانوں کو یہی مغالطہ ساحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز مفتی اعظم سعودی

محدث دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب اور محدثِ عصر شیخ ناصر الدین البانی حفظہما اللہ کے فتوؤں سے بھی ہوا ہے، حالانکہ افغانستان وغیرہ کے جہاد کو وہ "اسلامی جہاد" قرار دے چکے ہیں اور اس کے بعد افغان نولیوں کے انتشار کی وجہ سے وہ امیر و تنظیم پر زور دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ افغانستان کا جہاد دفاعی تھا اور یہی صورت حال بوسنیا اور کشمیر وغیرہ میں بھی ہے۔ لہٰذا ان میں سب مسلمانوں کو دامے درمے سخنے شریک ہونا چاہئے۔ لیکن جس طرح جہاد میں شرکت کے لئے یہ حدیث (۷) دلیل ہے کہ "مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں کہ ایک حصہ کے دکھ میں باقی اعضا بخار اور بیداری کی صورت شریک ہوتے ہیں"۔ اسی طرح جہاد کو منظم کرنے اور متحدہ ہونے کی بھی یہی دلیل ہے کہ جسم کسی منتشر شے کا نام نہیں بلکہ مرض اگر اضمحلال کی صورت کا نام ہے تو انتشارِ نظم ہی موت کا پیغام ہوتا ہے۔

سوال جہاد کے لئے ماں باپ کی اجازت کی ضرورت ہے نہ امیر کی، خلفائے راشدین کے دور میں مثنیٰ بن حارثہ نے ابوبکر صدیقؓ کی اجازت کے بغیر ہی فارس میں جہاد شروع کر دیا تھا۔

جواب اسلام کے بارے میں انتہا پسندانہ نقطۂ نظر ہی مخالفین کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو دہشت گردی کے طعن دیں حالانکہ اسلام نظم و نسق کی اتنی اہمیت پر زور دیتا ہے کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عام حالات کے علاوہ ہنگامی حالات میں بھی اسلام آداب و ضوابط کی شدت سے پابندی کا اہتمام کرتا ہے جبکہ دنیا کے دیگر نظاموں میں نظریۂ ضرورت اور ہنگامی حالات تمام قوانین اور دعوؤں کا تیا پانچا کر دیتے ہیں۔ مغرب نے انسان کے بنیادی حقوق کا اتنا پروپیگنڈا کیا ہے کہ الہامی مذاہب کی تعلیمات کو انسانی پاؤں کی بیڑیاں بنا کر پیش کرنے میں غلطاں ہے۔ لیکن خود طاقت کے نشے میں مخمور سیاست دانوں کے لئے نظریۂ ضرورت کے نام پر انسان کے بنیادی حقوق کو جوتی کی نوک پر رکھ کر ٹھکرا دیتا ہے۔ اسی طرح من مانی کے لئے ہنگامی حالات کا ہوا کھڑا کر کے تمام قوانین کی دھجیاں بکھیرنے سے بھی نہیں چوکتا۔ اس کے بالمقابل اسلام اس قدر نظم و ضبط کا قائل ہے کہ ہنگامی حالات کے لئے بھی بھرپور ضابطہ بندی کی تلقین کرتا ہے۔ قواعدِ فقہیہ میں اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ مجبوریاں، ممنوعات کے لئے گنجائش پیدا کرتی ہیں۔ کے ساتھ "اَلضَّرُوْرَاتُ تُقَدَّرُ بِقَدْرِهَا" وغیرہ ضوابط (Legal Maxims) اسی غرض سے رکھے گئے ہیں کہ انسان ہنگامی حالات میں بھی بے قاعدہ نہ ہو۔ یہ ضوابط قرآن کریم کی آیت ﴿ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ ﴾ سے مستنبط ہیں کہ مجبوری کی حالت میں بھی انسان حرام کی طلب اور حاجت کی حد سے تجاوز نہ کرے۔

بہرحال جہاد کے بارے میں ماں باپ کی اجازت کی ضرورت کیلئے امام بخاری کی تبویب اور فرمان رسول ﷺ کی دلیل ملاحظہ کریں: باب "الجهاد باذن الابوين" (جہاد والدین کی اجازت سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا چاہیے) کے تحت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی حدیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جو یوں ہے:

جاء رجل الی النبی ﷺ فاستأذنہ فی الجهاد فقال أحی والداک؟ قال نعم قال ففیهما فجاهد

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کے بارے میں خواہش کا اظہار کرتا ہے تو آپ نے پوچھا کہ تیرے ماں باپ زندہ ہیں جس کا جواب اس نے ہاں میں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو ان کی خدمت میں رہ کر ہی جہاد کر!

اس سے اگلے باب میں امام بخاریؒ نے ایک دوسرے شخص کے بارے میں رسول ﷺ کا ارشاد ذکر کیا ہے جسے مجاہدین میں نامزد کر دیا گیا تھا لیکن جب معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حج کے لئے تیار ہے تو آپ نے اسے جہاد کے بجائے بیوی کے ہمراہ حج کی ہدایت فرمائی حالانکہ نامزدگی کے بعد جہاد فرض عین ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود حکم میں تبدیلی فرما دی۔

باقی رہا جہاد و قتال کا مسئلہ اس میں تو نظم و نسق مثالی ہونا چاہئے۔ دنیا میں فوج کا اعلیٰ نظم و نسق بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ مغالطہ پیش کرنا کہ ماتحت حکام خلیفہ کی اجازت کے بغیر ہی جہاد جیسے اہم امور میں کود جاتے تھے، بڑی زیادتی ہے۔ قرآن کریم کی سورۂ نور کی مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ کریں:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ﴾ ..... (النور: ۶۲)

بس مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور (جب اسلام اور مسلمانوں کے) جامع کام کے لئے رسولؐ کے ہمراہ ہوتے ہیں تو اجازت لیے بغیر نہیں جاتے۔

آیت بالا جس طرح اجتماعی امور میں رسولؐ (جو سیاسی حکمران بھی تھے) کی اجازت ..... پر زور دیتی ہے۔ جن میں جہاد جیسا اہم امر بھی شامل ہے چنانچہ اس میں شرکت اسی طرح اجازت کی محتاج ہے جس طرح مسلمانوں کی صفوں میں شریک ہو کر رخصت کے لئے اجازت ضروری ہے۔ آیت مذکورہ سے ماتحتوں کیلئے خلیفہ کی اجازت بطور "دلالۃ النص" ثابت ہے۔ تاریخ و حدیث میں ایسے ہنگامی واقعات جن میں خلیفہ وقت کی فوری اجازت کے بغیر سپہ سالار بن جانا یا کسی کو معزول کر دینا ظاہر ہوتا ہے ان کو نظم و نسق سے فرار کی بجائے نظم و نسق کا ایک تقاضا ہی سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح جو لوگ جہاد ہی کی غرض سے بھیجے جاتے ہیں انہیں ہر حملہ کے لئے نئے اجازت نامہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کے بارے میں اول یہ واضح رہے کہ یہ واقعہ تاریخی ہے جس سے مسائل شرعی کا استنباط درست نہیں تاہم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت حال وہ نہیں جو سوال میں ظاہر کی گئی ہے بلکہ مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ عراق کی بڑی لڑائیوں کے لئے انہوں نے خود مدینہ منورہ پہنچ کر اجازت لی تھی یا حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے مثنیٰ کی شہرت سن کر کمک روانہ کی گئی تھی تاہم اس بات پر مؤرخین متفق ہیں کہ وہ قبل ازیں بحرین میں مرتدین کی سرکوبی میں علاء حضرمی کے معاون رہے تھے۔ یہی سرگرمیاں ان کی شہرت کا باعث ہوئیں۔ چونکہ بحرین میں مرتدین کو اکسانے کا معاملہ فارس کی طرف سے شروع ہوا تھا، اس لئے مثنیٰ کو مرتدین کی سرکوبی میں ہی فارس کے ماتحت علاقوں سے نبرد آزما ہونا پڑا تھا۔ لہٰذا ایسی پیش آمدہ صورت کو امیر کی اجازت کی بغیر جہاد قرار دینا غلط ہے۔ یہ واقعات حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے علاء حضرمی کو جن کے معاون مثنیٰ بن حارثہ بنے، جہاد کی غرض سے روانہ کرنے والی مہم کا حصہ تھے یہی وجہ ہے کہ انکا خمس برابر حضرت ابوبکرؓ کو بھیجا جاتا رہا۔

حواشی....

(۱) ﴿ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ ... (البقرہ: ۱۷۹)
"اے اہل بصیرت، تمہارے لئے برابر بدلہ لینے میں ہی زندگی ہے"۔

(۲) ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ﴾ ... (البقرہ: ۱۷۸)
"اے ایمان والو! تمہارے اوپر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے"۔

(۵) ﴿ انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ (التوبہ: ۴۱)
"(دشمن کے مقابلہ میں) نکل پڑو ہلکے یا بوجھل اور اللہ کے رستہ میں جان و مال کے ساتھ جہاد کرو"۔

(۴) ﴿ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۳)
"جو کوئی ناحق قتل کر دیا جائے، تو ہم نے اس کے ولی ہی کو غلبہ دیا ہے"۔

(۳) من قتل دون ماله فهو شهيد (بخاری)
"جو کوئی اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے"۔

(۶) ﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴾ (آل عمران: ۷۹)
"کسی بھی بشر کے لئے مناسب نہیں کہ اللہ اسے شریعت، حکومت اور نبوت سے سرفراز فرمائے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بندے بن جاؤ بلکہ تم سب کو رب والے ہونا چاہیے کیونکہ تم دوسروں کو شریعت سکھاتے ہو اور خود بھی پڑھتے ہو"۔

(۷) مثل المومنين في توادهم و تراحمهم و تعاطفهم كمثل الجسد الواحد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى (بخاری)
"مسلمانوں کی آپس میں دوستی، محبت اور ہمدردی کی مثال ایسے جسم کی سی ہے جس کا ایک عضو متاثر ہو جائے تو سارا جسم بیداری اور بخار کی صورت اس عضو کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات

عبدالرشید عراقی

علمائے اہلحدیث کی ماضی کی بعض علمی خدمات پر ایک نظر

ماضی میں علمائے اہلحدیث نے برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی نشرواشاعت، کتاب و سنت کی نصرت و حمایت اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ اور ادیانِ باطلہ کے خلاف جو علمی کارنامے سرانجام دیئے، وہ ہماری تاریخ اہلحدیث کا ایک روشن باب ہے، قیام پاکستان سے پہلے ہندوستان میں عیسائی، قادیانی، آریہ اور منکرین حدیث ایسے گروہ تھے جنہوں نے اسلام کے خلاف ایک محاذ قائم کیا ہوا تھا، علمائے اہلحدیث نے ان کے خلاف ہر محاذ پر مقابلہ کیا، ان سے مناظرے بھی کئے اور ان کے خلاف کتابیں بھی لکھیں، دوسری طرف علمائے اہلحدیث نے علمی و دینی اور تحقیقی خدمات بھی سرانجام دیں۔ قرآن مجید کے تراجم بھی کئے، اور تفاسیر بھی لکھیں، حدیث کی عربی اور اردو میں شرحیں لکھیں فقہ، عقائد، تاریخ اور سیرت نبوی ﷺ پر متعدد کتابیں تصنیف کیں، اس کے علاوہ علمائے اہلحدیث نے اپنے مدارس قائم کرکے کتاب و سنت کی نشرواشاعت میں ایک مثالی کارنامہ سرانجام دیا اور پورے برصغیر میں پھیل کر کتاب و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید کی۔

اس مقالہ میں علمائے اہلحدیث کی تدریسی خدمات اور ان کی تحریری علمی خدمات کا جائزہ لیا جائے گا تحریری خدمات کے سلسلہ میں تفاسیر قرآن، احادیث کی شروح و تراجم، تقلید کی تردید اور ادیان باطلہ کے خلاف ان کی علمی خدمات کا تذکرہ ہوگا..... عبدالرشید عراقی

تدریسی خدمات:

۱۲ ویں صدی ہجری میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی نشرواشاعت، کتاب و سنت کی نصرت و حمایت اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ کے سلسلہ میں حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد ۱۱۴۵ھ میں اپنی پوری زندگی صرف کردی، ان کے والد مولانا شاہ عبدالرحیم دہلوی (م ۱۱۳۱ھ) نے دہلی میں ۱۰۷۰ھ میں مدرسہ رحیمیہ قائم کیا تھا، اور ان کے انتقال کے بعد شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے اس میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے بعد ان کے چاروں صاحبزادگان (مولانا شاہ عبدالعزیز (م ۱۲۳۹ھ) مولانا شاہ عبدالقادر (م

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۳۵ھ) مولانا شاہ رفیع الدین (م ۱۲۳۹ھ) اور مولانا شاہ عبدالغنی (م ۱۲۲۷ھ) نے جاری و ساری رکھا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) کے بعد آپ کے بھتیجے مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶ھ) کے تجدیدی کارناموں نے برصغیر میں ایک انقلاب عظیم برپا کردیا، حضرت شاہ اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی بڈہانوی (م ۱۲۴۳ھ) تدریسی خدمات میں مصروف عمل تھے کہ حضرت سید احمد شہید (ش ۱۲۴۶ھ) کے زیر قیادت تحریک جہاد شروع ہوئی، مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی اور مولانا شاہ عبدالحی بڈہانوی مسند تدریس چھوڑ کر صف جہاد میں جاکھڑے ہوئے، اور آزادیٔ اسلام کے لئے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

حاصل عمر نثار سر یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

ان کے بعد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے دونوں نواسوں مولانا شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۲ھ) اور مولانا شاہ محمد یعقوب (م ۱۲۸۲ھ) نے مسند تدریس سنبھالی، ان دونوں بھائیوں کے مکہ مکرمہ ہجرت کرنے کے بعد شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) دہلی کی مسند حدیث پر متمکن ہوئے، اور ۶۲ سال تک کتاب و سنت کی تدریس و تعلیم میں مشغول رہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

"دہلی میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی کی مسند درس بچھی تھی اور جوق در جوق طالبین حدیث مشرق و مغرب سے ان کی درس گاہ کا رخ کر رہے تھے"۔

(تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۳۶)

مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

شاہ اسماعیل شہید کے اس سابقت الی الجہاد و فوز بہ شہادت کے بعد ہی دہلی میں الصدر الحمید مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب کا فیضان جاری ہوگیا، جن سے شیخ الکل میاں صاحب السید نذیر حسین محدث دہلوی مستفیض ہوکر دہلی کی مسند تحدیث پر متمکن ہوئے۔ (ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۹)

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے بلا مبالغہ ہزاروں طلباء مستفید ہوئے اور برصغیر پاک و ہند کے کونے کونے میں پھیل گئے، پورے عالم اسلام میں اس صدی کے اندر کثرت تلامذہ میں میاں صاحب کی نظیر نہیں ہے، میاں صاحب کے تلامذہ نے پورے برصغیر میں پھیل کر خدمت اسلام کا ایک میدان سنبھال لیا، اور پوری زندگی کتاب و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلع قمع کرنے میں صرف کردی۔

مولانا سید محمد نذیر حسین دہلویؒ کے تلامذہ :

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے تلامذہ نے پورے برصغیر میں کتاب و سنت کی اشاعت اور حدیث کی درس و تدریس کے سلسلہ میں دینی مدارس کا جال بچھادیا۔ میاں صاحب کے جن تلامذہ نے درس و تدریس کے ذریعہ اہل اسلام کی خدمت، کتاب و سنت کی نصرت و حمایت اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ کی، ان میں مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) مولانا محمد بشیر سہوانی (م ۱۳۲۶ھ)، مولانا عبدالوہاب ملتانی (م ۱۳۵۱ھ) مولانا عبدالجبار عمر پوری (م ۱۳۴۴ھ) مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی (م ۱۳۶۲ھ)، مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) مولانا سید امیر حسین سہوانی (م ۱۲۹۱ھ)، مولانا سید امیر احمد سہوانی (م ۱۳۰۶ھ)، مولانا سلامت اللہ، جے راج پوری (م ۱۳۲۲ھ)، مولانا عبدالرحمان مبارکپوری (م ۱۳۵۲ھ) مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م ۱۳۴۲ھ) مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ)، مولانا محمد سعید بنارسی (م ۱۳۲۲ھ)، مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) اور ان کے صاحبزدگان یعنی مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۲ھ)، مولانا سید عبدالجبار غزنوی (م۱۳۳۱ھ)، مولانا عبدالرحیم غزنوی (م ۱۳۴۲ھ) اور مولانا محمد غزنوی کے بیٹے یعنی مولانا عبدالاول غزنوی (م ۱۳۱۳ھ)، مولانا عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۳ھ) مولانا حافظ محمد لکھوی (م ۱۳۱۱ھ)، مولانا محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ)، مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ)، مولانا غلام حسن سیالکوٹی (م ۱۳۳۱ھ)، مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ)، مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ) وغیرہم تھے۔ جنہوں نے ساری زندگی حدیث پڑھنا اور پڑھانا مشغلہ رکھا۔

دور ثانی :

حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کے ان تلامذہ کے بعد جن علمائے اہلحدیث نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا، ان میں مولانا عبدالسلام بستوی (م ۱۳۹۴ھ)، مولانا عطاء اللہ لکھوی (م ۱۳۹۰ھ) مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی (م ۱۳۸۳ھ)، مولانا محمد اسماعیل السلفی (م ۱۳۸۷ھ)، مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ)، مولانا ابوالبرکات احمد صاحب مدراسی (م ۱۴۱۱ھ) مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م ۱۴۰۸ھ) اور مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری (م ۱۴۱۴ھ) وغیرہم تھے، ان حضرات کی بھی ساری زندگی حدیث کی درس و تدریس میں صرف ہوئی۔

تبلیغ کے ذریعہ :

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے اہلحدیث میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جس نے دعوت و تبلیغ کے ذریعہ تحریک اصلاح و تجدید کی آبیاری کی اور پورے برصغیر کو اپنی تگ و تاز کا مرکز بنایا اور کتاب سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کا قلع قمع کرنے میں اپنی پوری کوشش صرف کردی، ان میں سرفہرست مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ)، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ) مولانا سلامت اللہ جے راج پوری (م ۱۳۲۲ھ) مولانا عبدالغفار مہدانوی (م ۱۳۱۵ھ)، مولانا عبدالرحیم بنگالی (م ۱۳۸۰ھ)، مولانا عین الحق پھلواروی (م ۱۳۳۳ھ)، مولانا غلام رسول قلعوی (م ۱۲۹۱ھ) مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ)، مولانا نذر حسین گھرجاکھی (م ۱۳۷۱ھ)، مولانا میر محمد بھانبڑی (م ۱۳۷۷ھ) مولانا حبیب الرحمان یزدانی (م ۱۴۰۸ھ) اور حافظ احسان الٰہی ظہیر (م ۱۴۰۸ھ) شامل ہیں۔

دور حاضر میں مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا عبدالعلیم یزدانی، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا عبدالرحمان عتیق وزیر آبادی، مولانا خالد کھرجاکھی، اور مولانا محمد مدنی (جہلم) ہیں جن کا دن رات کا مشغلہ کتاب و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید و استیصال ہے۔

چند مشہور دینی مدارس کا تعارف:

علمائے اہلحدیث نے دینی تعلیم کے فروغ کے لئے دینی مدارس قائم کئے، حضرت میاں صاحب کے تلامذہ میں مولانا محمد لکھوی (م ۱۳۱۲ھ) نے لکھو کے ضلع فیروز پور میں مدرسہ محمدیہ قائم کیا، یہ مدرسہ پنجاب میں اولین ادارہ علم و عمل تھا اس خاندان کے تمام افراد ہر عہد میں آفتاب علم و ماہ تاب عمل تھے، مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) نے امرتسر میں مدرسہ غزنویہ کی بنیاد رکھی، اس مدرسہ سے اہل پنجاب کو بہت دینی فائدہ پہنچا، ان کے عہد میں مشہور اور پہلا مدرسہ لکھنؤ کے ضلع فیروز پور میں تھا مگر مدرسہ غزنویہ امرتسر علمی و روحانی دونوں برکتوں کا حامل تھا۔

مولانا عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) نے مدرسہ غزنویہ کا نام "تقویۃ الاسلام" رکھا اس مدرسہ میں خود مولانا عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) مولانا عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۳ھ) اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی (م ۱۳۸۳ھ) وغیرہم نے تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ) نے وزیر آباد میں "دارالحدیث" کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی، آپ نے اپنی زندگی میں ۸۰ مرتبہ صحاح ستہ کا درس دیا، آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری صاحب تفسیر القرآن بکلام الرحمان (م ۱۳۶۸ھ)، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب تفسیر واضح البیان (م ۱۳۷۵ھ)، مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۹۰ھ)، مولانا عبدالقادر لکھوی (م ۱۳۴۳ھ)، مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) اور مولانا محمد اسماعیل سلفی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(م ۱۳۸۷ھ)، مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ) جبکہ مولانا عبدالحمید سوہدروی (۱۳۳۰ھ) نے سوہدرہ میں "مدرسہ حمیدیہ" کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی، اس دینی مدرسہ سے مولوی مراد علی کٹھوروی سوہدروی صاحب ارشاد السنۃ" (م ۱۳۸۸ھ) مولوی ہدایت اللہ سوہدروی مؤلف تاریخ گکھڑ زئی (م ۱۳۸۷ھ) اور مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی مؤلف تراجم علمائے حدیث ہند (م ۱۳۸۶ھ) فارغ التحصیل ہوئے۔

دہلی میں مولانا محمد بشیر سہوانی (۱۳۲۶ھ) کے مشورہ سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی، یہ مدرسہ "مدرسہ علی جان" کے نام سے مشہور ہوا۔ حاجی عبدالغفار بن حاجی علی جان نے اس مدرسہ کی تاسیس اور ترقی میں بہت محنت کی۔

اس مدرسہ میں مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۲۳۷ھ)، مولانا محمد بشیر سہوانی (م ۱۳۲۶ھ) مولانا احمد اللہ دہلوی (م ۱۳۶۴ھ) مولانا عبدالسلام بستوی (م ۱۳۹۴ھ) وغیرہم نے تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

۱۳۲۹ھ میں حاجی عبدالرحمان و شیخ عطاء الرحمان (دونوں بھائیوں) نے دہلی میں دارالحدیث رحمانیہ کی بنیاد رکھی، یہ مدرسہ اہلحدیث جماعت کا ایک بڑا مدرسہ تھا۔ مولانا احمد اللہ دہلوی (م ۱۳۶۴ھ) مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری (م ۱۴۱۴ھ)، مولانا نذیر احمد دہلوی (م ۱۳۸۵ھ) وغیرہم نے یہاں تدریسی خدمات سرانجام دیں، مولانا عبدالغفار حسن اور مولانا عبدالرؤف رحمانی وغیرہم اسی دارالحدیث رحمانیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔

۱۲۹۷ھ میں مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ) نے آرہ صوبہ بہار میں مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی، یہ مدرسہ اپنے عہد میں اہلحدیث بہار کی یونیورسٹی تھی جس میں تمام حصص ملک کے طلباء حاضر رہے، مولانا آروی نے اس مدرسہ میں قدیم و جدید دونوں حلقوں کے علماء اہلِ علم کو جمع کیا۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ

> "مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی درس گاہ سے مستفیض ہونے والے ایک مولانا محمد ابراہیم آروی تھے، جنہوں نے سب سے پہلے عربی تعلیم اور عربی مدارس میں اصلاح کا خیال قائم کیا، اور مدرسہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ (تراجم علمائے حدیث ہند، ج ۱ ص ۳۶)

اس مدرسہ میں وقتاً فوقتاً مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ) مولانا محمد سعید بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) مولانا عبدالعزیز رونوی اعظم گڑھی (م ۱۳۳۱ھ)، مولانا عبدالقادر مئوی (م ۱۳۳۱ھ) مولانا سید نذیر الدین احمد بنارسی (م ۱۳۵۲ھ)، اور مولانا حافظ عبداللہ غازیپوری (م ۱۳۳۷ھ) نے تدریسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمات سرانجام دیں، اس مدرسہ سے بے شمار علمائے اہلحدیث نے تعلیم حاصل کی، مشہور علمائے کرام یہ ہیں:

مولانا شاہ عین الحق پھلواروی (م ۱۳۳۳ھ) مولانا عبدالسلام مبارکپوری صاحب سیرۃ البخاری (م ۱۳۴۲ھ)، اور مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی (م ۱۳۵۲ھ)

عمر آباد، مدراس میں حاجی محمد عمر (م ۱۳۶۵ھ) نے جامعہ عربیہ دارالسلام کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی، یہ مدرسہ اہل حدیث مدراس کی یونیورسٹی تھی، مدت تعلیم ۹ سال تھی، درس نظامی کے ساتھ میٹرک تک انگریزی تعلیم بھی دی جاتی تھی اس مدرسہ کے تمام مصارف حاجی محمد عمر (م ۱۳۶۵ھ) کے صاحبزادہ حاجی کاکا محمد اسماعیل بن حاجی محمد عمر ادا کرتے تھے۔

مدراس میں دوسرا دینی مدرسہ "احیاء الاسلام" کے نام سے مولانا فقیراللہ مدراسی (م ۱۳۴۱ھ) نے قائم کیا، مولانا فقیراللہ (م ۱۳۴۱ھ) استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان (م ۱۳۴۴ھ) اور شیخ الکل مولانا محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے مستفیض تھے، تبلیغ دین اسلام اور کتاب و سنت کی نشرواشاعت کے لئے مدراس تشریف لے گئے، اور اپنی ساری زندگی اسلام کی نشرواشاعت میں کھپا دی۔

تقسیم ملک کے بعد:

تقسیم ملک کے بعد اس وقت ہندوستان میں اہلحدیث کا سب سے بڑا دینی مدرسہ جامعہ سلفیہ بنارس ہے یہ مدرسہ ہندوستان میں اسلام کی نشرواشاعت اور کتاب و سنت کی نصرت و حمایت اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں مصروف عمل ہے، اس مدرسہ نے خاص طور پر حدیث کی نشرواشاعت کے لئے ایک شعبہ تصنیف و تالیف کا قائم کیا ہوا ہے جس نے آج تک تقریباً ۱۵۰ کے قریب دینی، علمی و تحقیقی کتابیں شائع کی ہیں، مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری (م ۱۴۱۴ھ) کی شرح "مرعاۃ المفاتیح فی شرح لمشکوۃ المصابیح" کی ۹ جلدیں شائع کی ہیں، جامعہ سلفیہ بنارس ایک ماہوار رسالہ "محدث" کے نام سے شائع کرتا ہے، جس کا شمار بھارت کے چوٹی کے رسائل میں ہوتا ہے۔

پاکستان میں اس وقت اہل حدیث کے جو دینی مدارس کتاب و سنت کی نشرواشاعت میں مصروف عمل ہیں ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں۔ تقویۃ الاسلام لاہور، جامعہ محمدیہ اوکاڑہ، جامعہ ستاریہ کراچی، جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور، جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ، جامعہ لاہور الاسلامیہ لاہور از حافظ عبدالرحمان مدنی لاہور، اور الجامعۃ الاثریہ جہلم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان مدارس کے علاوہ سینکڑوں ایسے جامعات اور مدارس ہیں جہاں اعلیٰ دینی تعلیم کا انتظام ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ان کی فہرست پیش کرنا طوالت کا موجب ہوگا، تمام اہل حدیث مدارس کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ وہاں قرآن و حدیث کی تعلیم ہر درجہ اور جماعت کے لئے لازمی ہے۔ پورا قرآن مجید ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے جبکہ پورے صحاح ستہ کی تدریس لازمی ہے، نیز فقہ حدیث کے ساتھ حنفی و مالکی اور تقابلی فقہ بھی پڑھائی جاتی ہے، دیگر علوم جدیدہ و قدیمہ اور انگریزی اور قومی زبانوں پر بھی کماحقہ توجہ دی جاتی ہے تاکہ طلباء فراغت کے بعد کتاب و سنت کی نشرواشاعت کا کام پورے احساس ذمہ داری اور علمی لیاقت کے ساتھ کریں۔

علمی و تصنیفی خدمات :

علمائے اہلحدیث نے علمی و تصنیفی کام کے سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں، وہ تاریخ اہلحدیث کا ایک زریں باب ہے، علمائے اہلحدیث نے علوم اسلامیہ کے ہر موضوع پر قلم اٹھایا۔ (اگر ہر موضوع کا جائزہ لیا جائے تو مقالہ طوالت کا موجب ہوگا) مگر میں یہاں علم تفسیر، حدیث و اصول حدیث، کتب جدل و مناظرہ، و کتب سیر و تاریخ کا تذکرہ کروں گا۔

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے تلامذہ کی علمی خدمات کا جائزہ لینے سے پیشتر محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) کا جائزہ لینا ضروری ہے، کیونکہ ان ہر دو حضرات کا زمانہ ایک ہی ہے۔ حضرت نواب صاحب مرحوم حضرت میاں صاحب سے ۱۳ سال قبل راہی ملک عدم ہوئے۔

مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ :

مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶ھ) کے بعد محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) نے برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی نشرواشاعت، کتاب و سنت کی نصرت و حمایت اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، وہ تاریخ اہلحدیث کا ایک درخشندہ باب ہے، بھوپال ایک زمانہ تک علمائے اہلحدیث کا مرکز رہا ہے۔ قنوج، سھسوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہل علم بھوپال میں مقیم تھے، اور تصنیف و تالیف میں مشغول تھے۔ علامہ حسین بن محسن الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) ان سب کے سرخیل تھے۔ حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور نے مختلف موضوعات پر عربی، فارسی، اور اردو میں ۲۲۲ کتابیں (بحوالہ تراجم علمائے حدیث ہند، مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی) اور ۳۹۵ کتب (بحوالہ جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات مولوی محمد مستقیم سلفی) لکھیں۔

حضرت نواب صاحب نے تفسیر قرآن میں عربی میں "فتح البیان فی مقاصد القرآن" ۷ جلدوں میں لکھی۔ اردو میں ایک تفسیر بنام "ترجمان القرآن" ۱۶ جلدوں میں مرتب کی، جس کو جدید اردو قالب میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈھال کر مجلہ "محدث" لاہور قسط وار شائع کر رہا ہے۔ اصول تفسیر میں الاکسیر فی اصول التفسیر (فارسی میں) لکھی، حدیث میں بلوغ المرام کی تین شرحیں الروض البسام وفتح العلوم عربی اور مسک الختام فارسی میں لکھیں، الجامع الصحیح للبخاری کی شرح بنام عون الباری اور صحیح مسلم کی شرح "السراج الوہاج" کے نام سے لکھیں، عقائد میں حجج الکرامہ فی آثار القیامہ (فارسی) اور حصول المامول من علم الاصول (عربی) لکھیں۔ فقہ میں ظفر اللاضی بما یجب فی القضاء علی القاضی (عربی) اور فارسی میں اور "بدرو الاھلۃ من ربط المسائل بالادلۃ" لکھیں، تقلید کی تردید میں عربی میں "الاقلید لادلۃ الاجتہاد والتقلید" اور فارسی میں "ھدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل" لکھی اور اردو میں "دعوۃ الداج الی ایثار الاتباع علی الابتداع" لکھی۔ سیاست کے موضوع پر بزبان عربی "اکلیل الکرامۃ فی تبیان مقاصد الامامۃ" لکھی، اسی طرح فارسی زبان میں رجال حدیث میں نہایت جامع کتاب، "اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء والمحدثین" مرتب فرمائی، تاریخ و سیر میں "تقصار جیو الاحرار من تذکار جنود الابرار" (فارسی) "التاج المکلل من جواھر مآثر طراز الاخرۃ والاول (عربی) لکھی اور صحاح ستہ کے فوائد پر "الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ" کتاب لکھی، تصوف کے موضوع پر "ریاض المرتاض" و "عیاض العریاض" (فارسی) لکھی، توحید کے موضوع پر "الدین الخالص" ۲ جلدوں میں مرتب فرمائی۔ حضرت نواب صاحبؒ کی ایک ابجد العلوم (عربی) ہے یہ کتاب جملہ علوم اسلامیہ کا دائرۃ المعارف ہے۔

تفاسیر قرآن مجید:

مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۳ھ) نے تفسیر جامع البیان عربی کا حاشیہ لکھا، مولانا احمد حسن دہلویؒ (م ۱۳۳۸ھ) قرآن مجید کا حاشیہ بنام "احسن الفوائد" مرتب فرمایا، اور اس کے ساتھ ۷ جلدوں میں تفسیر "احسن التفاسیر" بھی لکھی۔ حاشیہ "احسن الفوائد" حدیث و آثار سے مستفاد ہے۔

مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ) نے "تفسیر خلیلی" کے نام سے تفسیر لکھنی شروع کی مگر ۴ جلدیں ہی لکھ سکے تھے کہ ان کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ یہ تفسیر سورہ فاتحہ پارہ اول، پارہ دوم اور پارہ ۲۹، ۳۰ پر مشتمل ہے، نیز تفسیر ابن کثیر کا بھی ترجمہ شروع کیا تھا، مگر مکمل نہ کرسکے، مولانا حافظ محمد لکھوی (م ۱۳۱۲ھ) نے بزبان پنجابی "تفسیر محمدی" لکھی اور یہ تفسیر ۱۵ جلدوں میں ہے۔

مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری (م ۱۳۴۹ھ) نے "الجمال والکمال" تفسیر سورۂ یوسف مرتب فرمائی۔

مولانا محمد بن ابراہیم میمن جونا گڑھی (م ۱۲۶۰ھ) نے بنام "تفسیر محمدی" ترجمہ تفسیر ابن کثیر اور "تفسیر سورۂ فاتحہ" لکھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا وحید الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۳۸ھ) نے "تبویب القرآن لضبط مضامین الفرقان" کے نام سے ایک کتاب مرتب کی۔ اس کتاب کے دو کالم ہیں، ایک میں آیات، دوسرے میں ان کا ترجمہ درج ہے، اور نیچے حواشی درج ہیں۔ مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے بزبان عربی "تفسیر القرآن بکلام الرحمان"، "بیان الفرقان علی علم البیان" (عربی) اور اردو میں "تفسیر ثنائی" ۸ جلدوں میں لکھیں، اور ان تفاسیر کا مقدمہ اردو میں بنام "مقدمہ تفسیر آیات متشابہات" لکھا۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے سورہ فاتحہ کی الہدیٰ تفسیر بنام "واضح البیان"، تفسیر سورۂ کہف، "عرائس البیان فی تفسیر سورۃ الرحمان"، "نجم اللہ فی تفسیر سورۃ النجم"، الانوار الساطعۃ فی تفسیر سورۃ الواقعۃ "الدر النظیم فی تفسیر بعض سور القرآن العظیم" (اس میں ۱۳ سورتیں شامل ہیں) اور تفسیر "تبصیر الرحمان پارہ اول، دوم اور سوم" لکھی۔

مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ) "ترجمان القرآن" کے نام سے ۲ جلدوں میں تفسیر لکھی، جو صرف "سورۃ المؤمنون" تک ہے، اور سورہ فاتحہ کی تفسیر کا نام "ام الکتاب" ہے، "ام الکتاب" میں مولانا آزاد نے ہر ہر لفظ کی لغوی تشریح کی ہے اور اس کے حقیقی مفہوم کو واضح کیا ہے۔

مولانا رحیم بخش دہلوی (م ۱۳۱۴ھ) نے قرآن مجید کی تفسیر "اعظم التفاسیر" لکھی، نیز اس کے حاشیہ پر علامہ فیضیؒ کی "سواطع الالہام" بھی شائع ہوئی، یہ تفسیر مختصر ہونے کے باوجود بڑی محققانہ ہے۔

مولانا خواجہ عبدالحی فاروقی (م ۱۳۸۰ھ) نے "الخلافۃ الکبریٰ تفسیر سورۃ بقرۃ"، بیان تفسیر سورۃ آل عمران، "صراط مستقیم تفسیر سورۃ انفال"، "سبیل الرشاد تفسیر سورۃ حجرات"، "عبرت تفسیر سورۃ یوسف" "برہان تفسیر سورۂ نور، اور تفسیر "پارہ عم (۳۰)" لکھیں۔

مولانا محمد داؤد راغب رحمانی (م ۱۳۹۷ھ) نے "تفسیر ابن کثیر" کا اردو میں ترجمہ کیا مگر یہ ترجمہ شائع نہیں ہو سکا۔ مولانا محمد حنیف ندوی (م ۱۴۰۸ھ) نے "سراج البیان" کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی، یہ تفسیر مختصر مگر جامع اور محققانہ ہے۔

مولانا حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) نے "درایت تفسیری" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی جامع اور محققانہ کتاب ہے۔

مولانا محمد علی قصوری ایم اے، (م ۱۳۷۵ھ) نے "قرآنی دعوت انقلاب" کے نام سے سورۃ العصر، الھمزۃ، القریش، الماعون اور الکوثر کی تفسیر لکھی۔

حدیث و متعلقات حدیث:

علمائے اہلحدیث نے حدیث اور متعلقات حدیث پر جو گراں قدر علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دی ہیں، ان کا احاطہ ... علمائے اہلحدیث کے

محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی تبحر کا بھی اعتراف کیا ہے چنانچہ علامہ رشید رضا مصری (م ۱۳۵۴ھ) لکھتے ہیں۔

ولولا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث في هذا العصر لقضي عليها بالزوال من امصار الشرق فقد ضعفت في مصر والشام و العراق والحجاز منذ القرن العاشر حتى بلغت منتهى الضعف في اوائل القرن الرابع عشر"

(مقدمہ مفتاح کنوز السنۃ)

علمائے اہلحدیث نے حدیث و متعلقات حدیث پر عربی، فارسی، اور اردو میں جو گراں قدر علمی و تحقیقی کتابیں لکھیں ان کی اہمیت آج بھی مسلم ہے، ذیل میں چند مشہور علمائے اہلحدیث کے علمی کارناموں کی مختصر اجھلک پیش کی جاتی ہے۔

——— مولانا سخاوت علی جون پوری ۱۲۷۴ء نے ۵۲۶ صفحات میں "القویم فی احادیث النبی الکریم" (اردو) لکھی، اس کتاب میں احادیث کا انتخاب "صحاح ستہ" سے کیا گیا ہے اور بین السطور ترجمہ بھی کیا گیا ہے اور حاشیہ پر مختصر فوائد ذکر کئے گئے ہیں۔

——— مولانا احمد حسن عرشی (۱۲۷۷ھ) نے بلوغ المرام کی شرح (عربی) لکھی

——— مولانا عبدالتواب محدث ملتانی (م ۱۳۶۶ھ) نے حدیث و متعلقات حدیث پر جو کتابیں مرتب کیں، ان کی تفصیل یہ ہے۔

"ترجمہ صحیح بخاری اردو (۸ پارے)، ترجمہ و تشریح بلوغ المرام (اردو) تعلیق حاشیہ صحیح مسلم "ابوالحسن سندھی (عربی) "تحفۃ الودود حاشیہ سنن ابی داؤد" (عربی) "تعلیق مشکوۃ المصابیح" (عربی) "تعلیق مصنف ابن ابی شیبہ" (عربی) "تعلیق عون المعبود شرح ابی داؤد (عربی)

——— مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) نے خدمت حدیث میں جو کتابیں لکھیں ان کی تفصیل یہ ہے:

"تخریج آیات الجامع الصحیح" للبخاری (عربی) "شرح سنن ابن ماجہ (عربی) "تکملہ تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ" (عربی) اور "نصب الرایہ فی تخریج الہدایہ" (عربی)

مولانا رفیع الدین شکرانوی (م ۱۳۷۷ھ) نے سنن ابی داؤد کا حاشیہ عربی بنام "رحمت الودود علی رجال سنن ابی داؤد" مرتب فرمایا۔

——— مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ) نے "تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ" (عربی) نصف اول کی شرح لکھی۔ نصف ثانی اپنی نگرانی میں مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) سے مکمل کرائی، اس کے علاوہ مولانا احمد حسن نے "بلوغ المرام" کا عربی میں حاشیہ بھی لکھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

——— مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) نے اشاعت میں جو گراں قدر علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دیں ان کی تفصیل یہ ہے:

"غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد" (عربی) (۳۲ جلد) "سنن ابی داؤد" کی شرح، "عون المعبود علی سنن ابی داؤد" (عربی) (۴ جلد) "غایۃ المقصود" کی تلخیص، "التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی" (عربی) (۲ جلد) "تعلیقات علی اسعاف المبطاء برجال الموطا" (عربی)، "تعلیقات علی سنن نسائی" (عربی) ہدیۃ اللوذعی بنکات الترمذی (عربی)، "فضل الباری شرح ثلاثیات البخاری" (عربی) "النجم الوہاج شرح مقدمۃ الصحیح لمسلم بن الحجاج" (عربی)

——— مولانا خرم علی بلہوری (م ۱۲۶۰ھ) نے علامہ رضی الدین صغانی (م ۶۵۰ھ) کی "مشارق الانوار" کا اردو میں ترجمہ کیا..... مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) نے "جامع الترمذی" کی شرح عربی "تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی" لکھی، اور اس کے ساتھ عربی زبان میں مقدمہ تحفۃ الاحوذی لکھا، یہ مقدمہ دو باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ۴۱ فصلیں ہیں جن میں عام فنون حدیث اور ائمہ حدیث کے متعلق نہایت کار آمد فوائد جمع کئے گئے ہیں "دوسرے باب میں ۷ فصلیں ہیں جن میں جامع ترمذی اور امام ترمذی کے متعلق مفید معلومات نقل کی گئی ہیں۔

مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) نے صحیح مسلم کا مقدمہ بنام "البحر الموانج فی شرح مقدمۃ صحیح مسلم بن الحجاج" بزبان عربی مرتب فرمایا، جس میں "صحیح مسلم" کے مشکل الفاظ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے، اور امام مسلم کے حالات بھی لکھے ہیں۔

——— مولانا وحید الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۳۸ھ) نے حدیث کی خدمت میں جو کتابیں مرتب فرمائیں ان کی تفصیل یہ ہے:

"تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری" (اردو) مکمل، "تسہیل القاری" ترجمہ اردو صحیح بخاری معہ شرحین "فتح الباری" و "ارشاد الباری" (قسطلانی) مع "نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار" (۵ جلد) "المعلم" ترجمہ و تشریح صحیح مسلم (اردو) "الہادی المحمود" ترجمہ سنن ابی داؤد (اردو) "روض الربی من ترجمۃ المجتبی اعنی سنن نسائی" (اردو) کشف الموطا فی ترجمۃ موطا امام مالک" (اردو) "رفع العجاجہ شرح سنن ابن ماجہ" (اردو)

ان کے علاوہ مولانا وحید الزمان نے "اصلاح الہدایہ و تصحیح الروایہ" (اردو) ۶ جلدوں میں لکھی۔ اس میں "ہدایہ" کی تمام حدیثوں کی تخریج کی ہے اور ان کی دوسری کتاب "اشراق الابصار فی تخریج احیاء نور الانوار" ہے، اس میں کتاب "نور الانوار" کی حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

——— "جامع الترمذی" کا اردو ترجمہ مولانا وحید الزمان کے بھائی مولانا بدیع الزمان (م ۱۳۰۴ھ) نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کیا، اور خود مولانا وحید الزمان نے بھی "جائزۃ الشعوذی ترجمہ جامع الترمذی" کے نام سے بھی کیا۔

——— مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۲۳۶ھ) نے "سواء الطریق" کے نام سے ۴ جلدوں میں ایک کتاب لکھی، اس کتاب میں "مشکوۃ المصابیح" سے بخاری و مسلم کی روایتوں کو الگ کرکے اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور جس حدیث کی وضاحت ضروری سمجھی ہے، حاشیہ میں اس کی تشریح کردی گئی ہے۔

——— مولانا محمد ابراہیم آروی (۱۳۲۰ھ) "طریق النجاۃ فی ترجمہ الصحاح من المشکوۃ" (اردو) ۴ جلدوں میں لکھی، اس کتاب میں ان حدیثوں کو درج کیا گیا ہے جسے بخاری و مسلم نے تخریج کیا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا آروی نے امام بخاری کی "الادب المفرد" کا بھی اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

——— مولانا حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) نے مشکوۃ المصابیح کا اردو ترجمہ کیا، جو طبع نہیں ہوسکا، اب اس کا مسودہ مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب کے پاس محفوظ ہے۔

——— مولانا عبدالسلام بستوی (م ۱۳۹۴ھ) نے خدمت حدیث میں "صحیح مسلم" کے مقدمہ کا اردو میں ترجمہ کیا اس کے علاوہ "رفع الحاجہ" کے نام سے "سنن ابن ماجہ" کا بھی ترجمہ کیا۔ اور "مشکوۃ المصابیح فی ترجمہ مشکوۃ المصابیح" کی شرح اردو میں (۱۳ جلدوں)، "انوار المصابیح" کے نام سے لکھی، اسی شرح میں لغوی تشریح بھی کی گئی ہے۔ اور ائمہ کرام کے اختلاف کو بھی واضح کیا گیا ہے، علاوہ ازیں اس شرح میں حدیث کا بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

——— مولانا محمد داؤد راز دہلوی (م ۱۴۰۲ھ) نے صحیح البخاری اور صحیح مسلم کا اردو ترجمہ کیا۔

——— مولانا محمد اسماعیل السلفی (م ۱۳۸۷ھ) نے "مشکوۃ المصابیح" کا اردو ترجمہ شروع کیا صرف ربع اول کا ترجمہ کرپائے کہ مولانا سلفی انتقال کرگئے، باقی ۳ جلدوں کا ترجمہ مولانا محمد سلیمان کیلانیؒ نے کیا ہے۔

——— مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) نے خدمت حدیث میں جو علمی و تحقیقی کارنامے سرانجام دیئے ان کی تفصیل یوں ہے:

"التعلیقات السلفیہ" کے نام سے سنن نسائی کی شرح لکھی ہے۔ اس شرح کی خوبی یہ ہے کہ اس میں مشکل الفاظ کی تشریح کی گئی ہے اور تعارض کی صورت میں تطبیق بھی دی گئی ہے۔ نیز اس کے مدلس یا ضعیف راوی کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے۔ یہ شرح عربی زبان میں ہے۔

مولانا عطاء اللہؒ نے "سنن ابی داؤد" کا حاشیہ بھی لکھنا شروع کیا تھا مگر مکمل نہ کرسکے، اس کتاب کا نام "فیض الودود تعلیق سنن ابی داؤد" (عربی) ہے۔ مولانا عطاء اللہ کا تیسرا بڑا علمی کارنامہ ہے۔ "تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ" (عربی) کی تنقیح و تخریج و تعلیق ہے، اس کتاب کی تفصیل یہ ہے کہ مولانا سید احمد حسن دہلوی مؤلف "تفسیر احسن التفاسیر" (اردو) (م ۱۳۲۸ھ) نے "مشکوۃ المصابیح" کی شرح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنام "تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ" لکھنی شروع کی اور نصف ثانی تک خود لکھی، جبکہ بقیہ نصف اپنی نگرانی میں مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) سے لکھوائی، نصف اول دو جلدوں میں دہلی سے شائع ہوئی اور بقیہ نصف "مجتبائی پریس دہلی" میں طباعت کے لئے دیدیا گیا کہ پاکستان معرض وجود میں آگیا جس وجہ سے یہ کتاب شائع نہ ہو سکی، اس کے بعد یہ مسودہ کسی طرح کراچی پہنچ گیا، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف نے کسی طرح یہ مسودہ حاصل کرلیا، مسودہ کرم خوردہ ہو چکا تھا، آپ نے سالہا سال محنت کرکے اس کو دوبارہ ایڈٹ کیا اور اس کی تیسری جلد اپنے "مکتبہ دار الدعوۃ السلفیہ" سے شائع کی، چوتھی جلد ایڈٹ کرنے سے پہلے مولانا نے انتقال کیا اور یہ جلد آپ کے شاگردان مولانا حافظ صلاح الدین یوسف اور حافظ نعیم الحق نعیم نے ایڈٹ کرکے شائع کی ہے، بلاشک مولانا عطاء اللہ حنیف کا یہ ایک بہت بڑا علمی و تحقیقی کارنامہ ہے۔

——— مولانا ابوالحسن محمد سیالکوٹی (م ۱۳۲۵ھ) نے خدمت حدیث میں "فیض الباری" کے نام سے ۳۰ جلدوں میں اردو میں صحیح بخاری کی شرح لکھی، اس کے علاوہ "مشکوۃ المصابیح" کی شرح بھی اردو میں لکھی، علاوہ ازیں "تلخیص الصحاح" کے نام سے حدیث کی مشہور کتاب "تیسیر الوصول" کی جلد پنجم و ششم کا اردو میں ترجمہ کیا۔

——— مولانا سید عبدالاول غزنوی (م ۱۳۱۳ھ) نے حدیث کی خدمت میں جو گراں قدر علمی خدمات انجام دیں، اس کی تفصیل یہ ہے۔

"الجامع الصحیح للبخاری" کا اردو میں ترجمہ "نصرۃ الباری" کے نام سے کیا۔ اور "صحیح مسلم" کا ترجمہ اردو میں "انعام المنعم ترجمۃ الصحیح لمسلم" کے نام سے کیا اور "مشکوۃ المصابیح" کا ترجمہ اردو میں ۴ جلدوں میں "بنام الرحمۃ المعداۃ الی من یرید بترجمۃ المشکوۃ" کیا، اس کتاب کی مترجم مرحوم نے مختصر شرح بھی کی ہے، اس کے علاوہ مولانا عبدالاول غزنوی نے امام نووی (م ۶۷۶ھ) کی "ریاض الصالحین" کا اردو میں ترجمہ و تشریح بھی کیا ہے۔

——— مولانا فضل حق دلاوری (م ۱۳۶۴ھ) نے "فضل الباری شرح ترجمۃ صحیح البخاری" (اردو) جامع الترمذی کا اردو ترجمہ، امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کی کتاب "الاحادیث الموضوعۃ" کا اردو ترجمہ اور ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) کی کتاب "الموضوعات" کا اردو ترجمہ کیا۔

——— مولانا عبدالوہاب دہلوی (م ۱۳۵۱ھ) نے "مشکوۃ المصابیح" کا عربی میں حاشیہ لکھا، اور ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالستار دہلوی (م ۱۳۸۶ھ) نے بخاری کا ترجمہ و شرح اردو میں بنام "نصرۃ الباری" لکھی۔

——— علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) نے "البیان المکمل فی تحقیق الشاذ والمعلل"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(عربی) لکھی، اس کتاب میں شاذ اور معلل کی تعریف میں علمائے کرام کے مابین جو اختلاف ہے، اس کو نقل کرکے اس پر محاکمہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ علامہ حسین بن محسن نے "سنن ابی داؤد" اور "سنن نسائی" پر عربی میں تعلیقات لکھی ہیں، علامہ حسین بن محسن کی ایک کتاب "التحفۃ المرضیۃ فی حل بعض المشکلات الحدیثیۃ" (عربی) بھی ہے۔

——— مولانا عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۴ھ) نے خدمت حدیث میں "مشکوۃ الانوار تسہیل مشارق الانوار" لکھی۔ اس کتاب میں فقہی ترتیب سے احادیث کو مرتب کیا گیا ہے نیز امام نووی (م ۶۷۶ھ) کی "ریاض الصالحین" کا اردو ترجمہ بھی کیا اور حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) کی "بلوغ المرام" کا بھی اردو میں ترجمہ و تشریح کی، یہ کتاب عربی متن کے ساتھ شائع ہوئی۔

——— مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ) نے خدمت حدیث میں "زبدۃ المرام شرح عمدۃ الاحکام" (اردو) میں لکھی۔

——— مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) نے "مشکوۃ المصابیح" کی شرح عربی زبان میں "کتاب العلم" تک لکھی، اس کے علاوہ "امالی علی صحیح البخاری" کے نام سے صحیح بخاری پر آپ کی تقاریر کا مجموعہ بھی ہے جو آپ کے شاگرد رشید مولانا حافظ عبدالمنان استاد حدیث جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ نے مرتب کیا ہے، اس کتاب میں آپ نے مولانا سید انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۱ھ) کی "فیض الباری" شرح صحیح البخاری پر جرح و تنقید کی ہے۔

——— مولانا محمد داؤد راغب رحمانی (م ۱۳۹۷ھ) نے خدمت حدیث میں امام عبدالسلام ابن تیمیہ (م ۶۵۲ھ) کی کتاب "منتقی الاخبار" کا اردو ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م ۱۴۰۸ھ) نے اپنے ادارہ "دارالدعوۃ السلفیہ" لاہور کے زیر اہتمام (۱۴۰۳ھ) میں ۲ جلدوں میں شائع کیا۔ اس کے علاوہ مولانا راغب مرحوم نے امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کی "نیل الاوطار" کا بھی اردو میں ترجمہ کیا ہے جو طبع نہیں ہوسکا۔

——— مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری (م ۱۴۱۴ھ) نے "مشکوۃ المصابیح" کی شرح "مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح" (عربی) ۱۰ جلدوں میں لکھی ہے اور یہ شرح "مشکوۃ المصابیح" کی جلد اول کی شرح ہے، ۹ جلدیں جامعہ سلفیہ بنارس نے شائع کی ہیں اور دسویں جلد زیر طبع ہے۔ ۹ جلدوں کی مجموعی صفحات کی تعداد ۴۸۷۸ ہے، اس شرح میں جن علمی امور پر بحث کی گئی ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) مشکوۃ کے ہر راوی کا ترجمہ (۲) تمام احادیث کی تخریج (۳) اسنادی و متنی اشکالات کا حل (۴) احادیث کی توضیح (۵) اختلاف مذاہب اور ان کے دلائل پر راجح مسلک کی وضاحت۔

——— دور حاضر کے مولانا صفی الرحمان مبارکپوری مؤلف "الرحیق المختوم" (عربی و اردو) نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت حدیث میں "بلوغ المرام مع تعلیقہ اتحاف الکرام" (عربی) ۴۶۳ صفحات میں لکھی ہے، یہ حقیقت میں حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) کی "بلوغ المرام" کا علمی و تحقیقی حاشیہ ہے۔ اس کتاب میں کتاب کے راویوں کے حالات بھی درج کئے گئے ہیں، تاریخی مقامات کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ اور فقہی مسائل کی تشریح کرتے ہوئے راجح مسلک کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے۔ یہ کتاب جامعہ سلفیہ بنارس نے ۱۳۷۴ھ میں شائع کی۔

——— مولانا عزیز زبیدی صاحب نے "جامع صحیح البخاری" کا عربی میں حاشیہ لکھا ہے اور یہ حاشیہ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) کے زیر نگرانی لکھا گیا، مولانا عزیز زبیدی "جامع الترمذی" کا بھی عربی میں حاشیہ لکھ رہے ہیں۔

——— مولانا محمد علی جانباز شیخ الحدیث جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ "سنن ابی ماجہ" کی عربی میں شرح لکھ رہے ہیں۔ یہ شرح نصف سے زیادہ لکھی جاچکی ہے۔

——— مولانا ارشاد الحق اثری استاد حدیث جامعہ اثریہ فیصل آباد نے مسند ابی یعلیٰ کی تخریج و تنقیح اور تعلیق کی ہے، یہ تعلیق ۶ جلدوں میں جدہ (سعودی عرب) سے شائع ہو چکی ہے۔

——— مولانا محمد عزیر شمس الحق جن کا تعلق عظیم آباد پٹنہ بہار سے ہے، اور مکہ مکرمہ میں علمی و تحقیقی کاموں میں مصروف ہیں، خدمت حدیث میں ان کی علمی و تحقیقی کتابیں جماعت اہلحدیث کے لئے سرمایہ افتخار ہیں، ان کتابوں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) رفع الالتباس عن بعض الناس للشیخ شمس الحق العظیم آبادی (عربی)

(۲) غنیۃ المعی للشیخ شمس الحق العظیم آبادی (عربی)

(۳) غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد جلد اول للشیخ شمس الحق العظیم آبادی (عربی)

(۴) الغوامض والمبہمات لعبد الغنی الازدی (م ۴۰۹ھ) (عربی)

(۵) الاوائل لابن ابی عاصم (م ۲۸۷ھ) (عربی)

(۶) "اللالی المنثورۃ فی الاحادیث المشہورۃ" للزرکشی (م ۷۹۴ھ) (عربی)

(۷) الرباعی فی الحدیث لعبد الغنی الازدی (م ۴۰۹ھ) (عربی)

(۸) کتاب حدیث قیس بن ساعدۃ الایادی لابن درستویہ (م ۳۴۷ھ) (عربی)

(۹) التذکرۃ فی علوم الحدیث لابن الملقن (م ۸۰۶ھ) (عربی)

مولانا محمد عزیر شمس الحق نے ان تمام کتابوں کی تخریج، تنقیح، تحقیق اور تعلیق کی ہے۔

——— مولانا محمد صادق خلیل فیصل آبادی نے امام نووی (م ۶۷۶ھ) کی "ریاض الصالحین" کا ترجمہ کیا ہے جو عربی متن کے ساتھ نعمانی کتب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالحمید اثاری مقیم حیدر آباد دکن نے منتقی الاخبار لابن تیمیہ (م ۶۵۲ھ) کا ترجمہ اردو میں بنام "المصطفیٰ" کیا ہے۔

فقہ :

فقہ کے تحت مسائل جمعہ، ۸ رکعت نماز تراویح، فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین پر علمائے اہلحدیث نے جو گرانقدر علمی کتابیں تصنیف کی ہیں ان کی مختصراً تفصیل درج ذیل ہے۔

مسائل جمعہ :

علمائے تقلید کے نزدیک دیہات میں جمعہ جائز نہیں، اس مسئلہ پر انہوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں مگر اس پر عمل نہیں ہے (کیونکہ اکثر دیہات میں علمائے تقلید جمعہ پڑھتے ہیں) علمائے اہلحدیث نے ان کی کتابوں کے رد عمل میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں، اور ان کے دلائل کا رد کیا ہے اور سنت سے ثابت کیا ہے کہ دیہات میں جمعہ پڑھنا جائز ہے علمائے اہل حدیث نے اس سلسلہ میں جو کتابیں تصنیف کی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) :

(۱) التحقیقات العلی باثبات فرضیۃ الجمعۃ فی القریٰ (اردو) (۲) القدر اللامع فی اخبار صلوۃ الجمعۃ عن النبی الشافع (اردو)

مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) :

(۱) نور الابصار (اردو) (۲) تنویر الابصار (اردو)

مولانا عبدالجبار عمرپوری (م ۱۳۴۴ھ) :

"ارشاد الانام لفریضۃ الجمعۃ فی کل مقام مشتملا علی ردما فی تنبیہ الانام" یہ کتاب اردو میں ہے۔

مولانا عبدالرحمان بقاغازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) :

"سرمن یری فی بحث الجمعۃ فی القری (اردو) ۲ جلد، جو مولانا محمود حسن اسیر مالٹا (م ۱۳۳۹ھ) کی کتاب "احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ" کے جواب میں ہے۔

مولانا ابوالمکارم محمد علی مئوی (م ۱۳۵۲ھ) :

(۱) "المذھب المختار فی الرد علی جامع الآثار" (مولوی ظہیر احسن شوق نیموی (حنفی) کی کتاب جامع الاثار فی اختصاص الجمعۃ فی الامصار" کے جواب میں ہے، جس میں انہوں نے دیہات میں جمعہ قائم کرنے کو ناجائز کہا ہے مولانا مئوی کا دوسرا رسالہ "ہدایۃ الوریٰ الی اقامۃ الجمعۃ فی القریٰ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اردو) ہے، یہ مولانا رشید احمد گنگوہی (حنفی) کے رسالہ "اوثق العری فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ" کے جواب میں ہے۔

مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) نے بھی مولانا گنگوہی مرحوم کے رسالہ "اوثق العریٰ" کا جواب "کسر العریٰ باقامۃ الجمعۃ فی القریٰ" کے نام سے لکھا۔

مولانا حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) :

"اطفاء الشمعة فی ظهیر الجمعة بجواب نور الشمعة فی ظهیر الجمعة ۲ جلدیں اردو میں جو مولوی احمد علی بٹالوی پروفیسر عربی کالج لاہور کی کتاب "نور الشمعۃ فی ظہیر الجمعۃ" کے جواب میں ہے۔ مولانا روپڑی کا دوسرا رسالہ "ارشاد الوریٰ فی جمعۃ القریٰ" ہے۔

مولانا مولا بخش بڑاکری (م ۱۳۴۴ھ) نے اردو میں ۲ کتابیں لکھیں ان میں پہلی کتاب "التجمیع فی القریٰ بنقض مانی اوثق القریٰ" مولانا رشید احمد گنگوہی کے رسالہ "اوثق القریٰ" کے جواب میں ہے اور ان کی دوسری کتاب "الاجوبۃ السبعۃ فی تحقیق تفریق الجمعۃ فی الحاکمۃ" (اردو) ہے۔ مولانا محمد ابوبکر شیثؔ جون پوری (م ۱۳۵۹ھ) نے بھی "دیہات میں جمعہ کا جواز" کتاب لکھی۔ اس کتاب میں احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں دیہات میں نماز جمعہ قائم کرنے کا ثبوت دیا گیا ہے۔

نماز تراویح :

علمائے اہل حدیث کا موقف یہ ہے کہ ۸ رکعت نماز تراویح پڑھنا سنت ہے، اور احادیث صحیحۃ مرفوعۃ سے یہی ثابت ہے، جبکہ علمائے احناف ۲۰ رکعت تراویح پڑھنے پر زور دیتے ہیں، علمائے اہلحدیث کا موقف یہ ہے کہ ۲۰ رکعت تراویح والی حدیث ضعیف ہے۔ اس لئے صحیح حدیث کے مقابلہ میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا "چہ معنی دارد؟"

علمائے اہلحدیث نے ۸ رکعت تراویح پر جو کتابیں لکھی ہیں، ان میں چند مشہور کتابوں کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مولانا عبدالغفور دانا پوری (م ۱۳۰۰ھ) : "تنویر المصابیح فی اثبات رکعات التراویح" لکھی۔ مولانا ابوالمعلی محمد علی مئوی (م ۱۳۵۳ھ) نے مولانا محمد یحییٰ عظیم آبادی کے فارسی رسالہ کا ترجمہ "مصابیح ترجمۃ رسالۃ التراویح" کے نام سے کیا۔ اس رسالہ میں ۸ رکعت تراویح کو ہی سنت ثابت کیا گیا ہے۔

مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) نے ایک سوال کے جواب میں : کیا تراویح ۸ رکعت پڑھنی چاہیے ؟ .... "رکعات التراویح" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ جس میں آپ نے احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہے کہ ۸ رکعت تراویح پڑھنا ہی سنت ہے۔

مولانا عبدالرحیم بخش (م ۱۳...ھ) "الوضیح ... التراویح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

االبدعیہ" (اردو) میں لکھی، جس میں مصنف مرحوم نے دلائل سے ثابت کیا کہ ۲۰ رکعت تراویح پڑھنا بدعت ہے۔

مولانا حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) نے "تحقیق التراویح فی جواب تنویر المصابیح" (اردو) مرتب فرمائی یہ کتاب مولوی ابوالناصر عبیدی کی کتاب "تنویر المصابیح فی تحقیق التراویح" کے جواب میں ہے، جس میں انہوں نے ۲۰ رکعت تراویح پڑھنا ثابت کیا تھا، مولانا روپڑی نے عبیدی صاحب کے تمام دلائل کی تردید کی اور ۸ رکعت تراویح پڑھنا سنت سے ثابت کیا۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے "انارۃ المصابیح لاداء صلوۃ التراویح" کے نام سے کتاب لکھی۔ اس کتاب میں خطبہ رمضان، فضائل رمضان ۸ رکعت تراویح کا پڑھنا سنت نبوی ؐ اقوال آئمہ کرام اور علمائے احناف سے ثابت کیا گیا ہے۔

مولانا نذیر احمد دہلوی (م ۱۳۸۵ھ) نے "انوار المصابیح، بجواب رکعات التراویح" کتاب لکھی، یہ کتاب مولوی حبیب الرحمان اعظمی کے رسالہ "رکعات التراویح" کے جواب میں ہے اس میں دلائل سے ۸ رکعت تراویح کا پڑھنا ثابت کیا گیا ہے اور مولوی حبیب الرحمان اعظمی کے تمام اعتراضات کا شافی جواب دیا گیا ہے، یہ کتاب ۱۳۷۸ھ میں ۳۲۸ صفحات پر مشتمل حمیدیہ پریس دربھنگہ میں طبع ہوئی۔ اور انجمن اہلحدیث لہریا سرائے دربھنگہ نے اسے شائع کیا۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی (م ۱۳۸۳ھ) نے ایک رسالہ "کیا ۸ رکعت تراویح پڑھنا بدعت ہے؟" مرتب فرمایا۔ اس میں آپ نے احادیث صحیحہ سے ۸ رکعت تراویح پڑھنا سنت ثابت کیا ہے، اور مخالفین کے تمام دلائل کی تردید کی ہے۔

مولانا محمد سلیمان مئوی (م ۱۳۹۸ھ) نے بھی مولوی حبیب الرحمان اعظمی کے رسالہ "رکعات التراویح" کا جواب صلوۃ التراویح بجواب رکعات التراویح لکھا۔ یہ رسالہ ۱۰۴ صفحات میں "سرفراز قومی پریس لکھنؤ" میں چھپا۔

مولانا محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ) نے "المفاتیح فی بحث التراویح" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

مولانا کرم الدین سلفی (کراچی) نے "رکعات تراویح کی صحیح تعداد اور علمائے احناف" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس میں پہلے ۸ رکعت تراویح کا پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے، اور علمائے احناف کے اقوال سے بھی اس کی تائید کی ہے کہ آٹھ رکعت تراویح پڑھنا سنت ہے، اس کے بعد ۲۰ رکعت تراویح کے متعلق جو حدیث ہے اس پر علمی بحث بھی کی گئی ہے، اور اس حدیث کی حقیقت دلائل سے واضح کی گئی ہے۔ یہ کتاب جامعہ سلفیہ بنارس نے شائع کی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا صفی الرحمان مبارکپوری نے بھی "المصابیح فی مسئلۃ التراویح" کے نام سے ایک رسالہ لکھا، یہ کتاب علامہ سیوطی (م۹۱۱ھ) کے رسالہ کا ترجمہ ہے، اس کتاب میں ۲۰ رکعت تراویح کو بدعت قرار دیا گیا ہے اور ۸ رکعت تراویح کو سنت ثابت کیا گیا ہے۔

فاتحہ خلف الامام

علمائے اہلحدیث کا موقف یہ ہے کہ فاتحہ خلف الامام کے بغیر کوئی نماز بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی، علماء احناف اس کے قائل نہیں ہیں، وہ کسی نماز میں بھی جماعت میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے، علمائے اہل حدیث نے اس سلسلہ میں جو علمی کتابیں مرتب فرمائیں۔ یہاں ان کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

فاتحہ خلف الامام میں مولانا محمد بشیر سہوانی (م۱۳۲۶ھ) نے "البرہان العجاب فی فرضیۃ ام الکتاب" لکھی، اس کتاب میں دو مسئلوں کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ جیسے امام و منفرد پر قراءۃ فرض ہے ویسے ہی مقتدی پر فرض ہے۔

۲۔ امام، منفرد اور مقتدی سب پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م۱۳۸۱ھ) نے "کشف العجاب عما فی البرہان العجاب" کے نام سے مولانا سہوانی کی کتاب پر تعلیق لکھی ہے۔

مولانا خرم علی بلہوری (م۱۲۶۰ء) نے رسالہ "قراءۃ خلف الامام" مرتب فرمایا۔

مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری (م۱۳۵۳ء) نے "تحقیق الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام" (۲ جلد) اردو میں لکھی، اس کتاب میں مولانا مبارکپوری نے دلائل سے وجوب قراءۃ خلف الامام کو ثابت کیا ہے اور علمائے احناف کے دلائل عدم وجوب قراءۃ کا رد کیا ہے، اس کی پہلی جلد ۱۳۲۰ھ میں اور دوسری جلد ۱۳۲۴ھ میں "محبوب المطابع دہلی" میں طبع ہوئی، اور مبارکپور سے شائع ہوئی۔

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م۱۳۳۶ء) نے "ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی" لکھی، اس کتاب کی تالیف کا پس منظر یہ ہے کہ حنفیوں کی جانب سے ایک رسالہ "تحقیق قراءۃ المقتدی" شائع ہوا، جس میں امام بخاری (م۲۵۶ھ) اور علمائے اہلحدیث کے خلاف توہین آمیز کلمات استعمال کئے گئے اور آخر میں قراءۃ خلف الامام کی نفی میں پورا زور صرف کیا گیا تھا۔ یہ کتاب اس کے جواب میں ہے۔

مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م۱۳۲۲ھ) نے قراءۃ خلف الامام کے بارے میں دو کتابیں مرتب فرمائیں اس میں پہلی کتاب "البرہان الجلی فی رد الدلیل القوی" ہے، اور یہ کتاب مولانا احمد علی سہارن

محدث دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری (م ۱۲۹۷ھ) کے رسالہ "الدلیل القوی علی ترک قراۃ المقتدی" کے جواب میں ہے۔ مولانا بنارسی کی دوسری کتاب تعلیم المبتدی فی تحقیق القراءۃ للمقتدی (۲ جلد) اردو میں ہے یہ کتاب دراصل ایک اشتہار کے جواب میں ہے۔ جو علمائے احناف کی طرف سے تحقیق قراءۃ المقتدی کے نام سے شائع ہوا۔

مولانا حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی (م ۱۳۸۴ء) نے فاتحہ خلف الامام کے سلسلہ میں مولانا سید انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۳ھ) کی عربی کتاب "فصل الخطاب" کا جواب "الکتاب المستطاب فی جواب فصل الخطاب" (عربی) لکھی، مولانا انور شاہ صاحب نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ فاتحہ خلف الامام واجب نہیں ہے اور حدیث "لاصلوۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب" کی تاویل کی ہے، اور اس کے راوی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ ثابت کیا ہے۔ مولانا روپڑی نے مولانا انور شاہ کے تمام دلائل کا جواب دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ آخر میں مولانا روپڑی نے مولانا انور شاہ کی عربی دانی پر بھی تنقید کی ہے، اور دلائل سے بتایا ہے، کہ ان کی عربی تحریر میں غلطیاں ہیں۔ اور ساتھ ہی ان غلطیوں کی نشاندہی بھی کی ہے، یہ کتاب ۱۳۴۸ھ میں آفتاب پریس امرتسر میں طبع ہوئی اور تنظیم اہلحدیث روپڑ نے شائع کی، مولانا روپڑی کی دوسری کتاب "احسن الکلام" (اردو) ہے۔ یہ کتاب مولوی سرفراز حنفی دیوبندی کی کتاب "سورۃ فاتحہ خلف الامام" کے جواب میں ہے۔

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ء) نے "فاتحہ خلف الامام" کے نام سے ایک رسالہ لکھا، جس میں بدلائل ثابت کیا ہے کہ نماز سری ہو یا جہری دونوں میں خلف الامام سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ء) نے "فاتحہ خلف الامام" کے سلسلہ میں "گلدستہ سنت" کے نام سے رسالہ مرتب فرمایا۔

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (۱۴۰۵ء) نے "خیر الکلام فی وجوب الفاتحۃ خلف الامام" کے نام سے اردو میں ایک کتاب لکھی، یہ کتاب ایک حنفی عالم مولوی سرفراز کی "احسن الکلام" کے جواب میں ہے۔ اس کتاب میں بدلائل ثابت کیا گیا ہے، کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہو سکتی، یہ کتاب ۱۳۷۵ھ میں ۵۷۳ صفحات پر مشتمل سکول بک ڈپو گوجرانوالہ نے شائع کی تھی، اور اشرف پریس لاہور میں طبع ہوئی تھی۔

"فاتحہ خلف الامام" کے متعلق علمائے اہل حدیث نے بڑی محنت اور تحقیق سے کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً

——— جواز قراءۃ خلف الامام (فارسی) مولانا حسین احمد ملیح آبادی (م ۱۳۷۵ھ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ـــــ خلاصۃ المرام فی تحقیق الفاتحۃ خلف الامام (اردو) مولانا شرف الحق ڈیانوی

ـــــ "ا لقول الصحیح فی وجوب الفاتحۃ علی الما موم فی المذھب الصحیح" (اردو) از مولانا غلام حسن سیالکوٹی (م ۱۳۳۱ء)

ـــــ فاتحۃ الصواب فی قراءۃ فاتحۃ خلف الامام (فارسی) مولانا جلال الدین احمد بنارسی (م ۱۲۷۹ھ) یہ کتاب آپ نے محرم ۱۲۵۶ھ میں تصنیف کی، پھر اس کا خلاصہ اردو میں بنام "زبدۃ الالباب" لکھا، جو مطبع سعید المطابع بنارس میں طبع ہو کر شائع ہوا۔

ـــــ "تکمیل البرہان فی قراءۃ ام القرآن" (اردو) مولانا عبدالستار دہلوی (م ۱۳۸۶ھ)

مولانا ارشاد الحق اثری استاد حدیث جامعہ اثریہ فیصل آباد نے "توضیح الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام" (اردو ۲ جلدوں میں) لکھی ہے، اس کتاب کی تالیف کا پس منظر یہ ہے، کہ مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) نے "خیر الکلام" کے نام سے مولوی سرفراز صاحب کی کتاب "احسن الکلام" کا جواب لکھا، اور ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء میں سکول بک ڈپو گوجرانوالہ نے شائع کی، ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء میں مولوی سرفراز صاحب نے دوبارہ "احسن الکلام" شائع کی، تو اس میں مولوی سرفراز صاحب نے "خیر الکلام" پر نامناسب انداز میں اعتراضات کئے، مولانا ارشاد الحق اثری نے یہ کتاب "احسن الکلام" مطبوعہ ۱۳۸۵ء کے جواب میں لکھی ہے، اور مصنف "احسن الکلام" کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا مسکت جواب دیا ہے۔

"توضیح الکلام" جلد اول صفحات ۵۶۲ جلد دوم صفحات ۷۸۰ (مجموعی صفحات ۱۳۴۲) ۱۴۰۷ھ / ۱۹۰۸ء میں طفیل آرٹ پریس لاہور میں طبع ہوئی، اور ادارہ "علوم اثریہ فیصل آباد" نے شائع کی۔

مولانا ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس نے مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) کی کتاب "تحقیق الکلام" کا عربی میں ترجمہ بنام "ترجمۃ تحقیق الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام" کیا ہے۔ جو جامعہ سلفیہ بنارس نے شائع کیا ہے۔

مولانا محمد بن ابراہیم میمن جونا گڑھی (م ۱۳۶۲ھ) نے "دلائل محمدی" (۲ جلد) فاتحہ خلف الامام کے بارے میں کتاب لکھی، یہ کتاب ایک حنفی عالم کی کتاب "الصراط المستقیم" کا جواب ہے۔

رفع الیدین

نماز کے دیگر ارکان اور سنن کی طرح نماز کو شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت، تیسری رکعت کے تشہد سے اٹھتے وقت اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھانا ایک عبادت ہے، آنحضرت ﷺ آخری وقت تک اس کو بجالاتے رہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ رسول اکرم ﷺ جس چیز کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساری عمر اسی پر عامل رہے، اور محدثین کرام بھی ساری عمر اس سنت پر عمل پیرا رہے۔

مگر ایک گروہ (احناف) ایسا ہے جو اس سنت کا قائل نہیں۔ اس کے نزدیک صرف نماز شروع کرتے وقت رفع الیدین کرنا ضروری ہے، وہ کہتے ہیں یہ سنت متروک ہو گئی ہے، اول اسلام میں تھی۔ بعد میں منسوخ ہو گئی، اور اب تک اسی طرح منسوخ ہے، حالانکہ یہ ان کا خیال باطل ہے۔

علمائے اہلحدیث نے اس سنت متواترہ کے احیاء کی طرف توجہ کی اور رفع الیدین پر مستقل کتابیں لکھیں اور ساتھ ہی ان کے اس دعویٰ باطل کہ رفع الیدین منسوخ ہو چکی ہے، کی دلائل و براہین سے تردید کی، علمائے اہلحدیث نے رفع الیدین کے موضوع پر جو کتابیں لکھیں، ان میں سے چند ایک کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی (سن ۱۲۴۶ھ) "تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین" (عربی) تصنیف فرمائی، اس کتاب میں ان تمام احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے جو اثبات رفع الیدین میں وارد ہیں۔

مولانا محمد علی مئوی (م ۱۳۵۲ھ) نے مولوی ظہیر احسن شوق نیموی کی کتاب "جلاء العینین فی رفع الیدین" کے جواب میں "القول الجلی بکل زین فی تائید مسالۃ رفع الیدین" (اردو) لکھی۔

جب یہ کتاب شائع ہوئی تو شوق صاحب نے اس کا جواب کتاب "الجلی" کے نام سے دیا، تو مولانا محمد علی مئوی نے اس کا جواب "مطلع القمرین فی تائید مسالۃ رفع الیدین" کے نام سے دیا۔ مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) نے دو کتابیں اثبات رفع الیدین میں لکھیں۔

ان کے نام یہ ہیں "ازالۃ الشین عن جلاء العین"، "رد التردید الی اہل التقلید مع قرۃ العین برد ماوقع فی ضیاء العین"

"ازالۃ الشین" مولوی ظہیر احسن شوق نیموی کی کتاب "جلاء العین" کی تردید میں ہے۔ اور "رد التردید الی اہل التقلید" شوق صاحب کے رسالہ "تردید السیف الی راس الحیف و ضیاء الدین فی رد ازالۃ الشین" کی تردید میں ہے۔

مولانا محمد بن ابراہیم میمن جونا گڑھی (م ۱۳۶۲ھ) نے تین رسائل اثبات رفع الیدین میں مرتب فرمائے، "رکوع محمدی"، "غنیہ محمدی" اور "رفع الیدین اور آمین بالجہر"

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) نے رفع الیدین کے موضوع پر "احادیث رفع الیدین کا کوئی ناسخ نہیں ہے" نامی کتاب لکھی،

مولانا محی الدین لاہوری (۱۳۱۲ھ) نے نور العین فی اثبات رفع الیدین،

مولانا نور حسین گھرجاکھی (م ۱۳۷۱ھ) نے "اثبات رفع الیدین"،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا شاہ ابواسحاق بھیروی (م ۱۲۳۴ھ) نے "نور العین فی اثبات رفع الیدین" اور مولانا ابواسحاق لہراوی (م ۱۳۲۴ء) نے رسالہ "مسئلہ رفع الیدین" (عربی) مرتب فرمائے۔

مولانا قاضی محمد مچھلی شہری (م ۱۳۲۰ھ) نے بزبان اردو "التحقیق الراسخ فی ان احادیث رفع الیدین لیس لھا ناسخ" لکھی، یہ کتاب رسالہ "نور العین فی حکم رفع الیدین" کے جواب میں ہے۔

مولانا عبدالحمید اناروی نے بنام "قرۃ العین فی اثبات رفع الیدین" لکھی۔

مسئلہ اثبات رفع الیدین پر ایک بے مثل اور محققانہ کتاب مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) نے "التحقیق الراسخ فی ان احادیث رفع الیدین لیس لھا ناسخ" لکھی، یہ کتاب مولوی اشفاق الرحمان دہلوی کے رسالہ نور العین کا جواب ہے اس کتاب میں مولانا حافظ محمد صاحب مرحوم نے مؤلف "نور العین" کے جملہ شبہات و اشکالات کا نہایت اچھے طریقہ سے حل فرمادیا ہے۔

یہ کتاب ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ۱۳۴۹ھ انجمن "ندوۃ الطلباء" نے گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ سے شائع کی، جبکہ دوسری بار یہ کتاب (۱۴۰۶ھ) میں دارالدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور نے پہلے ایڈیشن کا فوٹو اسٹیٹ شائع کیا۔

مولوی عبداللہ ٹینوی نے عربی زبان میں ایک رسالہ لکھا، جس میں انہوں نے رفع الیدین اور آمین بالجہر کو واجب قرار دیا تھا۔

مولانا محمد علی مئوی (م ۱۳۵۲ھ) نے بزبان عربی "الرد الحر علی المولوی عبدالبر" اس رسالہ کا جواب دیا۔ اور دلائل سے ثابت کیا۔ کہ رفع الیدین اور آمین بالجہر کنا سنت ہے۔

جدل و مناظرہ

تقسیم ملک سے پہلے برصغیر میں عیسائی، قادیانی، منکرین حدیث، شیعہ، حنفی، دیوبندی اور بریلوی "دین اسلام" اور مسلک حق کے خلاف لٹریچر شائع کرنے میں مصروف عمل تھے، عیسائی دین اسلام کی کھلم کھلا مخالفت کرتے تھے، اور ان کے پادری اور مبلغ یہ پروپیگنڈا کرتے تھے کہ عیسائی مذہب سچا ہے اور ساتھ ہی اسلام کے خلاف زہر اگلتے تھے، قادیانی گروپ کا سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور اسلام کو زبردست نقصان پہنچایا۔ منکرین حدیث نے یہ پروپیگنڈا کرنا شروع کیا کہ ہمیں قرآن کافی ہے۔ حدیث کی ہمیں ضرورت نہیں۔ شیعہ حضرات نے بھی ایسا ہی پروپیگنڈا شروع کیا اور اسلام کو سخت نقصان پہنچایا مزید برآں مقلدین احناف نے بھی مسلک حق کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔

علمائے اہلحدیث نے ان سب کے خلاف سینہ سپر ہو کر ان کا مقابلہ کیا، ان کے خلاف تقریریں کیں، ان کی کتابوں کے جوابات لکھے، اور ان سے مناظرے بھی کئے۔ علمائے اہلحدیث کی ان خدمات کا ذیل میں مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

محدث دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید

قرآن مجید پر جو اعتراضات کئے گئے اور اس سلسلہ میں مخالفین کی طرف سے جو کتابیں لکھی گئیں۔ ان کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے "تفسیر بالرائے" لکھی، یہ تفسیر آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی تفسیر "خزینۃ العرفان" کے جواب میں ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں مولوی غلام احمد شیعی کے "ترجمہ قرآن" پر بھی تنقید کی گئی ہے مولانا امرتسری کی دوسری کتاب "نقش تدبیر بر قادیانی تفسیر کبیر" ہے۔ یہ کتاب خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود کی "تفسیر کبیر" از سورۃ یونس تا سورۃ کہف کا جواب ہے۔ مولانا ثناء اللہ کی تیسری کتاب "برہان التفاسیر برائے اصلاح سلطان التفاسیر" ہے، یہ کتاب پادری سلطان محمد پال کی "تفسیر سلطان التفاسیر" کے جواب میں ہے۔ مولانا امرتسری نے پادری ٹھاکرات کے رسالہ "عدم ضرورت قرآن" کے جواب میں "تقابل ثلاثہ" لکھی، جس میں آپ نے تورات، انجیل اور قرآن مجید کے مابین تقابلی جائزہ پیش کیا ہے نیز آپ نے اس کتاب میں بدلائل ثابت کیا ہے کہ آسمانی کتابوں میں صرف قرآن مجید ہی اپنی اصلی حالت میں ہے۔

مولانا عبدالغفور رانا پوری (م ۱۳۰۰ھ) نے ایک عیسائی پادری کے رسالہ "فرقان کا بیان" کی تردید میں "اللمعان لصاحب الفرقان" کتاب لکھی، پادری نے قرآن مجید کو کلام محمد ﷺ ثابت کیا تھا، اور انجیل کو کلام اللہ ثابت کرنے کی جسارت کی۔ مولانا عبدالغفور رانا پوری نے دلائل سے ثابت کیا کہ قرآن مجید ہی کلام اللہ ہے۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے "تائید القرآن بجواب تاویل القرآن" (اردو) اور "اعجاز القرآن" لکھیں، "تائید القرآن" پادری اکبر مسیح کی کتاب "تاویل القرآن" کے جواب میں ہے اور "اعجاز القرآن" پادری اکبر مسیح کی دوسری کتاب "تنویر الاذہان فی فصاحۃ القرآن" کے جواب میں ہے۔

آریہ سماج کی طرف سے بھی اسلام کے خلاف کئی کتابیں شائع ہوئیں اور قرآن مجید کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا، علمائے اہلحدیث نے اس کا بروقت نوٹس لیا چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے محاشہ دھرم پال کی کتاب "تہذیب الاسلام" جو ۴ جلدوں میں شائع ہوئی اس کے جواب میں "تعلیب الاسلام" ۴ جلدوں میں لکھی۔

ماسٹر آتما رام ایڈیٹر "آریہ مسافر" سے مولانا امرتسری کا ایک مناظرہ ہوا، مناظرہ کا موضوع تھا: "وید اور قرآن" اس مناظرہ میں اللہ تعالیٰ نے مولانا امرتسری کو فتح یاب کیا، بعد میں اس مناظرہ کی روئیداد "الہامی کتاب" کے نام سے شائع ہوئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوامی دیانند نے اپنی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے ۱۴ویں باب میں قرآن مجید پر ۱۵۹ اعتراضات کئے، اس کے جواب میں مولانا امرتسری نے "حق پرکاش" لکھی، آپ کی دوسری کتاب "کتاب الرحمان" ہے۔ مولانا امرتسری نے یہ کتاب پنڈت دھرمھکشو آریہ کی ایک کتاب کے جواب میں لکھی۔

حدیث

حدیث کے خلاف ایک تو مستقل گروہ تھا، جو اپنے آپ کو "اہل قرآن" کہتا تھا، اس گروہ میں مولوی عبداللہ چکڑالوی، مولوی احمد الدین امرتسری اور مستری محمد رمضان (گوجرانوالہ) پیش تھے، ان کے علاوہ مولوی محمد اسلم جیراجپوری استاد جامعہ ملیہ دھلی بھی منکرین حدیث کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے، علاوہ ازیں حدیث پر تنقید علمائے احناف کی طرف سے بھی ہوئی، علمائے اہل حدیث نے ان ہر دو گروہ کی طرف سے شائع کردہ کتابوں کے جوابات لکھے، اور ان سے مناظرے بھی کئے۔

پٹنہ کے ایک عالی حنفی مولوی ڈاکٹر عمر کریم تھے، جنہوں نے امیرالمؤمنین فی الحدیث حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاری (م ۲۵۶ھ) اور ان کی بے مثل کتاب الجامع الصحیح للبخاری کے خلاف کتابیں لکھیں، جن میں امام المحدثین اور جامع صحیح بخاری کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا، مولانا محمد ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) نے ان سب کتابوں کا دلائل سے جواب دیا، جن کی تفصیل یہ ہے:

"حل مشکلات بخاری بجواب الجرح علی البخاری" (۴ جلد)، "الامر المبرم لابطال الکلام المحکم"، "ماء حمیم للمولوی عمر کریم"، "صراط مستقیم لہدایہ عمر کریم"، "الریح العقیم لحسم بناء عمر کریم"، "الجزی العظیم للمولوی عمر کریم"، "العرجون القدیم فی افشاء صفوات عمر کریم" "الجرح علی ابی حنیفہ"، "کتاب الرد علی ابی حنیفہ"

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) نے ایک مقالہ جامع صحیح للبخاری کے نام سے لکھا، اس کا جواب ایک دیوبندی عالم مولوی عبدالرشید نعمانی کی طرف سے "تبصرہ" کے نام سے شائع ہوا، مولانا نذیر احمد دہلوی (م ۱۳۸۵ھ) نے اس کا جواب "جواب تنقید" سے دیا، اور مولوی عبدالرشید نعمانی کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا دلائل سے جواب دیا۔

مولانا عبدالرحمان مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) نے مولوی ظہیر احسن شوق نیموی کی کتاب "آثار السنن" (عربی) کے جواب میں "ابکار المنن فی تنقید آثار السنن" (عربی) لکھی، اور دوسری کتاب اردو میں... "اعلام الزمن من تبصرۃ آثار السنن مرتب فرمائی، ان دونوں کتابوں میں ان احادیث کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے جنہیں شوق نیموی صاحب نے قصداً کیا تھا۔

مولوی شوق نیموی (حنفی) نے اپنی زندگی کا مقصد حدیث پر تنقید ہی بنا رکھا تھا، چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں ایک کتاب "بیان التحقیق فیما یتعلق بالحدیث" (اردو) لکھی، مولانا ابوالکارم

محدث دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد علی مئوی (م ۱۳۵۲ھ) نے اس کا جواب "التعقب الحسن علی المولوی نصیر الحسن" (اردو) لکھ کر دیا، جب یہ کتاب شائع ہوئی تو شوق نیموی صاحب نے اس کا جواب..... "الکلام المستحسن" کے نام سے دیا۔ تو مولانا مئوی مرحوم نے اس کا جواب "الجواب الاحسن" سے دیا، حدیث کی تنقید میں مولوی محمد یعقوب الہ آبادی (حنفی) نے ایک رسالہ "حقائق الاخبار" لکھا۔ تو مولانا ابوالمکارم نے اس کا جواب "دقائق الاسرار فی رد حقائق الاخبار" سے دیا۔

مولانا حافظ عبداللہ روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) نے "مودودیت اور احادیث نبویہ" لکھی، اس میں آپ نے مولانا مودودی مرحوم کے نظریۂ حدیث پر بحث کی ہے۔

مولوی احمد رضا بجنوری (حنفی دیوبندی) نے مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۱ھ) کے "درس بخاری" کو مرتب کر کے "انوار الہدی" کے نام سے شائع کیا، اس کتاب کے مقدمہ میں محدثین کرام کی حدیثی خدمات پر بے جا قسم کے اعتراضات کئے گئے تھے۔ مولانا محمد رئیس ندوی استاد حدیث جامعہ سلفیہ بنارس نے اس کا جواب "اللمحات الی ما فی انوار الباری من الظلمات" (اردو) کے نام سے دیا ہے، اس کی چار جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور پانچویں جلد زیر طبع ہے۔

مولانا عبدالصمد حسین آبادی اعظمی (م ۱۳۶۷ھ) نے حدیث کی تائید میں تین کتابیں لکھیں، تائید حدیث بجواب تنقید حدیث، شرف حدیث، شان حدیث، یہ تینوں کتابیں مولوی محمد اسلم جے راج پوری (کے فکر حدیث) کے ان مقالات کے جواب میں ہیں، جو انہوں نے حدیث کے خلاف ماہنامہ "جامعہ دہلی" میں لکھے تھے، مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے بھی مولوی محمد اسلم جیراجپوری کے ایک مقالہ "انکار حدیث" کے جواب میں "دفاع عن الحدیث" کتاب لکھی، اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسری (۱۳۶۷ھ) مرحوم نے ایک کتاب مولوی عبداللہ چکڑالوی (اہل قرآن) کے رسالہ "برہان القرآن علی صلوۃ القرآن" کے جواب میں "دلیل القرآن بجواب اہل القرآن"، مرتب فرمائی، مولانا امرتسری کی دوسری کتاب "حدیث نبوی اور تقلید شخصی" ہے آپ کی تیسری کتاب "خاکسار تحریک اور اس کا بانی" ہے، یہ کتاب علامہ مشرقی کے ایک مضمون کے جواب میں لکھی، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ حدیثِ رسول حجت نہیں ہے۔ پنڈت محب الحق نے ایک کتاب "بلاغ الحق" لکھی اور انہوں نے اس کتاب میں لکھا تھا کہ حدیث رسول ناقابل عمل ہے، مولانا امرتسری مرحوم نے اس کا جواب "بیان الحق بجواب بلاغ الحق" کے ذریعہ دیا۔

مولانا محمد داؤد راز دہلوی (م ۱۴۰۲ھ) نے غلام جیلانی برق کی کتاب "دو اسلام" کی تردید میں "خالص اسلام" لکھی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی (م ۱۳۸۷ھ) نے حدیث کی تائید و نصرت میں جو کتابیں لکھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، وہ تاریخ اہلحدیث کا ایک درخشندہ باب ہے، مولانا سلفی مرحوم حدیث کے سلسلہ میں معمولی سی مداہنت کے بھی قائل نہیں تھے۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) نے راقم سے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ جماعت اہلحدیث میں دو شخصیتیں ایسی گزری ہیں جو حدیث کے سلسلہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے، ایک شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) اور دوسرے مولانا محمد اسمٰعیل السلفی (م ۱۳۸۷ھ)

مولانا محمد اسمٰعیل السلفی مرحوم نے نصرت حدیث میں جو کتابیں لکھی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) سنت قرآن کے آئینہ میں (۲) مسئلہ افک (۳) مقام حدیث، (۴) امام بخاری کا مسلک۔ (۵) حدیث کی تشریعی اہمیت۔ (۶) حجیت حدیث آنحضرت ﷺ کی سیرت کی روشنی میں۔ (۷) جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث (یہ کتاب مولانا مودودی (م ۱۳۹۹) کی کتاب "تفہیمات و مسلک اعتدال" اور مولانا امین احسن اصلاحی کے ایک مضمون جو حجیت حدیث کے سلسلہ میں ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور میں شائع ہوا تھا) لکھی۔ مولانا مودودی مرحوم اور مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنے مضامین میں منکرین حدیث سے اتفاق فرمایا تھا۔

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) نے حدیث کی نصرت و حمایت میں "تنقید المسائل" "جواب دو اسلام" اور "دوام حدیث" تین کتابیں لکھیں۔

"تنقید المسائل"۔ مولانا مودودی (م ۱۳۹۹ھ) کی بعض تحریروں کے جواب میں ہے۔

"جواب دو اسلام"۔ غلام جیلانی برق کی کتاب "دو اسلام" کا جواب ہے۔

"دوام حدیث"۔ مسٹر غلام احمد پرویز کتاب "مقام حدیث" کا جواب ہے۔

مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری نے حدیث کی تائید و حمایت میں "نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری" اور صیانۃ الحدیث" (۲ جلد) لکھیں۔ "صیانۃ الحدیث" مسٹر غلام جیلانی برق کی کتاب "دو اسلام" کی تردید میں لکھی، مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) اور مولوی عبدالعزیز رحمانی نے بھی مسٹر برق کی کتاب دو اسلام کے جواب میں "برق اسلام" اور "صحیح اسلام" کے نام سے کتابیں لکھیں۔

مولانا صفی الرحمان مبارکپوری نے بھی حدیث کی تائید میں دو کتابیں "انکار حدیث حق یا باطل"، اور "انکار حدیث..... کیوں؟" لکھیں، یہ دونوں کتابیں جامعہ سلفیہ بنارس نے شائع کی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تردید تقلید

تقلید کی تردید میں علمائے اہلحدیث نے جو علمی خدمات سرانجام دیں ان کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

مولانا عبداللہ جھاڑ اللہ آبادی (م ۱۳۱۵ھ) نے تردید تقلید میں "اعتصام السنۃ فی قامع البدعۃ" (اردو) "قرۃ التابعین و حرۃ المحدثین" (عربی اردو) "السیف المسلول فی ذم التقلید المخذول" (اردو) اور "العروۃ التین فی اتباع سنۃ سید المرسلین" لکھیں۔

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) نے تقلید کی تردید میں تین کتابیں یعنی "مناظرۃ مسعود السعید فی باب الاتباع والتقلید" "معیار الحق" اور ثبوت الحق الحقیق مولانا قاضی محمد مچھلی شہری (م ۱۳۲۰ھ) نے "البیان المفید لاحکام التقلید المعروف بہ رد التقلید" (اردو) ایک کتاب لکھی، جس میں دلائل سے آپ نے تقلید شخصی کی تردید کی ہے۔

مولانا عبیداللہ نو مسلم (م ۱۳۱۰ھ) نے "تحفۃ الاخوان" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ جس میں تقلید شخصی کی تردید کی گئی ہے، یہ کتاب مولانا عبیداللہ مرحوم نے شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے ایماء پر تصنیف کی۔

مولانا الٰہی بخش بڑاکری بہاری (م ۱۳۳۴ھ) نے تقلید کے رد میں فوس الکلمۃ علی رؤس الجملۃ" کے نام سے ایک کتاب اردو میں لکھی۔ اس کتاب کی تالیف کا پس منظر یہ ہے کہ شیخ محی الدین لاہوری (م ۱۳۱۲ھ) نے ایک کتاب "الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین" (اردو) لکھی۔ جس میں انہوں نے ایک سو ایسے مسائل کی نشاندہی کی تھی، کہ فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں ایسے مسائل درج ہیں جو حدیث کے خلاف ہیں، "الظفر المبین" کے جواب میں مولانا عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۷ھ) نے "نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین"، لکھی، مولانا الٰہی بخش کی یہ کتاب "نصرۃ المجتہدین" کی تردید میں ہیں۔

مولانا عبدالغفور دانا پوری (م ۱۳۰۰ھ) نے "تقلید شخصی" کی تردید میں "الدر الفرید فی رد التقلید" مرتب فرمائی، مولانا عبدالجبار عمرپوری (م ۱۳۳۴ھ) نے رد تقلید میں دو کتابیں لکھیں۔ ان میں ایک کا نام "صمصام التوحید فی رد التقلید" (اردو) ہے اور دوسری کا نام "حنفیوں کے ملحدانہ سوالات کے محققانہ جوابات" ہیں۔ مولانا عبدالرحمان بقاغازی پوری (م ۱۳۳۴ھ) نے بزبان عربی، "تاسیس التوحید فی ابطال وجوب التقلید" کتاب لکھی۔ یہ کتاب مولوی لطف الرحمان حنفی کی کتاب "التسدید" کے جواب میں ہے مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ) کا مولانا عبدالحق حقانی (م ۱۳۳۵ھ) سے "وجوب تقلید شخصی" کے عنوان سے مرشد آباد (بنگال) میں جمادی الاولیٰ (۱۳۰۵ھ) میں مناظرہ ہوا تھا، یہ مناظرہ سات دن جاری رہا، اس مناظرہ میں مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کامیاب قرار پائے چنانچہ اس مناظرہ کے اثر سے مرشد آباد اور اس کے گرد و نواح کے ہزاروں آدمیوں نے مسلک اہلحدیث قبول کیا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مناظرہ کی روئداد "مناظرہ مرشد آباد" کے نام سے شائع ہوئی۔ مولانا ابوالمکارم محمد علی مئوی (م ۱۳۵۲ھ) نے مولوی ظہیر احسن شوق نیموی کے رسالہ "اوثحۃ الجید" جس میں "تقلید ائمہ" کو واجب و فرض ثابت کیا گیا تھا، کی تردید میں "الجواب السدید" نامی کتاب لکھی، مولانا محمد بن ابراہیم میمن جونا گڑھی (م ۱۳۶۱ھ) نے "تردید تقلید" میں جو کتابیں لکھیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

"ارشاد محمدی" (مولانا اشرف علی تھانوی م ۱۳۶۲ھ) کی کتاب "الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد" کی تردید میں ہے) "ضرب محمدی"، "طریق محمدی"، "مشکوۃ محمدی"، "ملت محمدی"، "فتح محمدی"، "حقیقت محمدی" لکھیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے رد تقلید میں جو کتابیں لکھیں، ان کے نام یہ ہیں۔

"تقلید شخصی اور سلفی"، "اصلی حنفیت اور تقلید شخصی"، "تنقید تقلید"، اور "تقلید شخصی"

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) نے "التنقید فی رد التقلید" کے نام سے ایک کتاب لکھی یہ ایک حنفی مولوی حبیب اللہ کی کتاب "التقلید" کی تردید میں ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۷ھ) نے ایک رسالہ "فتح المبین" لکھا۔ جس میں انہوں نے "تقلید شخصی" کو واجب قرار دیا تھا۔ مولانا ابوالحسن محمد سیالکوٹی (م ۱۳۲۵) نے اس کی تردید میں "الکلام المبین فی رد تلبیسات المقلدین" لکھی۔

مولانا حافظ عبداللہ روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) نے تقلید کی تردید میں ۲ کتابیں لکھیں۔ یعنی "تقلید علمائے دیوبند" اور "اہلحدیث کے امتیازی مسائل" (یہ کتاب دراصل مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) کی کتاب "الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد" کا جواب ہے)

مولانا ابو یحییٰ محمد شاہ جہان پوری (م ۱۳۳۸ھ) نے "تقلید کی تردید" میں ایک بے نظیر کتاب "الارشاد الی سبیل الرشاد فی بحث التقلید والاجتہاد" لکھی۔ یہ کتاب مولانا رشید احمد گنگوہی کے رسالہ "سبیل الرشاد" کے جواب میں ہے۔

تقلید کی تردید میں علمائے اہلحدیث کی اور بھی کتابیں ہیں جن میں بعض کے نام یہ ہیں۔

براءۃ التحقیق فی مسئلۃ الاجتہاد والتقلید .... مولانا اعجاز احمد سہوانی (م ۱۳۳۲ھ)

"حقیقت تقلید" ..... مولانا محمد سلیمان مئوی (م ۱۳۹۸ھ)

"الرق المنشور فی رد فتح الشکور" ..... (مولانا محمود عالم مظفر پوری (۱۳۱۴ھ)

"براہین اثنا عشر" ..... مولانا امیر احسن سہوانی (م ۱۳۴۳ھ)

"ہدایۃ البلید فی رد التقلید"، "تحقیق البستان فی ابطال تقلید الاعیان" از مولانا محمد حسین ہزاروی (م ۱۳۱۴ھ)۔ "القول السدید فی احکام التقلید"۔ مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۱۹ھ) البیان فی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ردالبرھان"۔ مولانا محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸) "نتائج التقلید"، "تاریخ التقلید" مولانا محمد اشرف سندھو (م ۱۳۸۴ھ) مولانا سندھو کی ایک کتاب "مقیاس حقیقت" (۴ جلد) ہے جو "مقیاس حنفیت" کے جواب میں ہے۔

شیعیت کی تردید

شیعیت کی تردید میں بھی علمائے اہلحدیث کی خدمات قابل قدر ہیں، یہاں مختصراً ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م ۱۳۶۳ھ) شیعیت کی تردید میں تحفۃ تبت من اہل سنت" کتاب لکھی، اس کتاب میں محدث پرتاب گڑھی نے شیعوں کے ۷۹ مسائل لکھ کر ہر ایک کی تردید کی ہے۔

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ) نے شیعہ کے ایک رسالہ "رسالہ الوضو" کے جواب میں ایک کتاب "جواب شیعیت" کے نام سے لکھی۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے شیعیت کی تردید میں "خلافت محمدیہ" اور "خلافت رسالت" ۲ کتابیں لکھیں۔ "خلافت محمدیہ" میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم کی خلافت ثابت کر کے قرآن مجید سے ان کے مومن ہونے کی دلیل دی گئی ہے اور مسئلہ "باغ فدک" پر بھی خوب روشنی ڈالی ہے، جبکہ "خلافت و رسالت" میں آپ نے یہ واضح کیا ہے کہ جس طرح خلفائے راشدین کی خلافت آئی ہے، وہ بالکل درست تھی۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے ۲ کتابیں شیعیت کے رد میں لکھیں۔ ان میں ایک "خلافت راشدہ" ہے۔ اس کتاب میں "خلافت راشدہ" کی تشریح اور اس کی علمی تحقیق و تدقیق کی گئی ہے اور "خلفائے راشدین" خصوصاً اصحاب ثلاثہ پر بحث ہے اور شیعہ حضرات کے اعتراضات کا مدلل جواب ہے۔ مولانا سیالکوٹی مرحوم کی دوسری کتاب "الکواکب المضیئۃ لازالۃ شبہات الشیعۃ" ہے۔ اس میں "خلفائے راشدین" کے فضائل و مناقب بیان کر کے بعد شیعوں کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب بھی شامل ہے۔

مولانا محمد صدیق فیصل آبادی (م ۱۴۰۴ھ) نے بھی دو کتابیں شیعہ کی تردید میں لکھیں۔ ان میں ایک کتاب "کشف الاسرار" ہے۔ یہ کتاب شیعہ عالم مولوی غلام حسین کی کتاب "نعیم الابرار" کا جواب ہے۔ دوسری کتاب "نکاح ام کلثوم" ہے۔ اس کتاب میں مولانا محمد صدیق مرحوم نے شیعہ علماء کی کتابوں سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نبوی ﷺ

آنحضرت ﷺ کی سیرت مقدسہ پر علمائے اہلحدیث نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں اور علمائے اہلحدیث نے جتنی بھی کتابیں سیرت مقدسہ پر لکھی ہیں، ان سب کی خصوصیت یہ ہے کہ تمام واقعات صحیح سند کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج ہیں اس لئے اہل علم نے علمائے اہلحدیث کی کتابوں کی تعریف و توصیف کی ہے ذیل میں چند مشہور کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری (م ۱۳۴۹ھ) نے سید البشر، اسوۂ حسنہ، مہر نبوت اور رحمۃ للعالمین (۳ جلد)، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے "دار المتقین" اور "سیرت المصطفیٰ" (۲ جلد)، مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ) نے "خصائص محمدیہ"، "رسول رحمت"، "سیرت از ماخذ قرآن مجید"، "ولادت نبوی"۔ مولانا محمد داؤد راز دہلوی (م ۱۴۰۲ھ) نے "سیرت مقدس"، مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی (م ۱۳۵۷ھ) نے "سراج منیر"، مولانا محمد ابوبکر شیث جون پوری (م ۱۳۵۹ھ) نے "سیرت الرسول" اور مولانا صفی الرحمان مبارکپوری نے "الرحیق المختوم" (عربی، اردو) لکھیں۔

مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) نے محمد حسین ہیکل مصری کی "حیات محمد ﷺ" کا اردو میں ترجمہ کیا۔ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی (م ۱۳۷۸ھ) نے "معجزہ سیرت" اور "صداقت رسول ﷺ" کتابیں لکھی ہیں، یہ دونوں کتابیں امام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کی کتابوں کے ترجمے ہیں۔ "اسوۂ حسنہ" بھی مولانا ملیح آبادی مرحوم کی ایک کتاب ہے۔ جو حافظ ابن القیم کی کتاب "زاد المعاد" کے "مختصر ھدی الرسول" کا ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری نے "زاد المعاد" کے حصہ سیرت کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ جو ۱۹۷۸ء میں "دار السلفیہ" بمبئی نے شائع کیا۔ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن نے "رحمۃ للعالمین" (۳ جلد) کا عربی میں بھی ترجمہ کیا ہے۔ جو مطبوع ہے۔

سوانح

مسلمانوں نے اپنی ہر صدی کے ممتاز اکابر رجال کے سیر و اخبار کا ایسا دفتر اس صفحہ ہستی پر چھوڑا کہ قومیں اس کی مثال سے عاجز ہیں، برصغیر میں مستقبل قریب میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی (م ۱۳۰۴ھ) نے "طرب الاماثل"، محی السنہ مولانا نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) "ابجد العلوم" (عربی) "تفصار جید الاحرار" (فارسی) "التاج المکلل" (عربی) اور "اتحاف النبلا" (فارسی) لکھیں، اور ان کے بعد مولانا عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) نے نزہۃ الخواطر (۸ جلد) (عربی) لکھی۔

برصغیر کے علمائے اہلحدیث نے تراجم میں بھی بے شمار کتابیں لکھیں ہیں، اگر ان تمام کا تذکرہ کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو یہ طوالت کا موجب ہوگا، تاہم چند معروف علمائے کرام نے جو اس سلسلہ میں علمی خدمات سرانجام دی ہیں ان کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔

مولانا عبدالغفور داناپوری (م ۱۳۰۰ھ) نے "الروض المعطور فی تراجم مولوی محمد نور الہدی المغفور"، مولانا عبدالرحیم رحیم بخش دہلوی (م ۱۳۱۴ھ) نے "حیات دلی" اور "حیات عزیزی"، مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری (م ۱۳۴۹ھ) نے "تاریخ المشاہیر" اور "اصحاب بدر" مولانا حافظ عبداللہ روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) نے "حکومت اور علمائے ربانی"، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے "احکام المرام باحیاء ماثر علماء الاسلام"، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) نے "اجتلاب المنفعۃ لمن یطالع احوال الائمۃ الاربعۃ" لکھیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ) نے "نفحات الانس"، "آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی"، "انسانیت موت کے دروازے پر"، "تذکرہ"، "شہید اعظم"، "حکیم خاقانی شروانی"، "حافظ شیرازی"، "عمر خیام"، "تذکرہ"، "آب حیات"، "سیرت شاہ ولی اللہ"، "سیرت مجدد الف ثانی"، "حیات امام احمد بن حنبل"، "سیرت ابن تیمیہ"، "البیرونی"، "حضرت یوسف"، "حیات سرمد"، اور "تاریخی شخصیتیں" مرتب فرمائیں۔

مولانا محمد داؤد راز دہلوی (م ۱۴۰۲ھ) نے مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) کے حالات میں "حیات ثنائی" لکھی۔ مولوی ابویحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۷۶ھ) نے "تراجم علمائے حدیث ہند" اور "نقوش ابوالوفاء" مرتب کیں۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) نے "امام شوکانی"، "حیات احمد بن حنبل"، "حیات ابن تیمیہ" اور "حیات امام ابوحنیفہ" لکھیں۔ مولانا محمد جعفر تھانیسری نے "تواریخ عجیبہ موسوم بہ سوانح احمدی"، مولانا عبدالقادر مئوی (م ۱۳۳۱ھ) نے "سیرت عمر بن عبدالعزیز"، مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م ۱۳۴۲ھ) نے "سیرت البخاری"، مولانا عبدالرحیم صادق پوری نے "تذکرہ صادقہ"، مولانا افضل حسین مظفرپوری نے "الحیاۃ بعد المماۃ" (سوانح حیات شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) اور مولانا عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) نے "سوانح عمری مولانا عبداللہ غزنوی" لکھیں۔

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) نے "دولت مند صحابہ"، "سیرت ثنائی"، "سیرت الائمۃ"، "سیرت عائشہ"، "سیرت فاطمہ"، "سیرت امام ابوحنیفہ"، "سیرت مولانا ابوالکلام آزاد" اور "استاد پنجاب" (مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ) کے حالات) مرتب کیں، مولانا محمد یوسف سجاد سیالکوٹی نے "تذکرہ علمائے اہلحدیث" (۳ جلدوں) میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں پاکستان کے علمائے اہل حدیث کے سوانح حیات اور ان کے علمی کارناموں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جلد دوم، سوم شائع ہو چکی ہے۔ اور جلد اول زیر طبع ہے۔

راقم مقالہ نگار (عبدالرشید عراقی) نے "تذکرہ ابوالوفاء" (مولانا ثناء اللہ امرتسری کے حالات اور ان کے علمی کارناموں کا تذکرہ) "سیرت ائمہ اربعہ"، "تذکرہ بزرگان علوی" (مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی کے خاندان کے حالات) "مؤلفین صحاح ستہ اور ان کے علمی کارنامے"، "تذکرۂ سید سلیمان ندوی" "امام ابن تیمیہ" اور ان کے تلامذہ خاص ابن القیم، ابن کثیر اور حافظ ابن عبدالھادی کے حالات اور "کاروان حدیث" (امام ابن جریج سے مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری کے زمانہ تک کے معروف محدثین کرام کے حالات اور ان کے علمی کارناموں کی تفصیل) مرتب کی ہیں، ان میں "تذکرہ ابوالوفاء" "تذکرہ بزرگان علوی"، "سیرت ائمہ اربعہ"، اور "مؤلفین صحاح ستہ" شائع ہو چکی ہیں۔ جبکہ "کاروان حدیث" زیر طبع ہے۔ اور "تذکرہ سید سلیمان ندوی" اور امام ابن تیمیہ غیر مطبوع۔

مولوی حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی نے "مولانا ظفر علی خان اور ان کا عہد" اور "علی گڑھ کے تین نامور فرزند" (مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خان اور مولانا حسرت موہانی) لکھی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں، ان کی دوسری کتابیں "حرام دیدہ و شنیدہ" اور قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد" زیر طبع ہیں۔

"حرام دیدہ و شنیدہ" میں برصغیر کے ممتاز سیاستدان، شعرائے کرام، اور علمائے کرام کے حالات ثبت کئے ہیں۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی نے خاندان سعادت (قصوری خاندان) یعنی مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا محی الدین قصوری، مولانا محمد علی قصوری اور میاں محمود علی قصوری پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جو "جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن" نے شائع کی ہے۔ مولانا قاضی محمد اسلم سیف نے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جو مطبوع ہے۔

مولانا محمد عبدہ الفلاح حفظہ اللہ نے جہاں علم و تحقیق کے میدان میں گرانقدر تصنیفی و تدریسی خدمات انجام دی ہیں وہاں تذکرۂ مشاہیر کے ضمن میں بھی آپ کی نگارشات لائق تحسین ہیں۔

ادیان باطلہ

ادیان باطلہ (نصرانیت، ہندو مذہب اور قادیانیت) کے خلاف علمائے اہلحدیث نے جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ وہ "تاریخ اہلحدیث" کا ایک زریں باب ہے۔ برصغیر کے تمام مسالک کے اہل علم نے اس کا بہت اعتراف کیا ہے، کہ "ادیان باطلہ" کے خلاف جو کارہائے نمایاں "علمائے اہل حدیث" نے سرانجام دیئے۔ ان کا مقابلہ دوسرے مسالک کے اہل علم نہیں کر سکے۔ علمائے اہلحدیث نے ان سے مناظرے بھی کئے۔ اور ان کے رد میں کتابیں بھی لکھیں، ذیل میں ان "ہرسہ ادیان باطلہ" کے خلاف علمائے اہلحدیث کی خدمات کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصرانیت (عیسائیت) کی تردید

نصرانیت (عیسائیت) کی تردید میں علمائے اہلحدیث نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ مگر یہاں صرف ۲۵ مشہور کتابوں کا تعارف پیش خدمت ہے۔

مولانا عبدالغفور داناپوری (م ۱۳۰۰ھ) نے عیسائیت کی تردید میں ۳ کتابیں لکھیں۔

"تبیان حسن المسیح فی وجہ المحمد من المسیح" (اردو) "مرآۃ الجواب لصاحب تصدیق الکتاب" (اردو) "رحمۃ المحیط فی طاعۃ القار قلیط" (اردو)

"مرآۃ الجواب" پادری اسکاٹ کے رسالہ۔ "تصدیق الکتاب" کے جواب میں ہے، اس نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ آسمانی کتابوں میں انجیل صحیح کتاب ہے، اور قرآن و دیگر آسمانی کتابیں صحیح نہیں ہیں۔

مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری (م ۱۳۴۹ھ) نے عیسائیت کی تردید میں جو کتابیں مرتب فرمائیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

"ایک پادری کے ۸ سوالوں کا جواب"، "برہان"، "انجیلوں میں خدا کا بیٹا"، "استقامت"، "علمی و تبلیغی خطوط"، "قرآن، تورات اور انجیل میں باہمی نسبت"

آپ کی کتاب "برہان" ایک پادری کے ایک خط کے جواب میں ہے جو اس نے قرآن مجید پر مختلف قسم کے اعتراض کئے تھے اور "استقامت" بھی ایک شخص کے خط کے ہی جواب میں ہے جو اس نے اسلام پر اعتراض کئے تھے۔ اور یہ شخص عیسائیوں سے متاثر تھا۔

مولانا حافظ عبداللہ روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) "نبی معصوم" کے نام سے ایک رسالہ لکھا، جو ایک عیسائی مصنف کی کتاب کا جواب ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے عیسائیت کی تردید میں جو کتابیں مرتب فرمائیں وہ یہ ہیں: "کلمہ طیبہ"، "جوابات نصاریٰ"، "توحید تثلیث"، اور "راہ نجات"، "اسلام اور مسیحیت"، "اسلام اور مالی ٹیکس"، "اسلام اور برٹش بد"، "مناظرہ الہ آباد" وغیرہ۔

مولانا امرتسری کی کتاب "اسلام اور مسیحیت"، پادری برکت اللہ کی تین کتابوں "توضیح البیان فی اصول القرآن"، "مسیحیت کی عالمگیری"، "دین فطرت ..... اسلام یا مسیحیت"، کے جوابات پر مشتمل ہے۔ "مناظرہ الہ آباد"، یہ رسالہ مولانا امرتسری اور پادری عبدالحق کے مابین "مسئلہ توحید و تثلیث" پر جو مناظرہ ہوا تھا، اس کی مفصل روئداد ہے۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے عیسائیت کی تردید میں "کسر الصلیب"، "عصمت النبی"، "عصمت انبیاء" اور "عصمت نبوت" لکھیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عصمت النبی" ایک عیسائی مصنف کے رسالہ کے جواب میں ہے اور "عصمت انبیاء" بھی ایک عیسائی مصنف کے رسالہ "بے گناہ نبی" کے جواب میں لکھی گئی۔ "عصمت و نبوت" بھی ایک پادری "جیمس" کی کتاب "عدم معصومیت محمد" کے جواب میں لکھی گئی۔

مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ) نے عیسائیت کی تردید میں "اسلامی توحید" اور اور "مذاہب عالم" اور "عیسائیت کا مسئلہ" مرتب فرمائیں۔

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) نے "رد اثبات التثلیث" کتاب لکھی اس کتاب میں عیسائیوں کے "عقیدہ تثلیث" کا رد کیا گیا ہے۔

مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی (م ۱۳۴۵ھ) نے "مسیح اور مسیحیت" نامی (۲ جلد) کتاب لکھی۔

ہندو مذہب

ہندو مذہب کے خلاف بھی علمائے اہلحدیث نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں اور ہندو تہذیب کے مذہبی رہنماؤں سے مناظرے بھی کئے۔ علمائے اہلحدیث نے جو کتابیں ہندو مذاہب کے خلاف لکھیں، ان میں سے صرف ۳۷ کتابوں کا تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

مولانا قاضی محمد مچھلی شہری (م ۱۳۲۰ھ) نے "ثمرات تناسخ" کتاب لکھی، اس کتاب میں تناسخ کی تعریف کی گئی ہے اور ہندو تہذیب کی ہی کتابوں سے اسے باطل قرار دیا گیا ہے، مولانا عبیداللہ نو مسلم (م ۱۳۱۰ھ) نے "تحفۃ الہند"، "حجۃ الہند"، اور "لذۃ الہند" لکھیں۔۔ "تحفۃ الہند" میں ہندو پیشواؤں کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ہندو مذہب کا تقابل اسلام سے کیا گیا ہے نیز ہندو مذہب کو غیر قابل قبول ثابت کیا گیا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے ہندو مذہب کی تردید میں کم و بیش ۲۹ کتابیں مرتب فرمائیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

"حدوث وید"، رکوب السفینۃ فی مناظرۃ نگینہ"، "حدوث دنیا"، "الہام"، "شادی بیوگان اور نیوگ"، "ترک اسلام بجواب ترک اسلام"، "تغلیب الاسلام (۴ جلد) "الہامی کتاب"، "بحث تناسخ"، "سوای دیانند جی کا علم عقل"، "تیرا اسلام"، "مناظرہ جبل پور" "محمد رشی"، "مقدس رسول"، "نکاح آریہ"، "تحریف آریہ"، "اصول آریہ" "ہندوستان کے دو ریفارمر"، "جہاد وید"، "نماز اربعہ"، "مناظرہ دیوریا"، "فتح اسلام یعنی مناظرہ خواجہ"، "آریوں کے علمائے اسلام سے ۲۵ سوالات کے فوری جوابات" "مباحثہ نانین، اظہار حق بجواب ستیارتھ پرکاش"، "مرقع دیانندی"، "رجم الشیاطین بجواب اساطیر الاولین" "مجموعہ رسائل متعلقہ وید و قرآن" اور ایشور بھگتی"۔

مولانا موصوف کی "مقدس رسول" "مزین" "متنوع و منفرد کتاب" "آریہ کی ایک زہریلی کتاب" "آنگیلا رسول" کا جواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ "ترک اسلام" عبدالغفور دھرپال کی کتاب "ترک اسلام" کا جواب ہے۔ "تغلیب اسلام" بھی دھرپال کی ہی ایک کتاب "تہذیب الاسلام" کا جواب ہے۔ "الہامی کتاب" ایک مناظرہ کی روئداد ہے جو ماسٹر آتمارام سے وید اور قرآن کے الہامی کتاب ہونے پر ہوا تھا، "تیرا اسلام" بھی دھرپال کی کتاب "نخل اسلام" کی تردید میں لکھی گئی، "محمد رشی" کتاب میں پیغمبر اسلام کا ثبوت وید، توراۃ اور انجیل سے دیا گیا ہے۔ "مناظرہ دیودیا" ایک مناظرہ کی روئداد ہے جو مولانا امرتسری مرحوم اور پنڈت کریارام کے درمیان وید اور قرآن میں کون الہامی ہے؟ کے موضوع پر ہوا تھا، "مناظرہ خواجہ" بھی ایک مناظرہ کی روئداد ہے جو مولانا امرتسری اور معاشہ سروپ جی و بابو رام چندر دہلوی کے درمیان ہوا تھا، مناظرہ کا عنوان تھا۔ "مذہب حق کی تعریف اور اس کے معیار پر بحث"، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے "المحق" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ جس میں وید پر محققانہ بحث کی ہے، کہ یہ الہامی کتاب نہیں ہے۔

مولانا صوفی نذیر احمد کاشمیری (م ۱۴۰۵ھ) نے "عیسائیت کی تردید" میں تین کتابیں مرتب فرمائیں ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) عالمگیر امن انسانی کا قیام اور اس میں برہمن سماج کا حصہ۔

(۲) اسلام، ہندوستان اور ممالک اسلامیہ۔

(۳) اسلام، برہمن ازم اور فرقہ واریت

قادیانیت کی تردید

قادیانیت کی تردید میں علمائے اہلحدیث کی خدمات بھی قابل قدر ہیں اور اس کا اعتراف برصغیر کے ممتاز اہل علم و قلم نے کیا ہے۔ علمائے اہلحدیث نے قادیانی مبلغین سے مناظرے بھی کئے اور ان کے خلاف سینکڑوں کتابیں بھی تصنیف کیں، ذیل میں صرف ایک سو (۱۰۰) کتابوں کا تعارف کرایا جاتا ہے، جو علمائے اہلحدیث نے قادیانیت کی تردید میں لکھیں۔

مولانا محمد بشیر سہوانی (م ۱۳۲۳ھ) نے "الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح"، لکھی یہ کتاب اس مناظرہ کی روئداد ہے، جو مولانا محمد بشیر اور مرزا قادیانی کے درمیان "حیات مسیح" کے عنوان سے دھلی میں ہوا تھا۔

مولانا عبدالرحیم رحیم بخش دہلوی (م ۱۳۱۴ھ) نے قادیانیت کی تردید میں "دجال قادیانی"، "گولہ آسمانی بر مشن کرشن قادیانی" اور غیر مشن "ا لقادیانی فی اثبات الموت الطبیعی لعیسی ابن مریم الرسول الربانی" (اردو) لکھیں۔

"دجال قادیانی" میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اس قول کی تردید کی گئی ہے کہ قرآن و حدیث کی یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش گوئی پوری ہوئی کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھوں دکھ اٹھائے گا، مولانا قاضی محمد سلمان منصور پوری (م ۱۳۴۹ھ) نے قادیانیت کی تردید میں "غایۃ المرام" اور تائید الاسلام" لکھیں، "غایۃ المرام مرزا قادیانی کے رسالہ جات "فتح العلام و توضیح المرام" کے جواب میں ہے۔ "تائید الاسلام" میں مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد پر بحث کی گئی ہے اور اس کے علاوہ مرزا کی کتاب "ازالۂ اوہام" کے بعض مباحث کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ مولانا حاجی محمد اسحاق حنیف امرتسری (م ۱۴۰۲ھ) نے قادیانیت کی تردید "اباطیل مرزا" یعنی مرزا قادیانی کے جھوٹ اور "بطلان مرزا" کے نام سے دو رسائل لکھے۔

"اباطیل مرزا" میں قادیانی کے ۳۳ جھوٹ ان کی کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں، اور "بطلان مرزا" میں تحریرات مرزا اور اقوال امت مرزائیہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کا بطلان ثابت کیا گیا ہے۔ مولانا عبداللہ معمار (م ۱۳۶۹ھ) نے قادیانیت کی تردید میں "عالم کتابت مرزا"، "مغالطات مرزا" اور "محمدیہ پاکٹ بک" تین کتابیں مرتب فرمائیں۔

"محمدیہ پاکٹ بک" میں مرزا کی تصنیفات اور قادیانی لٹریچر سے بکثرت پیشین گوئیاں جمع کی گئی ہیں اور انہیں واقعات دلائل اور شواہد سے غلط اور خلاف واقعہ دکھایا گیا ہے نیز اس میں "ختم رسالت" "حیات مسیح و نزول عیسیٰ علیہ السلام" پر دلچسپ بحثیں ہیں۔

مولوی حبیب اللہ کلرک امرتسری (م ۱۳۷۵ھ) نے قادیانیت کی تردید میں ۱۵ کتابیں لکھیں، ان کی تفصیل یہ ہے۔

"عمر مرزا"، "مرزائیت کی تردید بطرز جدید"، "نزول مسیح حصہ اول"، "مرزا قادیانی نبی نہ تھے" "در غذائے مرزا"، "بشارت احمدی"، "مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی" "معہ رسالہ واقعات نادرہ"، "سنت کے معنی مع رسالہ واقعات نادرہ"، "معجزہ و مسمریزم میں فرق" "حلیہ مسیح معہ رسالہ ایک غلطی کا ازالہ"، "عیسیٰ علیہ السلام کا حج کرنا اور مرزا قادیانی کا حج کے بغیر مرنا"، "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اور آمد ثانی ابن تیمیہ حرانی کی زبانی"، "مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں"، "حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں ہے"، "مرزا قادیانی کی کہانی اور مرزائیوں کی کہانی"، "عون المعبود در تردید اوہام مرزا محمود"

"عمر مرزا" میں مولوی حبیب اللہ مرحوم نے مرزا قادیانی کی عمر پر بحث کی ہے۔ "مرزائیت کی تردید بطرز جدید میں" مرزا قادیانی کی قرآن فہمی پر بحث ہے۔ "مرزا قادیانی نبی نہ تھے"۔ اس میں مرزا قادیانی کتاب کے دعوئ نبوت کی تردید ہے "بشارت احمدی" میں پہلے "اسمہ احمد" پر بحث ہے۔ اور "اسمہ احمد" کے مصداق آنحضرت ﷺ ہیں، اور اس کے ساتھ مرزا محمود کی کتاب "انوار خلافت" کا جواب ہے "مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں"۔ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عون المعبود" مرزا محمود قادیانی کی کتاب "القول الفیصل" کا جواب ہے۔ مولانا حافظ عبداللہ روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) نے "مرزائیت اور اسلام" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں پہلے "مسئلہ ختم نبوت" پر بحث ہے اور اس کے بعد مرزا قادیانی کے نبی اور مسیح ہونے کی تردید ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے قادیانیت کی تردید میں جو کتابیں تصنیف کیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

"الہامات مرزا"، "صحیفہ محبوبیہ"، "شہادت مرزا"، "فاتح قادیان"، "عقائد مرزا"، "چیستان مرزا"، "مرقع قادیانی"، "مزار قادیان"، "تاریخ مرزا"، "نکات مرزا"، "محمد قادیانی"، "فیصلہ مرزا"، "ناقابل مصنف مرزا"، "بہاء اللہ اور مرزا"، "علم کلام مرزا"، "عجائبات مرزا"، "اباطیل مرزا"، "تحفہ احمدیہ"، "مکالمہ احمدیہ"، "بیکرام اور مرزا"، "مراق مرزا"، "نکاح مرزا"، "فتح ربانی" در "مباحثہ قادیانی"، "فتح نکاح مرزائیاں"، "شاہ انگلستان اور مرزا قادیانی"، "تعلیمات مرزا" "صفوات مرزا"، "ثنائی پاکٹ بک"، "آفتہ اللہ قادیانی مباحثہ دکن"، "عشرۃ کاملہ"، "تفسیر تونسی کا چیلنج اور فرار"، "قادیانی نبی کی تحریر فیصلہ کن ہے یا میرا حلف؟"

"الہامات مرزا"، میں مرزا قادیانی کے الہامات اور پیشن گوئیوں کا تذکرہ ہے۔ "صحیفہ محبوبیہ" حکیم نور الدین قادیانی کی کتاب "صحیفہ آصفیہ" کا جواب ہے۔ "شہادت مرزا" میں مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کی تردید ہے، "فاتح قادیان" ایک مناظرہ کی روئداد ہے جو مولانا امرتسری اور منشی قائم علی قادیانی کے مابین بمقام لدھیانہ ہوا تھا، "تاریخ مرزا" میں مرزا قادیانی کی "سوانح حیات" مرتب کی گئی ہے "فیصلہ مرزا" (مرزا قادیانی نے ایک اشتہار "مولانا ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" شائع کیا تھا، اس رسالہ میں اس کی تفصیل ہے) "نکاح مرزا" میں مولانا امرتسری نے ان کی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم سے منقول تمام پیشن گوئیوں کو غلط قرار دیا ہے، "صفوات مرزا" میں مرزا صاحب کے عقائد اور تناقضات بیان کئے گئے ہیں، "ثنائی پاکٹ بک" میں "قادیانی، دھریہ، عیسائی، ہندو، بہائی، شیعہ، اہل قرآن کی جامع اور مختصر تردید ہے۔ قادیانی مباحثہ دکن" یہ بھی ایک مناظرہ کی روئداد ہے جو مولانا امرتسری اور قادیانی علماء کے مابین سکندر آباد دکن میں ۳۱ جنوری ۱۹۲۳ء کو ہوا تھا۔ "قادیانی نبی کی تحریر فیصلہ کن ہے یا میرا حلف؟" اس رسالہ میں رسالہ سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آباد کے اشتہار کا جواب ہے۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے قادیانیت کی تردید میں جو کتابیں لکھیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

"شہادۃ القرآن (۲ جلد)" "الخبر الصحیح عن قبر المسیح"، "ختم نبوت اور مرزائے قادیان"، "رسائل ثلاثہ"، "نزول الملائکۃ والروح علی الارض"، "مرزا غلام احمد کی بدکلامیاں"، "فص خاتم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبوۃ "عموم الدعوۃ و جامعۃ الشریعۃ"، "مسلم العلوم الی اسرار الرسول"، "صدائے حق"، "کھلی چھٹی" (۲ جلد) "قادیانی حلف کی حقیقت"، "مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ"، کشف الحقائق یعنی روداد مناظرات قادیانیہ، "فیصلہ ربانی بر مرزائے قادیانی"۔

مولانا سیالکوٹی مرحوم کی "شہادت القرآن" (۲ جلد) صرف ﴿ انی متوفیک ورافعک الی ﴾ کی تفسیر ہے۔ یہ کتاب مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایسی گواہی ہے کہ حضرت مسیح کو مردہ بتانے والے بھی ﴿ کَذٰلِکَ یُحْیِی اللّٰہُ الْمَوْتٰی وَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾ پکار اٹھے۔

"الخبر الصحیح عن قبر المسیح" میں مرزا قادیانی کے اس قول کی تردید ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے۔ "ختم نبوت اور مرزائے قادیانی" میں مولانا سیالکوٹی نے مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کی تردید ہے۔ جو انہوں نے آیت قرآنی ﴿ صراط الذین انعمت علیھم ﴾ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے۔

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) نے قادیانیت کی تردید میں "اظہار حقیقت"، "رد مرزائیت" اور "قضاء ربانی بردعا قادیانی"، "مولوی غلام احمد قادیانی کے بعض جوابات پر ایک نظر"، "جواب دعوت"، "معیار نبوت"، "نور اسلام بجواب ظہور اسلام"، "دفع اوہام از ظہور امام"، لکھیں۔

"اظہار حقیقت" مرزا قادیانی کے مسیح موعود، مہدی، اور نبی و رسول ہونے کی تردید میں ہے۔ "جواب دعوت" ایک قادیانی کتاب "دعوت الی الحق" کا جواب ہے۔ "معیار نبوت" میں پہلے نبی کا بشر ہونا قرآن مجید سے ثابت کیا گیا ہے پھر "معیار نبوت" کی تعریف ذکر کی گئی ہے، اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی دس پیشین گوئیاں اسلامی کتب سے نقل کی گئی ہیں اور مزید دس پیشین گوئیاں مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں سے نقل کی گئی ہیں، اس کے بعد حق باطل کو واضح کیا گیا ہے، "نور اسلام" ایک قادیانی کتاب "ظہور اسلام" کی تردید میں ہے۔ اسی طرح "دفع اوہام" بھی ایک قادیانی رسالہ "ظہور امام" کے جواب میں ہے۔

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) نے دو کتابیں "ختم نبوت" اور "معیار نبوت" لکھیں۔ "ختم نبوت" میں پہلے یہ بحث کی گئی ہے کہ کفر و تکفیر کا حکم کب لگتا ہے اور کس پر، اس کے بعد مرزا قادیانی کی دونوں پارٹیوں یعنی قادیانی و لاہوری کا فرق واضح کرتے ہوئے ختم نبوت پر عقلی و نقلی دلائل سے اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔

مولانا ابوالحسن محمد سیالکوٹی (م ۱۳۲۵ھ) "بجلی آسمانی بر سر دجال قادیانی" (۲ جلد) لکھی۔ مولانا محمد اسمٰعیل علی گڑھی (م ۱۳۱۱ھ) نے "اعلان الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح"، مرتب فرمائی۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) "داستان مرزا" لکھی۔ مولانا نور حسین گھر جاکھی (م ۱۳۷۱ھ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے "چودھویں صدی کا دجال" اور "ختم نبوت" لکھیں۔ مولانا عبدالستار دہلوی (م ۱۳۸۶ھ) "القول الصحیح فی اثبات المسیح" تصنیف کی۔ مولانا محمد حنیف ندوی (م ۱۴۰۸ھ) نے "مرزائیت نئے زاویوں میں" لکھی۔ مولانا عبدالکریم فیروزپوری (م ۱۳۸۰ھ) نے "حقیقت مرزائیت" اور "مباہلہ پاکٹ بک" لکھیں۔ ان دونوں کتابوں کے بارے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ

> کتاب "حقیقت مرزائیت" اور "مباہلہ پاکٹ بک" دونوں کے مصنف مولانا عبدالکریم ایڈیٹر "مباہلہ" کے زور قلم کا نتیجہ ہے، موصوف ۱۷ سال مرزائی رہ کر مشرف باسلام ہوئے ہیں"۔ (اہلحدیث امرتسر: ۳۰ دسمبر ۱۹۳۵)

مولانا صفی الرحمان مبارکپوری "استاد حدیث جامعہ سلفیہ بنارس" نے قادیانیت کے رد میں "قادیانیت اپنے آئینہ میں" اور "فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری" مرتب فرمائیں۔

جماعت اہلحدیث

علمائے اہلحدیث نے جہاں بے شمار دوسرے موضوعات پر قلم اٹھایا وہاں "مسلک اہلحدیث" کی تائید و نصرت اور حمایت میں بھی کتابیں لکھیں۔ "مسلک اہلحدیث" پر مخالفین کی کتابوں کے مسکت جوابات بھی دیئے اور اس کے ساتھ ساتھ "تاریخ اہلحدیث" رقم کرنے پر گراں قدر علمی خدمات سرانجام دیں۔ ذیل میں چند معروف و مشہور کتابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو "مسلک اہلحدیث" کی حقانیت اور اس کے دفاع میں لکھی گئیں۔

مولانا قاضی محمد مچھلی شہری (م ۱۳۲۰ھ) نے "عقائد اہلحدیث معہ فتاویٰ" کتاب لکھی اس کتاب میں اہلحدیث کے عقائد اور اس مذہب کی قدامت و فضیلت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آخر میں تیجہ، دسواں، چالیسواں اور میلاد کی تردید بھی کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) نے "تحریک وہابیت پر ایک نظر"، "مسئلہ حجاز پر نظر"، اور سلطان ابن سعود، "علی برادران اور موتمر" کتابیں لکھیں۔

"تحریک وہابیت پر ایک نظر" میں مولانا امرتسری مرحوم نے "سلسلہ وہابیت" اور اس کے داعی امام محمد بن عبدالوہاب نجدی (م ۱۲۰۶ھ) کے حالات اور مسئلہ قبہ جات کے متعلق علمائے احناف کے فتاویٰ جمع کئے ہیں۔

"مسئلہ حجاز پر نظر" یہ کتاب انجمن حزب الاحناف کی جانب سے شائع کردہ رسالہ "اثبات بناء قبہ جات" کا جواب ہے۔ اس کتاب میں مذہبی و سیاسی دونوں حیثیتوں سے مسئلہ حجاز پر بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حجاز کی خدمت کے لئے بہترین خادم سلطان عبدالعزیز ابن سعود ہی ہیں۔

"سلطان ابن سعود" "علی برادران اور موتمر" "سلطان ابن سعود" نے "جنت المعلی" اور "جنت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البقیع" میں جو قبے بنے تھے ان کو گرا دیا، اس پر ہندوستان میں مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور دوسرے علمائے احناف نے شور مچایا، سلطان ابن سعود نے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں برصغیر کے علمائے کرام کو بھی دعوت دی گئی، اس کانفرنس میں مولانا امرتسری بھی شامل تھے، مولانا امرتسری نے اس کتاب میں کانفرنس کی پوری کاروائی من وعن پیش کر دی ہے۔

مولانا حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) نے "اہلحدیث کی تعریف" اور "اہل سنت کی تعریف"، دو کتابیں لکھیں۔ "اہل حدیث کی تعریف" میں اہلحدیث کی تعریف اور اس کے ساتھ مولانا اشرف علی تھانوی کے رسالہ "الاقتصاد فی بحث التقلید والاجتہاد" اور مولوی ارشاد حسین رام پوری کے رسالہ "انتصار الحق" کا جواب ہے۔ اسی طرح "اہل سنت کی تعریف" میں اہل سنت کی تعریف کی گئی ہے، یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) نے "تاریخ اہل حدیث" تالیف کی، اس کتاب میں مذہب اہلحدیث کی مکمل تاریخ سمودی ہے اور اس میں مذہب اہلحدیث کی مکمل تاریخ کے علاوہ مذہب اہلحدیث کے اصول ذکر کرتے ہوئے تقلیدی مذاہب سے بھی مقابلہ کیا گیا ہے۔

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) نے "ایضاح الطریق لصاحب التحقیق" کتاب لکھی، یہ کتاب مولوی حبیب الرحمان اعظمی حنفی کی کتاب "تحقیق اہلحدیث" کے جواب میں ہے۔

مولانا نذیر احمد دہلوی (م ۱۳۸۵ھ) نے "اہلحدیث اور سیاست" کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی، یہ کتاب برصغیر میں حضرت شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی کی تجدید دین کے لئے چلائی گئی تحریک میں حصہ لینے والے اور حضرت شاہ شہید کے بعد اس تحریک کو جاری رکھنے والے اور "میدان سیاست" میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والے مشہور علمائے اہلحدیث کے حالات پر مشتمل ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں مخالفین کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

مولانا خالد گھرجاکھی نے ایک کتاب بنام "کوائف یاغستان" مرتب کی، اس کتاب میں حضرت سید احمد شہید دہلوی اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کے حالات اور ان کے کارناموں کی تفصیل درج ہے۔ مولانا خالد گھرجاکھی کی دوسری کتاب "مولانا فضل الٰہی مرحوم وزیر آبادی" ہے، اس کتاب میں مولانا فضل الٰہی کے حالات اور ۱۹۰۰ سے ۱۹۵۱ء تک کے مجاہدین کی سرگذشت ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل السلفی (۱۳۸۷ھ) نے ایک بینظیر اور عمدہ کتاب "تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ دہلوی کی تجدیدی مساعی" مرتب فرمائی، اس کتاب میں مولانا سلفی مرحوم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ وجوب تقلید کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔ ائمہ اربعہ بھی اس کو پسند نہیں کرتے تھے۔ پھر شاہ ولی اللہ دہلوی نے فقہی [illegible] اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد یہ بھی واضح کیا ہے کہ "عمل بالکتاب والسنہ" کی دعوت ہر دور میں زندہ تھی۔

"تحریک آزادی فکر" کا عربی میں ترجمہ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری "استاد حدیث جامعہ سلفیہ بنارس" نے بنام "حرکۃ الانطلاق الفکری و جھود الشاہ ولی اللہ فی التجدید" کیا ہے۔

مولانا عبدالمبین منظر (م ۱۴۱۰ھ) نے "اہلحدیث اور اس کا پس منظر" کتاب لکھی، جس میں مسلک اہلحدیث کی فصاحت، تعارف، اور اصحاب الحدیث کے علمی اور عملی کارناموں کی تفصیل بیان کی ہے۔

مولانا عزیز الرحمان سلفی نے "جماعت اہلحدیث کی تدریسی خدمات" مرتب فرمائی، اس کتاب میں برصغیر میں جماعت اہلحدیث کے مدارس کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ) نے "حسن البیان فی سیرۃ النعمان" مرتب فرمائی، یہ کتاب مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) کی "سیرۃ النعمان" کا جواب ہے جس میں علم حدیث اور ائمہ حدیث پر تنقید کی گئی تھی۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی نے "ارمغان حنیف" اور "برصغیر میں علم حدیث" کتابیں لکھیں ہیں، "ارمغان حنیف" مولانا محمد حنیف ندوی (م ۱۴۰۸ھ) کی سوانح حیات اور ان کے علمی کارناموں پر مشتمل ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ (م ۱۴۰۸ھ) نے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں، آپ کی تصانیف عربی، فارسی، انگریزی، اردو اور دیگر متعدد زبانوں میں ہیں، علامہ شہید کی تصانیف کی فہرست حسب ذیل ہے۔

"القادیانیۃ" (عربی) "الشیعۃ والسنۃ" (عربی) "الشیعۃ واھل البیت" (عربی) الشیعۃ و القرآن" (عربی) "الشیعۃ والتشیع" (عربی) "بین الشیعۃ و اھل البیت" (عربی) "البابیۃ" (عرض و نقد) (عربی) البہائیۃ (عربی) "التصوف والمشاء والمصادر" (عربی) "الاسماعیلیۃ" (عربی) "البریلویۃ" (عربی) "قادیانیت" (انگریزی)، "شیعہ و سنت" (فارسی) "شیعیت" (انگریزی) "مرزائیت اور اسلام" (اردو) "دراسات التصوف" (عربی) "بریلویت" (انگریزی) "سفر حجاز" (اردو)

"کتاب الوسیلۃ" (ابن تیمیہ) بتبویب و ترجمہ اردو، "کتاب التوحید" (امام محمد بن عبدالوہاب) ترجمہ انگریزی، کتاب "الوسیلۃ" (انگریزی)، حج و عمرہ (اردو)

"البریلویۃ" اور "الشیعۃ والسنۃ" کے اردو تراجم مولانا عطاء الرحمن ثاقب کے تحریر کردہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات

عبد القوی لقمان

اسلام اور مستشرقین

فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴾

--- (سورۂ آل عمران : ۱۹)

"دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا، تو علم حاصل ہونے کے بعد (صرف) آپس کی ضد سے اور جو محض اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے"

"اسلام اور مستشرقین" سے معنون میں نے اپنے گذشتہ مقالہ میں (جو اپریل ۹۳ء میں شائع ہوا تھا) لفظ "استشراق (Orientalism) یا مستشرقین" کا لغوی و اصطلاحی معنی، نیز اس کی صفحۂ ہستی پر ابتداء اور تاریخی پس منظر کی ایک جھلک ہدیۂ قارئین کی۔ متذکرہ مقالہ جہاں اپنے مرکزی کردار اور موضوع کے اعتبار سے انتہائی اہمیت و افادیت کا حامل تھا، وہاں موضوع کو اس قدر اختصار سے ذکر کرنے سے یک گونہ تشنگی اور کمی کا احساس بھی پیدا ہوا۔ میں بھی اپنی بعض گوناگوں مصروفیات کی بناء پر اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت سے محروم رہا، لہٰذا اس کے کئی گوشے وضاحت طلب ہونے کے باوجود احاطۂ تحریر میں نہ لائے جا سکے۔ اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک بار پھر اس موضوع سے متعلق کچھ نکات کا مجموعہ ذہن کی تختی پر منقش ہوا تو ساتھ ہی انہیں قارئین کے گوش گزار کرنے کے لئے سپرد قلم کیا تاکہ کسی حد تک سابقہ کمی کا ازالہ ہو سکے۔ (واللہ تعالیٰ ولی التوفیق علیہ توکلت والیہ انیب)

اس حقیقت کو کوئی بھی عقلمند اور ذی شعور تسلیم کرنے سے انکار نہیں کر سکتا کہ دین اسلام اور حاملین دین اور اس کے پاسبانوں کو جس قدر نقصان اور خسارہ یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں اٹھانا پڑا کسی اور اسلام دشمن طاغوتی طاقت سے نہیں، اور اس بات کی تائید کے لئے وحی الٰہی (قرآن و حدیث) کی بے شمار نصوص شاہد ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار اہل کتاب (یہودیوں اور عیسائیوں) کی اسلام دشمنی اور ان کے پیغمبر اسلام کے بارے میں بغض و عناد رکھنے اور دین کے ساتھ مذاق اڑانے سے ٹھٹھہ کرنے کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیاں کرتے ہوئے، اہل ایمان کو ان کے ساتھ کسی قسم کا میل ملاپ، مجالست و معاشرت نیز ان کے ساتھ تعلقات استوار رکھنے سے منع فرمادیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ﴾ --- (سورۃ المائدۃ : ۵۱)

"اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ، یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ انہیں میں سے ہوگا"

بلکہ ایک مقام پر تو حق تعالیٰ جل شانہ نے ایمان والوں کو شرفِ مخاطبت بخشتے ہوئے والدین اور بہن بھائیوں سے بھی قطع رحمی کا واضح حکم فرمایا ہے جب وہ ایمان اور اہل ایمان کے بالمقابل کفر اور اہل کفر کو پسند کریں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾ ---

(سورۃ التوبہ : ۲۳)

"اے اہل ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی، ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے بھی دوستی نہ رکھو اور جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں"

اور ان سے دوستی اور اخوت و محبت و مودت سے ممانعت اس لئے ہے کہ ان لوگوں نے آسمانی کتابوں اور صحیفوں کو اپنی حرص و ہوئی اور خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بناتے ہوئے اسلام اور اسلام کے نام لیوا و مبلغین اسلام نیز انبیاء و رسل علیہم السلام کی مقدس ہستیوں کو ہنسی، مزاح اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ اسی لئے خصوصاً مسلمین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ ﴾ --- (سورۃ المائدۃ : ۵۷)

"اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں، ان کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے۔ دوست نہ بناؤ، اور مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو"

کتاب اللہ کی ان آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ عداوت و دشمنی، اور مسلمانوں کا کفار کے ساتھ میل جول اور راہ و رسم بڑھانے اور ان سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلقات قائم کرنے سے کلی ممانعت کے ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ کہیں مسلمان اسلام دشمن قوتوں اور لادین عناصر سے دوستی گانٹھ کر، اور اسی طرح دنیا کی محبت اور مادیت پرستی میں پڑ کر ایمان کی حقیقی نعمتوں اور اس کی روحانی طاقتوں (Spirtual Forces) سے تہی دامن نہ ہو جائیں، جس خدشے کا اظہار محسنِ انسانیت ﷺ نے آج سے تقریبا پندرہ سو قبل فرمایا تھا، جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

﴿ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ، قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ (ﷺ) اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَمَنْ؟ ﴾ .... (متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ المصابیح : کتاب الرقاق)

"البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی پیروی (میں) بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ پورے اترو گے، یہاں تک کہ اگر کوئی (ان میں سے) گوہ کے بل میں گھسا تھا، تو تم بھی گھسو گے، عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ! آپ ﷺ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : اور کون ہو سکتا ہے"

اور آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی من و عن سچ ثابت ہوئی، جس کا واضح مظہر یہ ہے کہ آج کا مسلمان ایک اسلامی و دینی معاشرے (Islamic Society) میں ایک مہذب شہری کی طرح شرعی وضع قطع اور چال ڈھال اپنا کر چلنے سے جھجکتا اور شرماتا ہے جبکہ مغربی تہذیب (Westren Civilization) میں پنپنے والے کا روپ دھار کر فخر کرتا اور اتراتا ہے، ایک اسلامی ریاست میں متشرع اور متدین آدمی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور بنیاد پرست کے لقب سے نوازا جاتا ہے جبکہ ایک بدکردار، لادین اور پینٹ شرٹ میں ملبوس شخص کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور ترقی یافتہ گردانا جاتا ہے ؎

خرد کا نام جنوں پڑ گیا اور جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے!

حتیٰ کہ مسلمانوں کی اخلاقی پستی اور ذہنی و فکری انحطاط کی نوبت یہاں تک جا پہنچی ہے کہ عصر حاضر کا خبیث ترین اور شریر ترین صیہونی بھی مسلمانوں کی اس دو روی طرز فکر اور ظاہری شکل و شباہت کو دیکھ کر شرم سے گردن جھکا دیتا ہے اور شاعر بھی اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے پکار اٹھتا ہے ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

نیز مسلم معاشرہ شاعر کے اس قول کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان مجھے روکے ہے ، تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

قارئین کرام! دور حاضر میں ملتِ اسلامیہ جن نازک حالات سے دوچار ہے نیز کفر و شرک کی تند و تیز آندھیوں بدعات و خرافات کے مہیب طوفانوں، اور ملحدانہ نظریات و افکار کے جن خطرناک چیلنجوں (Challenges) کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ایک قلم کی نوک اسے رقم کرنے سے عاجز اور بے بس ہے۔ امت مسلمہ کی اسی بے بسی اور پستی و ذلت کا تذکرہ آج سے کچھ عرصہ پہلے مولانا الطاف حسین حالیؒ نے اپنے ان الفاظ میں کیا تھا ؎

یہی حال دنیا میں اس قوم کا ہے
بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے
کنارہ ہے دور اور طوفاں بپا ہے
گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی
پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی

مسلمانوں کی اس موجودہ حالتِ زار کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے، ہر جگہ سے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی داستانیں سننا اور بیان کرنا روزانہ کا معمول بن چکا ہے اور اب تو ایک مسلمان کی داستان المناک سن کر دوسرے مسلمان بھائی کے دل سے حرارتِ ایمانی اور ایثار و قربانی کی اٹھنے والی لہر بھی سرد ہو چکی ہے، اور بقول شاعر ؎

حیف ہے قانع غلامی پہ مسلمان ہو گئے
جوہرِ غیرت سے خالی ان کے ایماں ہو گئے

یہ ساری سزا ہمارے اپنے ہی بداعمال کی شامت ہے[1] کہ شیطان صفت دشمن اپنے لاؤ لشکر سمیت نیز مادی و فکری اسلحہ سے پوری طرح لیس ہو کر عالم اسلام پر چہار سو یلغار کرتا ہوا بڑھتا چلا آ رہا ہے، اور مسلمان "بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے والے کبوتر کی طرح" دشمن کا تر نوالہ بننے کے لئے بے بس و لاچار سہمے بیٹھے ہیں، اس پر طرہ یہ کہ ہم اپنے بدطینت دشمن کے زر خرید غلام کی طرح اس کے حکم کی بجاآوری اور اس کے نقش قدم پر چلنے کو ہی اپنی زندگی کی اصل کامیابی اور سب سے بڑی سعادت خیال کرتے ہیں، مغربی آقاؤں کی یہ ذہنی و فکری غلامی کی زنجیریں اور طوق اپنے گلے میں پہننا اپنے مستقبل کے سہانے خوابوں کی سچی تعبیر اور عظیم مقاصد کی تکمیل گردانتے ہیں، یہی وہ مہلک صلیبی و صیہونی پھندہ تھا جس میں آج ہم جکڑ دیئے گئے ہیں، یہی وہ مسموم و مذموم تہذیب تھی جس کا آج ہم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جزوِ لاینفک" بن چکے ہیں اور جس کی نشاندہی شاعرِ ملت علامہ اقبال مرحوم نے اپنے ان الفاظ میں کی تھی

ع اقبال کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
ہر ملتِ مظلوم کا یورپ ہے خریدار
یہ پیرِ کلیسا کی کرامت ہے کہ اس نے
بجلی کے چراغوں سے منور کئے افکار
جلتا ہے مگر شام و فلسطین پہ مرا دل
تدبیر سے کھلتا نہیں یہ عقدۂ دشوار
ترکانِ "جفا پیشہ" کے پنجے سے نکل کر
بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار

اور یہی وہ دشمنانِ دین بالخصوص یہود و نصاریٰ اور بالعموم دیگر کفار و مشرکین کی اسلام اور اہل اسلام سے بیزاری، نفرت اور عداوت ہے جس کا اظہار "اللہ رب العالمین" نے اپنے کلام مقدس میں ان الفاظ میں فرمایا ہے :

﴿ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ ------ ﴾ (سورۂ بقرہ : ۱۰۵)

"جو لوگ کافر ہیں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) یا مشرک، وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے خیر (و برکت) نازل ہو"

قارئین کرام! مندرجہ بالا کلام سے کتاب و سنت کی واضح نصوص کی روشنی میں بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اعداءِ دین اسلام خاص طور پر یہودی و عیسائی کس حد تک عالم اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں، اور جب حقیقت کے صاف اور شفاف آئینے میں ان کا اصل روپ دیکھیں گے تو بقول ؎

"جو ہے پردوں میں پنہاں چشمِ بینا دیکھ لیتی ہے"

ان میں سے ہر کوئی اسلام کے استیصال کے لئے جو بھی گھناؤنا کردار ادا کرتا ہے، آپ کو دجال کذاب سے کم نظر نہیں آئے گا، اور اسی طرح مغربی مفکرین اور دانشور اپنی کامل استعداد اور پورے مادی و فکری وسائل (استعمار، تبشیر، استشراق اور تغریب وغیرہ) کو بروئے کار لاتے ہوئے جس طرح مسلمانوں کی دینی و اخلاقی رگِ حیات کو اپنے خونی پنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں اور اور پھر اپنے ہی اختراع کردہ نظام کفر (جمہوریت Democracy) کو پوری اسلامی دنیا (Muslim World) میں نافذ کرنے کے لئے جو خوفناک سکیمیں اور (Plans) بنا رہے ہیں، وہ ایک انتہائی باریک بین اور صاحب عقل و خرد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص ہی جان سکتا ہے، جبکہ ایک ظاہر بین اور معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا کم عقل اسے "آزادی کی نیلم پری" قرار دیتے ہوئے اس ظاہری طور پر خوبصورت، شیریں، دلفریب اور اندر سے انتہائی بدصورت، کڑوے اور تلخ نعرے کا بڑی آسانی سے شکار ہو جاتا ہے اور اسی "دیو استبداد" (جمہوری نظام) کا اصل مہیب چہرہ بے نقاب کرتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے کہا ہے ؎

تو نے دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر!

مغربی اقوام (بالخصوص یہودی و عیسائی) اور ان کے مذہبی مفکرین و محققین نے عالم اسلام (Muslim World) کے خلاف جو خطرناک کھیل شروع کر رکھا ہے، اس کی ایک لہری مسلمانوں کو خس و خاشاک کی طرح اپنے ساتھ بہا کر لے جا سکتی ہے، جبکہ اس سلسلے میں استعمال ہونے والے دیگر جملہ ذرائع و وسائل کی فہرست اتنی طویل ہے کہ بیان سے باہر ہے، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ﴿ الدین النصیحة ﴾ [2] "کہ دین سراسر خیر خواہی ہے" کے مصداق اور اس رحیم و کریم اور علیم و حکیم ذاتِ اقدس جو کہ اپنی جملہ صفات میں ﴿ وحدہ لا شریک ﴾ ہے کی توفیق سے چند ایک ان امور اور وسائل کی طرف اپنے اہل ایمان (اور خاص طور پر اپنے اہل وطن مسلمان پاکستانی) بھائیوں کی توجہ مبذول کرانا اپنا اخلاقی و دینی فریضہ سمجھتا ہوں جن وسائل و ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے دنیائے کفر کے سرکش شیطان اور طواغیت شمع الٰہی کو بجھانے اور امت مسلمہ (کی وحدت) کا شیرازہ بکھیرنے کے درپے ہیں ؎

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف!

ایک مسلمان ہونے کے ناطے سے ہماری یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہم صرف جوشیلے نعروں اور جذباتی کیفیات کی رو میں بہہ کر اپنے ہوش و حواس ہی نہ کھو بیٹھیں کہ مبادا ہمارا دشمن ہمیں آسانی سے نگل کر ہضم ہی نہ کر جائے، بلکہ پوری احساسِ ذمہ داری سے کام لیتے ہوئے اور دینی تڑپ اور ایمانی جذبے سے سرشار ہو کر اپنے حقیقی دشمن کی شناخت کریں، نیز اس سے نبرد آزما ہونے کے لئے بھی اس کی اصل قوت کے سرچشمہ، مادی و فکری ہتھیاروں کا سنجیدگی سے کھوج لگائیں تاکہ اسلام اور حامیانِ اسلام کے سدباب کے لئے تیار کردہ خطرناک جال کاٹے جا سکیں اور غلامی کی زنجیریں توڑی جا سکیں اور ساتھ ہی ان ہر دو طرح کے مہلک ترین اسلحہ کا توڑ پیش کرتے ہوئے ان سے ہمیشہ کے لئے محفوظ و مامون رہا جا سکے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب ہم جذبہ جہاد سے بھرپور اور ایمان و ایقان کی قوت سے معمور، دشمنانِ دین کی اصل قوت و طاقت پر مطلع ہونے میں کامیاب ہوں، اسی چیز کی اہمیت کو کسی شاعر نے اپنے ان اشعار میں خوب اجاگر کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرفت الشر لا للشر ولكن لتوقيه
ومن لا يعرف الشر من الناس يقع فيه

ترجمہ: کہ میں نے شر (کے ماخذ) کی معرفت شر اپنانے کے لئے نہیں بلکہ شر سے بچنے کے لئے حاصل کی ہے اور جو کوئی لوگوں میں سے شر (کے مصادر) پر مطلع نہیں ہو پاتا وہ (عام طور پر) شر میں خود مبتلا ہو جاتا ہے۔

(اعاذنا اللہ تعالی من شرور انفسنا ومن شرور اعدائنا..... (آمین)

وسائلِ استشراق

قبل اس سے کہ قارئین کی خدمت میں مستشرقین (قائدین یہود و نصاریٰ اور مغربی مفکرین) کے اصل اہداف و مقاصد کی نشاندہی کروں، مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے ان چند وسائل پر بھی ایک سرسری نگاہ ڈال لی جائے جن کی وساطت سے یہ اعداء اللہ (اللہ تعالیٰ کے دشمن) اسلام کی شمعِ حیات کو گُل کرنے کی ناپاک سازش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمہ وقت سرگرداں رہتے ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ متعدد وسائل اور ذرائع اپنے مقاصد کے حصول کے اعتبار سے ان کے لئے ایک پل (Bridge) کا کام دیتے ہیں جس کو عبور کر کے منزل مقصود تک پہنچنا ان کے لئے اور آسان ہو جاتا ہے۔

(۱) تصنیف و تالیف

اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمنوں اور لادین قوتوں نے ایسا کوئی ہتھکنڈہ اور پروپیگنڈہ نہیں چھوڑا، جس سے انہوں نے مسلمانوں کی اخلاقی و روحانی اقدار کو پامال نہ کیا ہو اور سب سے بڑھ کر جس چیز کی طرف ان کی نظر ملتفت ہوئی، وہ دینی افکار و نظریات کا حامل وہ لٹریچر (Literature) ہے جس کو خود مغربی علماء و مفکرین نے بڑی بسط و تفصیل کے ساتھ مرتب کرنے کے بعد یورپی ممالک میں بالخصوص اور بین الاقوامی سطح پر بالعموم شائع کیا ہے۔

یہاں تک کہ ایک اندازے کے مطابق اُنیسویں صدی کے اوائل سے لے کر بیسویں صدی کے وسط تک مستشرقین کے ہاتھوں لکھی جانے والی اور مرتب ہونے والی کتابوں کی تعداد ساٹھ ہزار سے بھی متجاوز ہے، یہ تالیف شدہ جملہ کتب خالص دینی و اسلامی موضوعات مثلاً: تاریخ عرب، تاریخ اسلام، اسلامی فلسفہ، تاریخ تصوف، حقیقتِ تصوف، عربی ادب، اور کتاب و سنت کی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ اور اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی باک نہیں کہ مغربی اقوام کے زعماء و قائدین نے اس میدان میں دن رات کی مسلسل محنت و کاوش کے بعد جو علمی خزینہ جمع کیا ہے وہ قابل صد ستائش ہے۔ ان میں اکثر و بیشتر تالیفات اہل علم و فن کے لئے قیمتی سرمایہ بھی ہیں، لیکن ایسی لاتعداد اکاذیب و اباطیل سے بھرپور کتب کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ بھی موجود ہے جو صرف اور صرف مسلمان سلف صالحین" پر طعن و تشنیع اور عامۃ المسلمین کی کردار کشی، نیز اسلام کی اصل صورت کو مسخ کرنے اور بگاڑنے کے لئے لکھی گئی ہیں، ذیل میں ہم عامۃ المسلمین کے استفادہ کے لئے بعض اہم کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو کہ علمی و فنی لحاظ سے نہایت اہمیت و افادیت کی حامل ہیں اور اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کے اعتبار سے مستشرقین کی امہات الکتب میں سے شمار کی جاتی ہیں۔

تاریخ عربی ادب

یہ کتاب مشہور مؤلف المانی مستشرق کارل بروکلمان (م۔۱۹۵۶ء) کی تالیفات میں سے ہے اور یہ صرف عربی ادب پر ہی مشتمل نہیں جیسا کہ اس کے عنوان سے ظاہر ہے بلکہ یہ کتاب بے شمار دیگر عربی کتب اور ان کے مصنفین کے حالات کا مرقع ہے، یہ کتاب اُن گنت خوبیوں کا بیک وقت مجموعہ ہے جو کہ موصوف مصنف کی جُہدِ مسلسل اور عملِ پیہم کا ایک عظیم شاہکار اور منہ بولتا ثبوت ہے، اس نہایت ضخیم اور مفید کتاب کو عربی زبان میں منتقل کرنے کی ابتدا ڈاکٹر عبدالحلیم نجار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی اور اس کا پہلا حصہ ۱۹۵۹ء کو شائع ہوا، ابھی اس کتاب کے ترجمہ کے صرف چھ حصے ہی مکمل ہو پائے تھے کہ موصوف مترجم" اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔

بعد میں اس ترجمہ کی تکمیل کا اہتمام ایک "تربیتِ ثقافت و علوم" نامی عرب تنظیم نے کیا، اور متعدد محققین سے اس کا ترجمہ کروا کر اسے بیک وقت شائع کیا، اس کتاب کے علاوہ بھی موصوف مؤلف "بروکلمان" کے ہزاروں کی تعداد میں متنوع دینی و اسلامی موضوعات پر مشتمل مخطوطات اور قلمی نسخے منظرعام پر آچکے ہیں جن کی بازیابی کا سہرا مشہور مسلمان ترک عالم دین (Scholar) "فؤاد سیزکین" کے سر ہے جس نے براہ راست المانی مستشرق "ہیلموٹ ریٹر" سے علمی استفادہ کیا ہے، بعد میں "فؤاد سیزکین" نے انہی قلمی نسخوں اور مخطوطات پر مشتمل اپنی مشہور کتاب "تاریخ تراث عربی" تصنیف کی اور اسے "المانی زبان" میں شائع کیا، اسی کتاب کے کچھ حصے کا عربی زبان میں بھی ترجمہ کیا گیا، جس پر مؤلف موصوف" کو اس علمی و تحقیقی تگ و دو کے نتیجے میں شاہ فیصل مرحوم کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔ (۳)

(ب) دائرۃ المعارف الاسلامیہ (Encyclopedia of Islam)

علمائے یہود و نصاریٰ کی ملی بھگت اور مشترکہ جدوجہد کا دوسرا بڑا شاہکار "اسلامی انسائیکلوپیڈیا" ہے اور باوجودیکہ اس میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف خوب ہرزہ سرائی کی گئی ہے لیکن اس قباحت کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر مستشرقین علماء و مفکرین کے درمیان باہمی روابط، اور معلومات فراہم کرنے کا ایک گرانقدر مجموعہ ہے، جو بلاشک مسلمان علماء و محققین کے لئے بھی افادیت کے اعتبار سے خاصا اہمیت کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حامل ہے۔ یہ "انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia of Islam) مختلف مراحل سے گزرتا ہوا ۱۹۱۳ء اور ۱۹۳۸ء کے درمیانی عرصہ میں انگریزی، فرانسیسی اور المانی زبانوں میں شائع ہوا، نیز بعد میں حرف "ع" تک اس کا عربی ترجمہ بھی کیا گیا، مزید برآں بعض مستشرقین نے طویل بحث و تمحیص اور دقیق نظر ثانی کے بعد اسے دوسری بار شائع کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں بے شمار نئے مقالات اور جدید معلومات و فوائد کا اضافہ بھی کیا جو چند نامور جدید علماء و مفکرین کی کوششوں کا مرہونِ منت تھیں، اور کچھ بعد میں دستیاب ہونے والے مخطوطات اور قلمی نسخوں کا ثمرہ تھیں۔ (۴)

(ج) المعاجم (حروف ابجد کی ترتیب پر تالیف شدہ لغوی، ادبی اور فنی کتب)

تصنیف و تالیف سے متعلق ایک اور اہم شعبہ "معاجم" کی ترتیب و تنسیق اور علم و ادب اور فنِ لغت پر مشتمل کتب کی نشر و اشاعت کا بھی ہے، یہ بھی مستشرقین کے دائرہ عمل اور ان کے مقاصد کی تکمیل میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے اس میدان میں اترنے کے بعد بعض مغربی مفکرین و محققین نے جنون کی حد تک دلچسپی لیتے ہوئے، طویل جدوجہد کے نتیجے میں بڑی بڑی ضخیم خصوصاً عربی، انگریزی، فرانسیسی، المانی اور دیگر یورپی زبانوں میں کتابیں مرتب کیں اور اس طرح اس سلسلہ کی سب سے پہلی قاموس (Dictionary) عربی اور لاطینی زبان میں بارھویں صدی میلادی میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی، پھر یہ لامتناہی سلسلہ پھیلتا اور بڑھتا چلا گیا، سینکڑوں چھوٹی بڑی لغوی و ادبی کتابیں اور "معاجم" مدوّن کی گئیں جنہیں مرتب کرنے والے مؤلفین میں سے ایسے افراد بھی تھے جنہوں نے پوری زندگی کا عرصہ اسی کام میں کھپا دیا۔

"معاجم" کی وہ طویل فہرست جو غیر مسلم (یہودی و عیسائی) مشنری کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچی، ان میں سب سے بڑی اور عالمی شہرت یافتہ کتاب "المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث الشریف" ہے۔ جو بیک وقت حدیث و سنت کی نو مشہور کتابوں (صحاحِ ستہ، سُنن الدارمیؒ، مؤطا امام مالکؒ اور مسند احمد بن حنبلؒ) کو شامل ہے، اور موجودہ دور میں ہر صاحب علم و فن کے لئے اس کا حصول ناگزیر ہو گیا ہے، یہ کتاب پہلی بار سات جلدوں میں چھپ کر ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی۔ (۵) اس سلسلے کی دوسری اہم ترین کتاب "المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم" ہے، ان ہر دو کتابوں کی اہمیت و فضیلت اس اعتبار سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ شریعت طاہرہ کے دو سب سے بڑے اساسی و رئیسی مصادر (کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ جو کہ اصلِ شریعت اور وحی الٰہی ہیں) پر مشتمل ہیں، کیا ہی خوب قدرت ہے اس علیم و قدیر ذات کی اور کیا ہی اچھا فیصلہ ہے اس "عزیز و حکیم" ہستی کا، جس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے اس دینِ حق کا استیصال کرنے والوں کو ان کے اپنے ہاتھوں ناکام و نامراد بنا دیا جن اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے اپنی زندگی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری توانائیاں صرف کر دیں، یہی مساعی و جہود ان کی اپنی ناکامی و مایوسی کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں، آج یہی کتب ہر مسلمان عالم، فاضل، محقق، مفسر، محدث، مؤرخ اور فقیہ سب کے لئے (اسلام کی ترویج و اشاعت کی خاطر یکساں طور پر) ایک بنیادی ضرورت بن چکی ہیں، سچ ہے جو احکم الحاکمین نے (فرقان حمید میں) فرمایا ہے۔

﴿ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویأبی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ○ ھو الذی أرسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ﴾ (سورۃ التوبہ : ۳۲ - ۳۳)

"ارادہ کرتے ہیں کہ بجھادیں اللہ تعالیٰ کی روشنی کو اپنے مونہوں کے ساتھ، اور اللہ تعالیٰ نہیں قبول رکھتا مگر یہ کہ پورا کرے اپنی روشنی کو، اور اگرچہ ناخوش رہیں کافر، وہی (ذات) ہے جس نے بھیجا اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو اوپر سب دینوں کے، اور اگرچہ ناخوش رہیں مشرک"

اور اسی بات کی وضاحت "الصادق والمصدوق" نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے :

﴿ ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر ﴾ (۶)

"بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید (اور اس کی آبیاری) کے لئے کسی (نافرمان اور) فاجر آدمی سے بھی کام لے لیتا ہے"

نیز اسی حقیقت کو اصحابِ ذوق شعراء (ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ اور مولانا ظفر علی خاںؒ) نے بھی اپنے کلام میں خوب اجاگر کیا ہے ۔

ھے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے!
نور اللہ ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!!

(د) متنوع مجلّات و رسائل اور لٹریچر (Literature) کی اشاعت

مستشرقین (یہودی و عیسائی مشنری) نے اپنے مذموم اور خطرناک نصب العین میں سرخرو ہونے کی خاطر، جس قدر مختلف نوعیت اور خاص قسم کے لاتعداد جرائد و مجلّات اور بغلٹوں کا استعمال کیا ہے اس کا ذکر ناگزیر ہے، یہ تمام قسم کا مواد اسلام، اہل اسلام کے احوال، مسلم علاقوں اور اسلامی ممالک سے متعلق معلومات پر مبنی ہوتا تھا، علوم شرقیہ (اسلامی تعلیمات) سے بھرے ہوئے رسائل و جرائد کی مجموعی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد جو کہ خاص "استشراق" (Orientalism) کی خدمت اور اہل استشراق کی طرف سے متعین کردہ طرق کو ہموار کرنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر نشر کئے جاتے تھے تقریباً تین ہزار (۳۰۰۰) تھی، یہ تعداد ان سینکڑوں رسائل و اخبارات اور اشتہارات کے علاوہ ہے جو مستشرقین کی اعانت و تعاون کے علاوہ دیگر مصلحتوں کی خاطر شائع کئے جاتے اور مختلف زبانوں میں طبع ہونے کے ساتھ ساتھ عام موضوعات پر بھی محیط ہوتے تھے، یہ جملہ رسائل و جرائد اور ذرائع ابلاغ عام طور پر شرقی علوم (اسلامی افکار و نظریات) اور خاص طور پر عالم اسلام اور مسلمانوں کے ہاں مروّجہ زبانوں، ان کے مذاہب و فرق، ان کے قدیم و جدید علوم و فنون اور بین الاقوامی سطح پر ان کے اثرات و نفوذ کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے خلاف ردعمل ظاہر کرتے، بلکہ بسا اوقات شریعتِ طاہرہ کی اصل روح اور ہیئت کو مسخ کرنے کے لئے اور وحی الٰہی (کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ) میں تشکیک پیدا کرتے ہوئے خوب کُھل کر اسلام سے بیزاری اور نفرت کا برملا اظہار بھی کرتے، چند ایک مشہور مجلات و رسائل کا تعارف افادیت کے پیش نظر ہدیۂ قارئین کرام ہے :

۱۔ ۱۷۸۷ء میں فرانس کے عیسائیوں نے مستشرقین کے زیر نگرانی ایک تنظیم تشکیل دی اور ساتھ ہی استشراقی مشن کو پروان چڑھانے کے لئے ایک مستقل مجلّہ "الاسیویۃ" کا اجراء کیا۔

۲۔ اسی طرح ۱۸۲۳ء کو لندن میں "جمعیۃ تشجیع الدراسات الشرقیۃ" (تنظیم برائے اشاعتِ مشرقی علوم) کی حاکمِ وقت کے زیر سایہ بنیاد رکھی گئی، جس کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کے لئے ایک باقاعدہ رسالے "مجلۃ الجمعیۃ الاسیویۃ الملکیۃ" کی اشاعت کا آغاز کیا گیا۔

۳۔ ۱۸۴۲ء کو امریکی، یہودی اور عیسائی مبلغین نے ایک تنظیم قائم کی، جس کا ترجمان اس وقت کا معروف رسالہ "مجلۃ الجمعیۃ الشرقیۃ الامریکیۃ" تھا، تقریباً اسی سال مستشرقین نے اپنے خاص اغراض و مقاصد اور پروگراموں میں کامیابی پانے کی خاطر ایک "الالمان" نامی مجلّہ کی نشر و اشاعت کا اہتمام کیا، جس کے فروغ کے لئے مزید مراکز اور دفاتر المانی، روس اور دیگر بڑے ممالک میں بھی کھولے گئے، علاوہ ازیں وہ مجلات و رسائل جن کی طباعت و اشاعت کا اہتمام امریکی مستشرقین نے پورے جوش و ولولے اور محبت و عقیدت سے کیا، ان میں سب سے معروف رسالہ "مجلۃ جمعیۃ الدراسات الشرقیۃ" ہے جس کی کئی ایک فروعات دوسرے یورپی و امریکی ممالک مثلاً لندن، پیرس اور کینیڈا وغیرہ میں بھی قائم کی گئیں، اور اسی طرح عصر حاضر میں "مجلۃ شئون الشرق الاوسط" اور "مجلۃ الشرق الاوسط" کی اشاعت عروج پر ہے (۷)

۴۔ مندرجہ بالا تمام مجلات (رسائل) میں سب سے زیادہ خطرے کا باعث اور دنیائے اسلام کے لئے زہر قاتل "مجلۃ العالم الاسلامی" (The Muslim World) ہے جسے پہلی بار ایک انتہائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعصب مستشرق و مبشر "صموئیل زویمر" (Zweimer - ت ۱۹۵۲م) نے اپنی زیر نگرانی ۱۹۱۱ء کو برطانیہ سے شائع کیا، اور یہ وہی "زویمر" (Zweimer) ہے جسے "شرق اوسط" میں رئیس المبشرین (عیسائی مبلغین کے قائد) کے لقب سے نوازا گیا۔

۵۔ اسی طرح ۱۹۱۲ء کو ایک اور رسالہ "مجلة عالم الاسلام" مغربی شہر "بطربرج" میں ظاہر ہوا، لیکن یہ رسالہ جلد ہی اپنی موت آپ مرگیا۔

۶۔ ایک اور رسالہ "مجلة الاسلام" کے نام سے ۱۸۹۵ء کو پیرس میں زبان زدِ خاص و عام ہوا پھر اس کے فوراً بعد ایک دوسرا رسالہ "مجلة العالم الاسلامی" مغرب میں فرانسیسی جمعیت "البعثة العلمية الفرنسية" کی جانب سے شائع ہوا، جس نے بعد میں "مجلة الدراسات العلمية الاسلامية" کا روپ دھار لیا۔

۷۔ مزید برآں ۱۹۱۰ء کو ایک اور رسالہ "مجلة الاسلام الالمانية" (Der Islam) نامی نے کافی شہرت حاصل کی۔ (۸)

(۲) متفرق اسلامی کتب کے تراجم کا اہتمام

مغربی علماء و مفکرین نے عربی علم و ادب اور اسلامی تعلیمات کی تہہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے صرف دینی موضوعات اور اسلامی افکار و معتقدات کے بارے تتبع و استقراء پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ لاتعداد شرعی احکام و مسائل پر مبنی کتب اور جرائد و مجلات کی نشر و اشاعت کے انتظام و انصرام کے ساتھ ساتھ سینکڑوں عربی، فنی، ادبی اور تاریخی اسلامی کتابوں کا یورپی زبانوں میں ترجمہ بھی کیا، آن گنت "دیوانِ ابیات" اور معلقات کے علاوہ "تاریخ ابی الفداء"، "تاریخ ابی جعفر الطبری"، "مروج الذهب" مسعودی کی، "تاریخ ممالیک" مقریزی کی "تاریخ الخلفاء" امام سیوطی کی، "الاحیاء والمنقذ" امام غزالی کی، ان سب علمی و تاریخی کتب کے بھی متعدد زبانوں میں ترجمے کئے گئے اور یہ تراجم ان کتابوں کے تراجم کے علاوہ ہیں جو "قرونِ وسطی" میں عرب مسلمان علماء و فضلاء کی مختلف علوم و فنون مثلاً: فلسفہ، طب، علم ہیئت و فلکیات" وغیرہ میں تالیف کردہ کتابوں کے تھے۔

اور جیسا کہ ہم اس مضمون کی پہلی قسط میں اس بات کو احاطۂ تحریر میں لاچکے ہیں کہ "قرآن مجید" کا سب سے پہلا ترجمہ بارہویں صدی میلادی میں "لاطینی زبان" میں شائع ہوا، جبکہ اس وقت سے اب تک مستشرقین علماء نے بے حد و حساب قرآن کریم کے تراجم متعدد یورپی زبانوں میں شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا، ذیل میں ہم چند ان اجنبی اور یورپی زبانوں کا ذکر کرتے ہیں، جن میں استشراقی و استعماری قوتوں کے قائدین (پوپوں اور پادریوں) کے ایماء پر کتاب اللہ کا ترجمہ کر کے شائع کیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المانی زبان میں	چودہ (۱۴) تراجم
اطالوی زبان میں	دس (۱۰) تراجم
فرانسیسی زبان میں	نو (۹) تراجم
لاطینی زبان میں	سات (۷) تراجم
انگلش زبان میں	دس (۱۰) تراجم
رشین زبان میں	دس (۱۰) تراجم
ہسپانوی زبان میں	نو (۹) تراجم
ھولنڈی زبان میں	چھ (۶) تراجم

اور اس امر کا تذکرہ خالی از فائدہ نہیں ہو گا کہ مشہور عالم اور محقق ڈاکٹر حسن المعاریجی جو کہ قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر کے بارے میں خاصا ذوق رکھتے ہیں، انہوں نے اب تک عالمی سطح پر "کتاب اللہ" کے متفرق زبانوں میں ہونے والے ترجمات کا شمار کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں ایک سو اکیس زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ دستیاب ہے۔ (۹)

(۳) - قلمی نسخوں کی تحقیق اور ان کی نشر و اشاعت

اعداءِ دین اسلام نے عام طور پر اور مستشرقین (عیسائی و یہودی مشنریوں) نے خاص طور پر "اسلامی نظام حیات" کا حلیہ بگاڑنے اور "عامۃ الناس" کے سامنے "مکمل ضابطۂ حیات" اور اس کے سنہری ہمہ گیر اور عالمگیر اصولوں کو بے کار اور فرسودہ سسٹم (Worth less system) باور کرانے کے لئے جہاں دیگر بہت سے وسائل اور (Sources) کا سہارا لیا ہے، وہاں ان کے مسلمان ائمہ مجتہدین" و سلف صالحین" کی چھوڑی ہوئی علمی ورثہ "مخطوطات" (قلمی نسخوں) اور مختلف علوم و فنون پر مبنی قدیم کتب کے عظیم سرمائے سے استفادہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، مغربی مفکرین اور دانشوروں نے مسلمانوں کے اس فراموش کردہ "کنزالعلوم" (علمی خزانے) کو ہر جائز، ناجائز ذرائع سے خوب لوٹا، تمام دنیا کے مسلم علاقوں خصوصاً "اسلامی مشرقی ممالک" سے جہاں کہیں بھی انہیں اس علمی سرمائے کی موجودگی کا احساس ہوا وہاں کے مسلمان تاجروں سے اس شرط پر کاروباری لین دین جاری رکھا، کہ اس کے عوض وہ ان کی ممکنہ حد تک مخطوطات (قلمی نسخوں) کی بازیابی میں معاونت کریں گے، لہٰذا مغربی اور یورپی ممالک میں عربی و ادبی اور فنی معلومات کی فراہمی نیز اسلامی و دینی احکام و مسائل کی تشہیر میں مسلمان ائمہ مجتہدین کی چھوڑی تالیفات و تصنیفات اور قلمی نسخوں کا ایک بڑا کردار ہے۔

ان مخطوطات اور قلمی نسخوں کی دستیابی اور جمع کرنے کا عمل ۱۷۹۸ء میں مغربی استعمار کے لئے اور بھی آسان ہو گیا جب مصر پر "نابلیون" نے اپنا تسلط قائم کر لیا، اس عرصہ کو یہودی و عیسائی اور دیگر مغربی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنظیموں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے دینی قدیم و جدید قلمی و غیر قلمی (مطبوعہ) مواد کو چرایا، اور اس کی حفاظت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، مثال کے طور پر ایک مستشرق محقق "الوارڈ" (Ahlwardt) نے "برلین" کے کتب خانے (Library) میں عربی مخطوطات (قلمی نسخوں) کی دس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب میں طویل فہرست جاری کی اور اس میں خوب چھان پھٹک سے کام لیا، بعد میں یہی فہرست پچھلی صدی کے آخر میں دس ہزار (۱۰،۰۰۰) قلمی نسخوں پر مبنی شائع ہوئی، مغربی علماء نے صرف انہی مخطوطات کے عظیم ذخیرے کو ایک جگہ جمع کرنے پر ہی اکتفاء نہیں کیا، بلکہ خوب چھان بین اور تحقیق و توثیق کے بعد ان کی فہرستیں تمام مغربی و یورپی یونیورسٹیوں اور علمی و ادبی مراکز اور ان کی بڑی بڑی لائبریریوں کو بھی مہیا کیں، اور اب تک مغربی کتب خانوں اور لائبریریوں میں عربی ادب اور اسلامی علوم و فنون پر مشتمل مخطوطات اور قلمی نسخوں کی کل تعداد لاکھوں سے بھی متجاوز ہے۔

پھر اس بحث کے ضمن میں یہ بات بھی ذکر کر دینے کے قابل ہے کہ مستشرقین (یہودی و عیسائی لابی) مسلمان علماء اور ائمہ مجتہدین کی اس علمی و دینی وراثت کا استعمال محدود دائرے میں نہیں کرتے، بلکہ اس میدان میں ان کا خاص ہدف (Target) وحی الٰہی (کتاب اللہ اور احادیثِ رسول اللہ) ہوتا ہے، اور اس بات کی واضح دلیل سولہویں صدی کی ایک مستشرقہ عورت "کراشکوفسکی" ہے جس نے کلام اللہ سے متعلقہ نادر مخطوطات کی تحقیق (Research) کے دوران ایک علمی مقالہ تیار کیا جس کا ذکر معروف عالم دین شیخ محمد امین الخولی نے بھی کیا ہے، کہ انہیں اتفاق سے ایک مستشرقین علماء و مفکرین کی ملکی سطح پر منعقد کردہ سالانہ پچیسویں کانفرنس میں شرکت کا موقع ملا، جس میں مذکورہ محققہ مستشرقہ عورت کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا:

لقد قدمت السيدة "كراتشكوفسكي" بحثا عن نوادر مخطوطات القرآن الكريم في القرن السادس عشر الميلادي، وانى اشك في ان الكثيرين من ائمة المسلمين يعرفون شيئاً عن هذه المخطوطات، كما اظن ان هذه مسالة لايمكن التساهل في تقديرها"۔ (۱۰)

"یقیناً محترمہ سیدہ "کراشکوفسکی" نے سولہویں صدی میلادی میں قرآن کریم کے نادر (اور نایاب) نسخوں کے بارے میں ایک مقالہ (Thseis) پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے، اور (جہاں تک میں محسوس کرتا ہوں) مجھے شک گزرتا ہے کہ مسلمان ائمہ کی ایک بڑی تعداد کو ان مخطوطات کے بارے میں ایک حد تک علم ہے اور میرا یہ گمان ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے تساہل نہیں برتنا چاہئے"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سچی بات یہ ہے جسے کہہ دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہونی چاہئے "کہ اتنی بڑی تعداد میں امتِ مسلمہ کا علمی سرمایہ جو کہ نایاب مخطوطات اور نادر دینی و اسلامی لٹریچر (Literature) کی شکل میں کافر یونیورسٹیوں (Universities) اور کتب خانوں (Libraries) کی زینت بنا ہوا ہے اور جو مغربی اقوام کو زندگی کے ہر شعبہ میں ارتقائی منازل طے کرنے میں کافی حد تک ممد و معاون ثابت ہوا ہے۔ اس قیمتی علمی سرمائے سے تہی دست ہونے کی بنا پر عالم اسلام کو جن موجودہ "لادین طاغوتی قوتوں" کے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اور جس کی وجہ سے مسلمان بتدریج پستی و ذلت کے عمیق کھڈ میں گرتے چلے جا رہے ہیں اور زوال و انحطاط کی نگل جانیوالی دلدل میں پھنستے چلے جاتے ہیں، ملتِ اسلامیہ کے روبہ زوال ہونے کے اسی تدریجی مراحل کو محسوس کرتے ہوئے شاعر مشرق علامہ اقبالؒ بھی خون کے آنسو روتے ہیں اور اس تکلیف دہ اور تلخ حقیقت کو اپنے ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارا

اور اسی حقیقت کا اظہار مولانا الطاف حسین حالیؒ نے اندلس کے مسلمان امراء و حکمرانوں کی عظمت و سطوت اور شان و شوکت کے خاتمے اور پھر کفر کے تسلط کو بیان کرتے ہوئے اس انداز میں کیا ہے۔۔

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے
مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
حجازی امیروں کے گھر جا کے دیکھے
خلافت کو زیر و زبر جا کے دیکھے
جلال ان کے کھنڈروں میں ہے یوں چمکتا
کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا

(۴) بین الاقوامی یونیورسٹیوں اور دیگر تعلیمی مراکز میں تقاریر و خطابات کا اہتمام

من جملہ استشراقی مہم کے وسائل میں سے سب سے موثر، دلکش اور مثبت نتائج کے حصول کے اعتبار سے مستشرقین علماء اور مبشرین مبلغین کا ہر علمی و ثقافتی مقامات پر تقاریر و خطابات کا وسیع پیمانے پر اہتمام کرنا ہے اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تقریباً ہر مغربی یا امریکی یونیورسٹی یا تعلیمی ادارے میں اسلامی تعلیمات اور عربی ادب کا ایک مستقل شعبہ قائم کیا گیا ہے، بلکہ بعض جامعات اور مدارس میں

اسلامی مکمل مدلل و برکات سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سے زیادہ شعبے (Departments) استشراقی تحریک کی خدمت کے لئے کوشاں ہیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور "جامعہ میونخ" ہے جہاں بیک وقت سامی (عربی ادب کی) زبانوں اور اسلامیات نیز اہل مشرق کی تہذیب و تمدن اور ان کے تاریخی پس منظر سے متعلقہ پڑھائے جانے والے علوم کے دو شعبے کام کر رہے ہیں، ان ہر دو طرح کے شعبوں میں ایک (Specialist teacher) استاد اور کئی اس کے معاونین و مساعدین لیکچرار (Assistant Lecturers) بھی متعین کئے جاتے ہیں، اس قبیل کے خاص شعبوں کے ذریعے عربی ادب اور دیگر علوم و فنون، طلباء کے اذہان میں راسخ کئے جاتے ہیں، اور یہ طلبہ پورے ذوق و شوق اور محنت و لگن سے ایم - اے اور پی - ایچ - ڈی کی اسناد اور ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد پورے مذہبی مولویوں کے روپ میں استشراقی مہمات کو سر کرنے کے لئے چہار دانگ عالم میں بکھر جاتے ہیں، پھر اس پر مستزاد یہ کہ ہر جامعہ اور مدرسہ میں ایک خاص کتب خانہ بھی قائم کیا گیا ہے جس سے حسبِ ضرورت فارغ البال حضرات عموماً، جبکہ استشراقی دانشور اور مفکرین خصوصاً مستفید ہوتے اور ساتھ ہی ساتھ اشاعتِ اسلام کی غرض سے قائم کردہ مسلمانوں کے دینی مراکز کی نشاندھی کر کے، انہیں مسمار کرنے کے نت نئے منصوبے (Plans) بھی تشکیل دیتے ہیں۔

لیکن ان انتہائی تاریک اور منفی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ یہاں کچھ مثبت پہلوؤں کا ہونا بھی لابُدی امر ہے اور وہ یہ کہ، مستشرقین (یہودی و عیسائی مبلغین) کے زیر نگرانی جاری و ساری ان بین الاقوامی یونیورسٹیوں اور تعلیمی و ثقافتی اداروں میں جہاں اسلام کا قلعہ منہدم کرنے کے لئے دشمنانِ دین اور طاغوتی قوتوں کی کھیپ تیار کی جاتی ہے، وہاں پوری دنیا کے متفرق علاقوں سے آئے ہوئے مسلمان طلباء اور شیدائیانِ علم کی بھی ایک بڑی تعداد عصر حاضر کی تمام تر سہولتوں (Facilities) سے مکمل طور پر استفادہ کرتے ہوئے علم کی پیاس بجھاتے ہیں اور سند فراغت پانے کے بعد اپنے اپنے مسلم ممالک میں بڑی بڑی جامعات میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے ہوئے بیک وقت عصری و دینی علوم میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے ہیں، اس طرح مسلم اُمہ کا ایک طبقہ مسلمانوں کو عالمی سطح پر درپیش کفار کے بڑے چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے اور مسلم ملک و ملت دونوں کا دفاع کرنے کی اپنے اندر پوری طرح صلاحیت رکھتا ہے۔

لہٰذا اسلام اور مسلمانوں کی بقاء کے لئے، ملک و ملت کے استحکام کے لئے، نیز مسلمان سلف صالحینؒ اور ائمہ مجتہدین کی چھوڑی ہوئی علمی وراثت کو مغربی اقوام اور اغیار سے محفوظ رکھنے کے لئے، ایسے مسلمان علماء کی جمعیت ناگزیر ہے جو رہتی دنیا تک پوری امتِ مسلمہ کے قائداعظم، امام اعظم، امام الانبیاء اور خاتم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب، مصطفوی کی گود میں پرورش پانے والی صفوۃ الخلق صحابہؓ کی جماعت اور پھر ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبار تابعین عظام" اور سلف صالحین" کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، بدلتے ہوئے حالات کے رخ کے ساتھ ساتھ چلنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، اور اس طرح کفر و الحاد، اور جبر و استبداد کی خوفناک استشراقی، تبشیری اور استعماری قوتوں کے ظالم پنجوں میں سسکتی اور تڑپتی ہوئی مسلم امہ کو نجات دلا سکیں جس ظلم و جور اور وحشت و بربریت کا مشاہدہ آج ہم کشمیر، فلسطین، بوسینا، بلغاریہ اور دوسرے مسلم مقبوضہ علاقوں کے مسلمانوں کے ساتھ پیش آنے والے اور ان کے ساتھ روا رکھے گئے انسانیت سوز سلوک سے کر سکتے ہیں، عالمی سطح پر مسلمانوں پر ڈھائے جانے والی ظلم و ستم کی آندھیوں نے اور مسلمان قوم کے خون کے پیاسے درندوں کی درندگی اور دہشت گردی نے پوری دنیا کے ماحول کو اس قدر خوفناک اور مکدر کر دیا ہے کہ لامحالہ کہنا پڑتا ہے۔ ع

بجھے بجھے سے ہیں ماہ و انجم
فضاؤں میں زہر گھل گیا ہے
چلی ہے بادِ سموم ایسی
دَرِ جہنم بھی کھل گیا ہے!!

اور ستم بالائے ستم یہ کہ ایک طرف غیر مسلم ممالک میں قائم کردہ بڑے بڑے تعلیمی مراکز میں احبار و رھبان کی رہنمائی میں استشراقی قوتیں متحرک ہیں، جہاں سے باقاعدہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف گمراہ کن منصوبے تشکیل پا کر "مبشرین" (یہودی و عیسائی مبلغین) کو نام نہاد ہدایات جاری کی جاتی ہیں، جبکہ دوسری طرف کافر مبلغین کی راہ ہموار کرنے کے لئے استعماری طاقتیں حرکت میں آ جاتی ہیں، ان ہر دو فکری و مادی طریقوں کو عمل میں لاتے ہوئے خاص طور پر مسلم آبادی والے خطوں میں مسلم کش پروگراموں کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے، اور عام طور پر ایسے منصوبوں پر عملدرآمد کے لئے ان مسلم علاقوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، جہاں مسلمان زیادہ تر علمی، مذہبی، سیاسی اور اقتصادی بحران کا شکار ہیں اور بتدریج روبہ تنزل ہیں، بلکہ اب تو ایسے قحط زدہ مسلم علاقوں میں علی الاعلان جبراً عیسائی، یہودی اور کافر بنانے کا سلسلہ عروج پر ہے۔ یہ کافر لوگ بظاہر "عالمی انسانی حقوق کے تحفظ" کے اصل علمبردار ہونے کا جعلی راگ اَلاپ کر اور "انسانی ہمدردی و بقاء" کا روپ دھار کر پس پردہ انسانیت کی نسل کشی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

دور حاضر میں اس قسم کے مشن کو پروان چڑھانے میں سب سے زیادہ پیش پیش اقوام متحدہ (United Nations) کا ادارہ ہے جس کے سربراھان براہ راست صلیبی و صیہونی تحریکوں اور تنظیموں کی پشت پناہی کرتے ہوئے ظاہری طور پر پوری دنیا کے سب سے بڑے خیر خواہ، ہمدرد اور مصلح بنے ہوئے ہیں جبکہ اندرون خانہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو خانہ جنگی کی بھٹی میں جھونک کر اور ان کا قتل عام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرا کے لادین اور غیر مسلم قوتوں کی راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں، اور ان کا یہ کردار کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، عالمی بدامنی، ہر جگہ قتل و غارت اور فساد، دہشت گرد بین الاقوامی تنظیموں کا وجود، مسلمان امت کا انتشار و افتراق اور مسلمان جماعتوں کا باہم دست و گریبان ہونا، مسلم خون کی ارزانی غرضیکہ پوری دنیا کا انتہائی تکلیف دہ حالات کا سامنا کرنا اور مضطرب و بے چین ہونا، یہ سب کچھ اس نام نہاد، مکار اور شاطر اقوام متحدہ کا مرہون منت ہے، بالفاظ دیگر اقوام متحدہ کا یہ ادارہ، جو آج کل اللہ کے دین کے دشمنوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے، بلاشبہ یہودیت و عیسائیت کے فروغ اور اسلام اور مسلمانوں کے سدباب کے لئے باقاعدہ منظم سازش کے تحت قائم کیا گیا، سچ ہے جو کسی نے کہا ؎

بادہ ٔ عصیاں سے دامن تر بہ تر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے!
ہیں یہ سارے کچھ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا!!!

کفار اور دشمنان دین کی اسی دوغلی پالیسی کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے :

﴿ ودّت طائفة من اهل الكتب لو يضلونكم ﴾ ----

(سورۂ آل عمران : ٦٩)

"آرزو ہے بعضے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو کہ کسی طرح گمراہ کریں تم کو"

اسی سورۂ مبارکہ میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا یوں ارشاد ہے :

﴿ وقالت طائفة من اهل الكتب آمنوا بالذى انزل على الذين آمنوا وجه النهار واكفروا آخره لعلهم يرجعون ﴾

(سورۂ آل عمران : ٧٢)

"اور کہا بعضے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) نے : مان لو جو کچھ اُترا مسلمانوں پر دن چڑھے اور منکر ہو جاؤ آخر دن میں شاید وہ (مسلمان اپنے دین سے) پھر جائیں"

ان آیاتِ بینات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ یہود کی ایک ٹولی نے آپس میں صلاح کی کہ ہم میں سے کچھ آدمی صبح کے وقت بظاہر اسلام قبول کر لیا کریں اور مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھیں، اور شام کو یہ کہہ کر اسلام سے پھر جایا کریں کہ ہمیں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ یہ وہی نبی نہیں ہیں جن کی ہماری آسمانی کتابوں میں بشارت دی گئی تھی اور تجربہ سے بھی پیغمبر عربی ﷺ کے حالات اہل حق کے افعال و کردار سے مطابقت نہیں رکھتے، نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے نئے مسلمان ہماری دیکھا دیکھی اسلام سے پھر جائیں گے، اور دوسرے لوگ بھی سمجھیں گے کہ دین اسلام میں ضرور کوئی خرابی تھی، جو یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ داخل ہونے کے بعد اس سے نکلے ہیں لیکن وحیِ الٰہی نے معاً اہل ایمان کو ان کے اصل دجل و فریب سے مطلع کر دیا اور اس فریب کاری کا جا بجا چرچا ہونے لگا۔ (۱۱)

قرآن حکیم کے پیش کردہ یہی دو متضاد چہرے دکھلا کر صلیبی و صیہونی طاغوت اہلِ اسلام کے ایمان و ایقان پر کاری ضرب لگاتے ہیں، وہ ہر جگہ موقع کی مناسبت سے گفتگو کا موضوع بدلتے، اور حالات کے موافق کمزور اور ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے ان کے مزاج اور طبیعت کے مطابق ایسے پینترے بدلتے ہیں کبھی اسلام کے بہی خواہ اور مسلمانوں کے مؤیدین بن کر، کبار مبلغین اور واعظین کا لبادہ اوڑھ کر ہر بڑی اسلامی یونیورسٹی اور مسلمانوں کے بڑے بڑے دینی مراکز، (مثلاً جامعہ ازہر، جامعہ دمشق، جامعہ بغداد، جامعہ رباط، جامعہ کراچی اور جامعہ پنجاب وغیرہ) میں علمی و فکری محاضرات کے لئے خاص اہتمام سے پہنچتے ہیں، اسلام کے خلاف ان کی اسی تگ و دو کو قرآن حکیم اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے۔

(وان منهم لفر يقا يلون ألسنتهم بالكتب لتحسبوه من الكتب وماهو من الكتب و يقولون هو من عندالله وما هو من عندالله و يقولون على الله الكذب وهم يعلمون) (سورۂ آل عمران: ۷۸)

ترجمہ: اور ان (اہل کتاب) میں ایک فریق ہے کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں کتاب تاکہ تم جانو کہ وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں کتاب میں، اور کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہے، اور وہ نہیں ہے اللہ کا کہا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں جان بوجھ کر۔!

اسی سلسلے کی ایک کڑی مستشرقین کے ہاں بڑی تعداد میں تبلیغی و دعوتی مجلسوں کا قیام اور عظیم الشان کانفرنسوں کا انعقاد ہے، جہاں مغربی اقوام کے قائدین و راہنما (اخبار و رھبان) بمع اپنے متبعین اور چیلوں چانٹوں کے، پورے ولولے اور جوش و جذبہ سے سرشار شریک ہوتے ہیں اور اپنے نام نہاد (اسلام اور مسلم کش) مشن (Mission) سے متعلق لائحہ عمل مرتب کرتے ہیں، ایسے سینکڑوں پروگرام ہمہ وقت جاری رہتے ہیں اور عیسائی و یہودی مشنری (Missionary) ان متعین کردہ خطوط کے مطابق مادی و فکری ہر قسم کے وسائل و ذرائع استعمال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی، قارئین کرام کی افادیت کی خاطر ذیل میں چند معروف جلسوں (Meetings) اور کانفرنسوں (Conferences) کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن کا انعقاد خصوصی طور پر مستشرقین کی جانب سے ہوا۔

○ پہلی بار ایک کانفرنس ۱۸۸۳ء کو پیرس میں منعقد کی گئی بعد میں اسی کانفرنس کے نام پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی ایک دوسری کانفرسوں کا انعقاد کیا گیا، حتی کہ اب تک ان کی تعداد تیس سے بھی تجاوز کر چکی ہے اور یہ سلسلہ اجتماعات ان کانفرنسوں (Conferences) اور جلسوں (Meetings) کے علاوہ ہے جو دیگر ممالک میں علاقائی سطح پر منعقد کی جاتی ہیں، جیسا کہ "المان" کی "استشراقی کانفرس" جو ۱۸۴۹ء کو المانی شہر "درسدف" میں منعقد ہوئی اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

"مستشرقین" کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ان کانفرنسوں کے سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان جیسی مجالس اور پروگراموں (Programmes) میں سینکڑوں مستشرق علماء و مفکرین دور دراز کے ممالک سے سفر کی صعوبتوں کو جھیل کر شرکت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر "آکسفورڈ کانفرنس" جس کو رونق بخشنے کے لئے۔ دنیا بھر کے پچیس ممالک، اسی (۸۰) یونیورسٹیوں اور انٹرعلمی و نظری تنظیموں کی طرف سے تقریباً نو سو مذہبی قائدین (Religious Scholars) شریک ہوئے، اس فقید المثال اجتماع میں شریک ہونے والے افراد کو آئندہ کے لئے استشراقی تحریک کو کامیاب ترین طریقے سے چلانے کے لئے اور اس کے اچھے اور دیرپا نتائج حاصل کرنے کے لئے مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں، نیز اس پروگرام کا جملہ پہلوؤں سے بھی جائزہ لیا گیا۔ اور پھر اس تمام کارروائی کا قابل اشاعت حصہ عالمی سطح پر پھیلانے کے لئے اور عامۃ الناس کو اس سے روشناس کرانے کے لئے متعدد قومی جرائد اور عوامی مجلات میں شائع کیا گیا، جس نے تھوڑے ہی عرصہ بعد ایک خاص طبقہ میں جذاب اور پر لطف فن کی شکل اختیار کرلی اور غیر مسلم محققین و باحثین (Research Scholars) کے لئے علمی میدان میں اصول و مبادیات کی حیثیت سے پرکھی جانے لگی۔ (۱۲)

○۔ یہودی و عیسائی لابی کے زیر نگرانی ایک دوسری بڑی عالمی کانفرنس (World Conference) ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء کو مصر کے عظیم شہر قاہرہ میں منعقد ہوئی جس کا موضوع خاص "الدین للہ والوطن للجمیع" (دین صرف اللہ تعالیٰ کا اور وطن سب کا) تھا، اس کانفرنس میں جن اہم موضوعات اور مسائل کو زیر بحث لایا گیا اس سے اس کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا، چند اہم موضوعات اور نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ پوری دنیا میں بسنے والی مسلم آبادی کی مجموعی تعداد۔
۲۔ افریقہ میں اسلام کی نشرواشاعت۔
۳۔ عثمانی امراء و سلاطین کے زیر قیادت اسلام کی نشرواشاعت اور ترقی۔
۴۔ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت و ترویج۔
۵۔ ایران میں اسلام کی حالت۔
۶۔ چین میں اسلام کی ترقی اور اس کے اسباب۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ عام اور خاص ہر دو قسم کے مسلمانوں میں مناسب مواد (Literature) اور رسائل و جرائد کی تقسیم اور حکمت عملی۔

۸۔ مسلمانوں میں ارتداد کے رجحان کو عام کرنا۔

۹۔ اسلام اور احکام اسلام سے متنفر کرنے کے لئے جملہ طبی وسائل و ذرائع (Medical Sources) کا استعمال

۱۰۔ خواتین مسلم تنظیموں کا جائزہ، اور کئی دیگر موضوعات جو مبشرین (مغربی مدرسین و مبلغین) کی تربیت و راہنمائی اور ان کے باہمی روابط و تعلقات، نیز دینی موضوعات پر تعلیم دینے کی کیفیات پر مبنی تھے۔

○ ——— "بیت المقدس کانفرنس" جو ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۳ء کو منعقد ہوئی، اس اجتماع میں جہاں کئی دوسرے بے شمار مسائل پر گفتگو کی گئی، وہاں "فلسطین" میں یہودی آبادکاری کے حق میں صلیبی و صیہونی قوتوں نے متفقہ قرارداد پیش کی اور پھر اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مختلف پروگرام اور اسالیب ترتیب دیئے گئے۔ بلا مبالغہ یہ کانفرنس جو یہودی و عیسائی کے زیر اہتمام وقوع پذیر ہوئی، ایک طرح سے اس صیہونی اجتماع (Gathering) کے اہداف کا تتمہ تھی، جو ۱۸۹۷ء کو "سویسرا" میں بلایا گیا تھا، اور جس میں حتمی طور پر فلسطین پر یہودی تسلط، اور قدس میں یہودی آباد کاری بلکہ خاص طور پر افریقی و ایشیائی مسلم آبادی والے علاقوں کو آپس میں بانٹنے کی منظوری دی گئی تھی۔

○ ——— "الحادی تعلیم و تربیت کا اجتماع عظیم" جو ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء کو روس کے دارالحکومت "ماسکو" میں بلایا گیا، یہ اپنی نوعیت کا پہلا اجتماع تھا، جس میں خاص کر مسلمانوں کے افکار و نظریات کو ہدف بنا کر ان کو بے دین اور ملحد بنانے کی آراء و تجاویز پیش کرنے کو کافی سمجھا گیا۔ اور جس کا پہلا نتیجہ بیسویں صدی کے اوائل میں اس وقت سامنے آیا، جب زیادہ تر لوگوں کا میلان لادینیت (Secularism) کی طرف بڑھ گیا اور باطل افکار و نظریات "مارکسزم" اور "کمیونزم" کی صورت میں پروان چڑھنے لگے، اس کے ساتھ محولہ بالا کانفرنس میں اس نقطۂ نظر کو خاص طور پر اہمیت دی گئی کہ بین الاقوامی سطح پر ایسے علمی و ادبی اور تدریسی مراکز قائم کئے جائیں جہاں مسلمانوں کی عالمی شہرت یافتہ شخصیات، علماء، دانشوروں اور مذہبی قائدین معیاری تعلیم پاکر اعلیٰ تعلیمی ڈگریوں کے حصول پر آنکھیں دلائی جائے، جس کے پس پردہ انہیں "مارکسزم" اور "اشتراکیت" جیسے نظریات سے متعارف کرایا جا سکے، تاکہ وہ متعلقہ اداروں سے سندِ فراغت پاکر مسلمانوں کو تعلیم و علم کے بہانے "مارکسزم" (Markism) اور اشتراکیت (Comunism) جیسے باطل نظریات کی طرف آسانی سے راغب کر سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) اسلامی ممالک میں بھیجنے کے لئے مبشرین (مبلغین) کے وفود اور جماعات کی تشکیل

اس قسم کے وفود اور منظم گروہوں کو استشراقی مشن کی خدمت کے لئے اور مختلف مہمات سر کرنے کے لئے ترتیب دیا اور تیار کیا جاتا ہے۔ ان کے ذمے بے شمار کام ہوتے ہیں، یہ وفود چہار سو پھیل جاتے ہیں اور جہاں کہیں بھی اپنے موافق حالات پاتے ہیں، اور فاسد افکار و خیالات کے بیج بونے کے لئے زمین زرخیز اور راہ ہموار پاتے ہیں وہاں مستقل رفاہی ادارے (ہسپتال، سکول، مسافر خانے، یتیم خانے اور دیگر عوامی فلاح و بہبود کے مراکز) قائم کر کے اپنے ڈیرے جما لیتے ہیں اور اندرونِ خانہ مغربی فضاء اور تہذیب و تمدن (Westren Civilization) کے غلبہ کے لئے انسانی زندگی کے شعبہ ہائے حیات علمی، اخلاقی مذہبی، سیاسی اور اقتصادی ہر اعتبار سے بنیادی تبدیلی لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے، ان کی یہ ساری جدوجہد اور محنت صرف اور صرف پوری دنیا کو اہل مغرب کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے اور خصوصاً اہل اسلام کی گردنوں میں مغربی (یہودی و عیسائی) عادات و تقلید کا طوق ڈال کر تدریجاً لادینیت (Secularism) اور اخلاقی بے راہ روی کے عمیق گڑھوں میں گرانے کے لئے ہوتی ہے جبکہ ان کی اصل زمام "مستشرقین" کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور وہ جب چاہیں اور جس طرف چاہیں ان کا رخ پھیر کر اہل اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے اور استعماری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ہر وہ گھناؤنا کردار ادا کرتے ہیں جن کی تفصیلات نقل کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ کیا ہی خوب اور سچ کہا ہے علامہ اقبالؒ نے اس فرنگی تہذیب کی ناپائیداری اور ضلالت پر:

یہ عیش فراواں، یہ حکومت، یہ تجارت
دل سینہ بے نور میں محروم تسلی
تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے
یہ وادی ایمن نہیں شایان تجلی
ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیب جوانمرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی!

(اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ) آمین یا رب العالمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف ﴿ وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت أیدیکم..... ﴾ الایۃ سورۃ الشوریٰ: ۳۰

۲۔ پوری حدیث کا متن یوں ہے عن تمیم الداریؓ ان النبیؐ قال: الدین النصیحة ثلثاً

۳۔ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ کیجئے کتاب " الاستشراق و الخلفیة الفکریة للصراع الحضاری" مصنف

۴۔ ایضاً ص ۶۸-۶۹

۵۔ "الموسوعة المیسرة فی الادیان و المذاهب المعاصرة" ص ۳۷ مطبع الریاض

۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی، صحیح مسلم کتاب الایمان

۷۔ "الاستشراق و المستشرقون" مصنف: ڈاکٹر مصطفیٰ السباعیؒ ص ۲۸-۲۹

۸۔ ایضاً

۹۔ "الاستشراق و الخلفیة الحضاریة للصراع الحضاری" ص ۶۵

۱۰۔ دیکھئے "الصحیق" ۳\ ۳۵۲، اور ۳/ ۵۹۸، اور Fvec hof City، ۱۹۱-۱۸۹ بحوالہ "الاستشراق و الخلفیة الفکریة" ص ۶۲

۱۱۔ ترجمہ القرآن الکریم: مولانا محمود الحسنؒ

۱۲۔ "الموسوعة المیسرة فی الادیان و المذاهب المعاصرة" ص ۳۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

ڈاکٹر محمود الرحمٰن فیصل

شرعی نقطہ نظر سے خاندانی منصوبہ بندی

سیکولرزم انسانی زندگی کو چھ حصوں میں تقسیم کرتا ہے (۱) افکار و نظریات (۲) پوجا پاٹ (۳) رسوم و رواج (۴) معاشرت (۵) معیشت (۶) سیاست۔ پہلے تین حصوں میں وہ مذہبی آزادی کا قائل ہے۔ جبکہ بقیہ تین حصوں: معاشرت، معیشت اور سیاست میں وہ انسانیت کے نام پر سختی سے الہامی ہدایات کو مسترد کرنے پر زور دیتا ہے۔ اس وقت عالمی سطح پر اسلام اور سیکولرزم کی فکری کشمکش چل رہی ہے، چونکہ زیادہ تر رسوم و رواج کا تعلق خاندان سے ہے جو معاشرت کی بنیاد ہے، لہٰذا یہ مرحلہ سیکولرزم اور اسلام کے درمیان پل بن گیا ہے، جس نے یہ پل پار کرلیا وہ جنگ جیت گیا۔ خاندانی منصوبہ بندی کا مسئلہ درحقیقت زیادہ تر فقہی نہیں ہے بلکہ عائلی تصورات کے نام پر اسلامی عقائد پر حملہ ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی مفکرین اس کی مخالفت میں شدت اختیار کرتے ہیں لیکن اس کے بالمقابل سیکولرزم اسے چند فقہی مجبوریوں کی صورت میں سامنے لاتا ہے، جو عورت کی صحت و آسائش کو بسا اوقات پیش آسکتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اسلامی طرز عمل کی روح اسلامی عقائد ہی ہوتے ہیں، اسی بناء پر اسلام کا فقہی رجحان ہر اس صورت میں اس طرز عمل کی حوصلہ شکنی ہے جس کی زد اللہ کی رزاقی اور توکل پر پڑتی ہو یا انسان کی موت و حیات سے متعلق ہو کہ اس میں تدبیر پر تقدیر کی بالادستی مسلمہ اسلامی عقیدہ ہے۔

ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر محمود الرحمٰن فیصل جو وفاقی شرعی عدالت کے ذریعہ پاکستان میں اسلامائزیشن کے کام میں کئی بڑی کامیابیاں حاصل کرچکے ہیں، اس سلسلہ میں حکومت کے اقدامات پر بندشیں لگانے میں کوشاں ہیں۔ اگرچہ ان کی یہ مجبوری ہے کہ وہ اسے وفاقی شرعی عدالت میں ایک عملی مسئلہ (فقہ) کی صورت میں ہی پیش کرسکتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے اس بارے میں جو درخواست وفاقی شرعی عدالت میں دائر کر رکھی تھی، اس کو بہانہ بنا کر ڈاکٹر رشید جالندھری نے قومی اخبارات کے ذریعے قاہرہ کانفرنس اور اس میں وزیراعظم کی شرکت کی حمایت کی راہ نکالنے کی کوشش کی۔

اس پس منظر میں ڈاکٹر محمود الرحمٰن فیصل کی وضاحتیں ہدیۂ قارئین ہیں... (محدث)

اس موضوع پر روزنامہ جنگ (۳۔ ستمبر) کے صفحات میں اظہار خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر رشید جالندھری نے پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت میں راقم الحروف کی جانب سے ضبط ولادت کے خلاف دائر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردہ درخواست پر جو آراء ظاہر کی ہیں، وہ محل نظر ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے علامہ اقبال مرحوم سے منسوب ایک تحریر اپنے حق میں پیش کی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

"جو میں نے رائے دی ہے وہ ماہر شریعت کی حیثیت سے نہیں محض اپنے علم اور مطالعہ کی بنا پر دی ہے"۔

گویا انہیں اپنی ذاتی رائے کو شرعی نقطۂ نظر بنانے پر اصرار نہیں تھا، لیکن فاضل مضمون نگار نے اسے زبردستی شرعی معنی پہنانے اور ان کی شخصیت کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس مسئلہ پر سرکاری پالیسی کے حق میں درباری علماء کا نقطہ نظر واضح کرتے ہوئے خاندانی منصوبہ بندی کی حمایت کی ہے۔ لیکن اس کے حق میں وہ چند سطحی دلائل کے علاوہ کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہ کر سکے۔

وفاقی شرعی عدالت میں راقم الحروف نے ان صدارتی احکامات کو چیلنج کیا تھا جن کے ذریعہ خاندانی منصوبہ بندی کے لئے ایک ڈویژن کا قیام عمل میں آیا اور اس کے بعد اسے وزارت بہبود آبادی کا نام دیا گیا۔ درخواست میں معاشی وسائل کی کمی کی بنا پر ضبط ولادت کرنے اور بچوں کی نسل کشی کے خلاف آیات قرآنی پیش کی گئیں۔ ان میں سے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳۱ کا انگریزی ترجمہ اسقاط حمل کی مخالفت میں محترمہ بے نظیر بھٹو نے بھی آبادی اور وسائل کی قاہرہ کانفرنس میں پیش کیا۔ حالانکہ خود وزارت بہبود آبادی کے مراکز اور پرائیویٹ اداروں میں نہ صرف اسقاط حمل بلکہ نس بندی (Sterilization) اور نل بندی (Tubal Ligation) بھی کی جاتی ہے جس نے ایک منافع بخش کاروبار کی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ درخواست میں ضبط ولادت پر بے دریغ اخراجات کرنے کی بجائے یہ رقم وسائل کی تلاش کے لئے صرف کرنے پر زور دیا گیا اور تائید میں یہ آیات پیش کی گئیں:

"کوئی ایسی شے نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں"۔ (الحجر: ۲۱)

"اللہ کے ہاں رزق تلاش کرو"۔ (العنکبوت: ۱۷)

سائنسی عروج کے اس دور میں جبکہ سمندروں میں کاشتکاری اور آبی حیات سے غذائی اجزاء کی تیاری آسان ہو گئی ہے، خوراک کی نئی اقسام کی دریافت اور پیداوار کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خوراک کے بعد تعلیم، رہائش، علاج اور دیگر ضروریات زندگی دنیا بھر میں ماضی کی نسبت اب بہتر انداز میں پوری کی جا رہی ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ اگر ہمارے ادارے اور حکومتیں اس پہلو پر زور دیں تو وہ مذکورہ مقاصد حاصل نہ کر سکیں۔ خاندانی منصوبہ بندی کی بجائے وسائل کی بہتر منصوبہ بندی کی جائے۔ نظام میں موجودہ خرابیوں کا ازالہ کیا جائے۔ قومی خزانے کی لوٹ کھسوٹ بند کر کے غیر ضروری اخراجات پر پابندی لگائی جائے۔ نظام معیشت سے سود کا خاتمہ کیا جائے۔ انفراسٹرکچر کا فقدان دور کیا جائے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسائل کی منصفانہ تقسیم عمل میں لائی جائے۔

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۶ میں مال و اولاد اور کثرت عددی کو اللہ تعالیٰ کا انعام قرار دیا گیا ہے۔ لیکن تنقید نگار نے اسے ایک وقتی ضرورت سے تعبیر کیا ہے۔ جس کی اہمیت بعد میں ختم ہو گئی تھی۔ یہاں انہوں نے دیگر دو مواقع پر نازل ہونے والی آیات کو نظرانداز کر دیا جو مندرجہ ذیل ہیں :

"اس نے چوپایوں اور اولاد کی بخشش کے ذریعہ تمہاری مدد کی"۔ (شعراء : ۱۳۳)

"وہ اموال اور اولاد عطا کر کے تمہاری مدد فرمائے گا"۔ (نوح : ۱۲)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم نوح سے احکامات خداوندی پر عمل کرنے کی جزا کے طور پر انہیں مال و اولاد کی کثرت عطا فرمانے کا وعدہ کیا تھا لیکن ان کے انکار کے سبب نافرمانی کی سزا کے طور پر انہیں غرق کر کے ہلاک کر دیا۔ بہ الفاظ دیگر ان کی "فیملی پلاننگ" کر کے انہیں رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بنا دیا۔ یہ واقعہ اللہ کے عذاب کی ایک مثال تھا۔ جب فرعون نے بنی اسرائیل کے لئے عذاب بن کر ان کے بچوں کو قتل کر کے اور بچیوں کو زندہ رکھ کر اپنی دانست میں ان کی خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام بنایا تو اللہ نے انہیں اس عذاب سے نجات دلانے کی خاطر اپنی نعمت کے طور پر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو ان کی مدد کے لئے مبعوث فرمایا۔ آج بھی کشمیر، فلسطین، بوسنیا اور افریقی ممالک میں نسلی تطہیر (Ethnic Cleansing) عالم اسلام کے خلاف ایک فرعونی حربہ کے طور پر کی جا رہی ہے۔ خود اسلامی ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر نسل کشی کا آغاز ہو چکا ہے، اس طرح عالم اسلام سے پرانی صلیبی جنگوں میں ناکامی کا بدلہ لیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک کی آبادی کم کرنے پر آنے والے اخراجات کا بڑا حصہ مغربی حکومتیں اور ادارے ادا کرتے ہیں۔ جہاں تک مال اور اولاد کو آزمائش قرار دیئے جانے کا تعلق ہے، اس کا مقصد اہل ایمان کو ان کی بے جا محبت میں مبتلا ہو کر اسلام کی دعوت، اور احکامات الٰہی کے نفاذ کی راہ میں کوتاہی سے روکنا ہے۔ اسے ضبط ولادت کی حمایت میں پیش کرنا قرین انصاف نہیں ہے۔

اسقاط حمل کو قتل اولاد سے تشبیہ دے کر حقیقت کا اعتراف کر لیا گیا ہے۔ لیکن عملی طور پر اسقاط کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حاملہ کے پیٹ میں موجود بچہ ضائع کرنا قتل اولاد کے مترادف ہے تو کیا اس سے قبل ابتدائی مراحل میں موجود نسل انسانی کے انقطاع کا عمل قابل معافی ہے؟

عورت کے بیضہ یا مرد کے مادۂ تولید کے سوتوں کو خشک کرنے، ان کا راستہ بند کرنے یا ان کے ملاپ سے وجود میں آنے والے جنین کا قتل مختلف نہیں ہے۔ سائنس نے ایسے جدید طریقے دریافت کر لئے ہیں جن پر عمل کرنے سے حمل قرار نہیں پا سکتا۔ لہٰذا کوشش جاری ہے کہ معاملہ پہلے ہی کنٹرول کر لیا جائے تاکہ اسقاط حمل کی نوبت ہی نہ آئے اور خاندانی منصوبہ بندی کے بزرجمہر قتل اولاد کے الزام سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچ سکیں۔ قاہرہ کانفرنس میں امریکی نائب صدر "الگور" کی تقریر میں بھی اس حکمت عملی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ اس خطرناک رجحان کا سدباب نہ کیا گیا تو عاقبت نااندیشی کے ہاتھوں پوری نسل انسانی کا مستقبل معدوم ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم کرنے کی سزا، قتل کی دیت کے برابر رکھی ہے۔ شیخ علیش مکیؒ فرماتے ہیں:

"شریعت اسلامیہ میں، اگر کوئی مرد یا عورت کی قوت نسل و حمل ختم کر دے تو اس پر دیت واجب ہو جاتی ہے۔ اسلام جرم قتل اور قوت پیدائش ضائع کرنے کے درمیان فرق نہیں کرتا"۔ (فتح العلی للمالک: ص ۱۹۰ ج ۲)

شیخ عبدالرحمٰن الجزیری فرماتے ہیں:

"عورت یا مرد کی حمل کی قوت ضائع کرنے پر نسل کے فوات ہونے کی وجہ سے دیت واجب ہوتی ہے"۔ (الفقہ علی المذاھب الاربعہ: ص ۳۴۱، ج ۵)

علامہ علاء الدین کاسانی فرماتے ہیں:

"کان، آنکھ، زبان اور قوت اولاد و حمل ختم کرنے پر دیت واجب ہوتی ہے"۔ (بدائع الصنائع: ص ۷۴۳، ج ۱۰)

علی ہذا القیاس اگر کوئی شخص بذات خود اپنی قوت کا خاتمہ اور انقطاع کروائے، وہ بھی جرم خودکشی کی طرح سزا کا مستحق ہے۔ نسل انسانی کو اجتماعی خودکشی سے باز رکھنے کے لئے ان سزاؤں کا نفاذ از حد ضروری ہے۔

یہ بات طے ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والے انسان ایک ہی جان حضرت آدم کی اولاد ہوں گے اور یہ کہ ان کے جسم میں قیامت تک پیدا ہونے والے انسان کا جوہر اصلی موجود تھا۔ سورۂ طارق کی آیات ۵-۷ میں فرمایا گیا ہے:

"انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کاہے سے پیدا ہوا۔ وہ اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کے بیچ میں سے نکلتا ہے"۔

اس مضمون کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر سورہ اعراف کی آیت ۱۷۲ کا مطالعہ کیا جائے جس میں "پیمان الست" کا ذکر ہے تو یہ نکتہ مزید واضح ہو جاتا ہے:

"اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی اور انہیں خود ان کے نفوس پر گواہ ٹھہراتے ہوئے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ کہنے لگے کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہیں کہ تو ہمارا پروردگار ہے۔ یہ اقرار اس لئے کرایا تھا تاکہ قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکو کہ ہمیں تو اس کی خبر ہی نہ تھی!"

گویا انسان کے صلب میں موجود انسانی روحوں کا انقطاع، اور ان کے معرض وجود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آنے کا فطری راستہ روکنا خواہ وہ کسی بھی ذریعہ سے ہو، انسانیت کی ہلاکت کے جرم سے کم نہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی کے حامیوں کو قرآن کریم سے کوئی دلیل اپنے حق میں نہیں ملتی لہٰذا وہ ذخیرۂ احادیث پر طبع آزمائی شروع کر دیتے ہیں۔ سب سے زیادہ تختۂ مشق عزل (Coitus Interruptus) کے بارے میں ملنے والی روایات کو بنایا گیا ہے۔ عزل کا رواج زمانہ جاہلیت میں تھا۔ یہ طریقہ دور جہالت میں لونڈیوں کے ساتھ اختیار کیا جاتا تھا تاکہ وہ "ام ولد" نہ بن جائیں اور پیدا ہونے والی اولاد کے حقوق اور وراثت کے مسائل پیدا نہ ہوں۔ جبکہ آزاد عورت کی صورت میں اس کے حقوق کی فوقیت مدنظر رکھتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہیں کیا جاتا تھا۔ آج کل عزل کی جگہ کنڈوم نے لے لی ہے۔ اسلام نے جس طرح بتدریج غلامی کا خاتمہ کر دیا اسی طرح عزل کا طریق کار بھی ترک کر دیا گیا۔ متعدد احادیث میں بالواسطہ طور پر عزل سے منع کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ "جس جان نے قیامت تک پیدا ہونا ہے وہ ہو کر رہے گی"۔ جبکہ مندرجہ ذیل حدیث میں عزل کرنے سے سختی سے منع فرما دیا گیا ہے۔

حضرت جذامہ رضی اللہ عنہا بنت وھب سے روایت ہے کہ "لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے عزل کا حکم دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پوشیدہ طریقہ سے قتل کرنے یا زندہ گاڑنے کے مترادف ہے۔ اور یہ خصلت اس قرآنی آیت کے زمرہ میں شامل ہے کہ زندہ درگور کی جانے والی جان سے سوال کیا جائے گا"۔

(صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: باب المباشرہ)

عزل کی ممانعت قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ البقرہ آیت ۱۸۷ میں اپنی بیویوں کے ساتھ اختلاط کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا:

﴿ وابتغوا ماکتب اللہ لکم ﴾

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نصیب میں جو لکھ دیا ہے، اسے تلاش کرو"

گویا ازدواجی زندگی صرف حصول لذت کے لئے نہیں بلکہ بقائے نسل انسانی کے لئے ہے، جو اصل منشائے ایزدی ہے۔ "وابتغوا" سے صاف اشارہ نکل رہا ہے کہ اس سے افزائش نسل مراد ہے نہ کہ عزل۔ علامہ زمخشری نے الکشاف میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے "قیل ھو نھی عن العزل" یعنی یہ آیت عزل کی ممانعت کا حکم رکھتی ہے۔ بیضاوی نے بھی اس آیت کو عزل کے ناجائز ہونے کی دلیل بنایا ہے۔

ایک اور آیت جس میں عورتوں کو کھیتی قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا "نسائکم حرث لکم" (البقرہ: ۲۲۳) کی تفسیر میں مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عورتوں کے لئے کھیتی کے استعارے میں ایک سیدھا سادا پہلو تو یہ ہے کہ جس طرح کھیتی کے لئے قدرت کا بنایا ہوا یہ ضابطہ ہے کہ تخم ریزی ٹھیک موسم میں مناسب وقت پر کی جاتی ہے، نیز بیج کھیت ہی میں ڈالے جاتے ہیں کھیت سے باہر نہیں پھینکے جاتے، کوئی کسان اس ضابطے کی خلاف ورزی نہیں کرتا"۔

ایک اور آیت ﴿ ولا تقتلوا اولادکم من املاق ﴾ "اپنی اولاد کو رزق کے اندیشہ سے قتل نہ کرو (الانعام: ۱۵۲) کی تفسیر میں علامہ قرطبی "احکام القرآن" میں لکھتے ہیں:

"اس سے عزل کی ممانعت پر استدلال کیا جاتا ہے کیونکہ زندہ درگور کرنے سے موجودہ اولاد بھی ختم ہو جاتی ہے اور آئندہ آنے والی نسل کا راستہ بھی مسدود ہو جاتا ہے۔ اور عزل آئندہ آنے والی نسل کو روکنے کی ایک شکل ہے، لہٰذا دونوں صورتیں ایک طرح کی ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ کسی جان کا قتل کبیرہ گناہ ہے، جبکہ یہ قبیح ترین فعل ہے"۔

مولانا وحید الدین خاں تفسیر "تذکیر القرآن میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"انسان اپنے حرص اور ظلم کی وجہ سے خدا کے پیدا کئے ہوئے رزق کو تمام بندوں تک منصفانہ طور پر پہنچنے نہیں دیتا۔ اور جب اس کی وجہ سے قلت کے مصنوعی مسائل پیدا ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ کھانے والوں کو قتل کر دو یا پیدا ہونے والوں کو پیدا نہ ہونے دو۔ اس قسم کی باتیں خدا کے نظام رزق پر بہتان کے ہم معنی ہیں"۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھا:

یہ آیت ان معاشی بنیادوں کو قطعی منہدم کر دیتی ہے جن پر قدیم زمانے سے آج تک مختلف ادوار میں ضبط ولادت کی تحریک اٹھتی رہتی ہے۔ افلاس کا خوف، قدیم زمانے میں قتل اطفال اور اسقاط حمل کا محرک ہوا کرتا تھا اور آج وہ ایک تیسری تدبیر، یعنی منع حمل کی طرف دنیا کو دھکیلا رہا ہے۔ لیکن منشور اسلامی کی یہ دفعہ انسان کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ کھانے والوں کو گھٹانے کی تخریبی کوشش چھوڑ کر ان تعمیری مساعی میں اپنی قوتیں اور قابلیتیں صرف کرے جس سے اللہ کے بنائے ہوئے قانون فطرت کے مطابق رزق میں افزائش ہوا کرتی ہے۔ اس دفعہ کی رو سے یہ بات انسان کی بڑی غلطیوں میں سے ایک ہے کہ وہ بار بار معاشی ذرائع کی تنگی کے اندیشے سے افزائش نسل کا سلسلہ روک دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہ انسان کو متنبہ کرتی ہے کہ رزق رسانی کا انتظام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس اللہ کے ہاتھ میں ہے جس نے تجھے زمین میں بسایا ہے جس طرح وہ پہلے آنے والوں کو روزی دیتا رہا ہے بعد کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے والوں کو بھی دے گا۔ تاریخ کا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں کھانے والی آبادی جتنی بڑھتی گئی ہے، اتنے ہی بلکہ بارہا اس سے بہت زیادہ معاشی ذرائع وسیع ہوتے چلے گئے ہیں۔ لہٰذا خدا کے تخلیقی انتظامات میں انسان کی بے جا دخل اندازیاں حماقت کے سوا کچھ نہیں ہیں"۔

رزق کی بہم رسانی اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے ساتھ مختص ہے۔ جبکہ بارہا مقتدر افراد نے اسے اپنا کمال بنا کر اللہ تعالیٰ کو اس کے درجۂ ربوبیت سے معزول کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح وہ خدا کی صفت رزاقیت میں شرک کے مرتکب ہوئے ہیں۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿ وان من شی الا عندنا خزائنه ﴾

"کوئی شے ایسی نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں"۔ (الحجر: ۲۱)

﴿ ماعندکم ینفد وماعنداللہ باق ﴾

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے"۔ (النحل: ۹۶)

﴿ وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها ﴾

"زمین میں کوئی جانور ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو"۔ (ھود: ۶)

مندرجہ بالا آیت میں پیٹ کے پجاریوں اور فلسفہ زندگی کی بنیاد شکم پر رکھنے والے دانشوروں کو شرم دلائی گئی ہے کہ انسان تو انسان، جانور بھی خدا کی نعمتوں سے محروم نہیں ہیں۔ لیکن ایمان کی کمی انہیں ان یقین دہانیوں پر باور کرنے سے روکتی ہے۔ کیونکہ دوسری طرف "شیطان" انہیں مفلسی سے ڈراتا اور انہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ وسائل کی از سرنو منصوبہ بندی پر زور دیتے ہوئے مولانا محمد تقی عثمانی رقمطراز ہیں:

"خاندانی منصوبہ بندی کی خالص احمقانہ تحریک نے بھی ہماری معیشت کو نقصان پہنچایا ہے۔ تیسرے پنج سالہ منصوبہ میں اس تحریک کے فروغ کے لئے ۲۸۴ ملین روپیہ کی رقم مخصوص کی گئی ہے (جبکہ سماجی بہبود کے لئے مخصوص کی جانے والی رقم کل ۱۲۵ ملین ہے)۔

یہ بات پوری طرح ثابت ہو چکی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی شرعی، عقلی، سماجی اور معاشی غرض ہر اعتبار سے پاکستانی عوام کے لئے ناقابل قبول ہے۔ اس صورت میں قومی دولت کا اتنا بڑا حصہ اس پر صرف کرنے کی بجائے زراعت کی ترقی اور کاشتکاروں کی پیداواری قوت بڑھانے پر صرف کیا جائے"۔ (عصر حاضر میں اسلام کیسے نافذ ہو؟ ص ۱۵۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر کولن کلارک نے "پاکستان کے کچھ معاشی مسائل پر عمومی تبصرہ" کے عنوان سے لکھا ہے:

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ معاشی وجوہ اس بات کی متقاضی ہیں کہ آبادی کے اضافہ کی رفتار کو کم کیا جائے یا یہ کہ ایک جامد اور محدود آبادی اصل مطلوب ہے۔ مجھے ان میں سے کسی تجویز سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں۔ میرے خیال میں معاشی مفکرین کا کام یہ ہے کہ وہ بتائیں کہ معیشت کو آبادی کی ضرورتوں کے مطابق کیونکر ڈھالا جائے، نہ یہ کہ آبادی کو معیشت کے مطابق کس طرح تراشا خراشا جائے۔ والدین اپنے ضمیر اور اپنی پسند کے مطابق بچے پیدا کرتے ہیں اور انہیں مستقبل میں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ کسی معاشی مفکر کو خواہ وہ کتنا ہی عالم و فاضل کیوں نہ ہو، اور کسی وزیر اعظم کو خواہ وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، یہ حق نہیں ہے کہ وہ والدین سے یہ کہے کہ ایسا کرو۔ ہرگز نہیں، بلکہ سارے حقوق دوسرے ہی پلڑے میں ہیں۔ ہر باپ کو ضرور یہ حق حاصل ہے کہ وہ ماہرین معیشت اور وزرائے اعظم سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ معیشت کو اس طرح منظم کریں کہ تمام لوگون کو ان کی بنیادی ضروریات فراہم ہو جائیں"۔ (کولن کلارک رپورٹ: ص ۲)

ضبط ولادت کی تحریک کے پس پردہ عالمی سیاست کے مخصوص عوامل کارفرما ہیں۔ یورپ میں جب اس کا آغاز ہوا تو جلد ہی منفی نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے اور معاشرتی نظام میں دراڑیں پڑنا شروع ہو گئیں تو اقبالؒ کو کہنا پڑا

کیا یہی ہے معاشرت کا کمال؟
مرد بے کار و زن تہی آغوش!

چنانچہ جنگ عظیم دوم کے دوران اتحادیوں نے جون ۱۹۴۰ کو ہزیمت کے بعد اقرار کر لیا کہ یہ ان کی نفس پرستیوں اور شرح پیدائش میں کمی کا نتیجہ ہے۔ خود مارشل پتیاں نے شکست کا ایک بنیادی سبب قلت اطفال (Too few children) کو قرار دیا۔ برطانوی وزیر اعظم چرچل کے صاحبزادے اینڈولف چرچل نے کہا: "میں نہیں سمجھتا کہ ہماری قوم بالعموم اس خطرے سے آگاہ ہو چکی ہے کہ اگر وہاں شرح پیدائش اسی طرح گرتی رہی تو ایک صدی کے اندر جزائر برطانیہ دنیا میں ایک بڑی طاقت نہ رہ سکے گا"

(بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت۔ ص ۸)

اس تناظر میں اگر پاکستان کی وفاقی صورت حال کو مد نظر رکھا جائے جسے اپنے خطہ میں اپنے سے چھ گنا بڑے دشمن کا سامنا ہے تو اصل خطرے کا احساس کرتے ہوئے تحدید نسل کے حامیوں کو اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا چاہئے۔ مشہور فلسفی اور مفکر برٹرینڈ رسل نے تحدید نسل پر اظہار تشویش کرتے ہوئے

محکمہ دعوت و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ

اس طرح ہنرمند کاریگروں، متوسط اور اعلیٰ خاندانوں کی تعداد میں کمی ہو رہی ہے جبکہ غریب، کند ذہن اور جمود زدہ طبقات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس طرح طبقاتی عدم توازن اور مصنوعی بانجھ پن پیدا ہو رہا ہے۔ مغرب میں شرح پیدائش میں کمی کے باعث بوڑھوں کی تعداد میں اضافہ سے سفید بالوں والا معاشرہ (People Society Grey) وجود میں آ رہا ہے جو نوجوانوں کے معاشرہ کی نسبت کم پیداآور ہوتا ہے۔ طلاق کی کثرت ہے کیونکہ لاولد شادیوں میں وقت گذرنے کے ساتھ بدمزگی اور بے کیفی پیدا ہو جاتی ہے، گویا کہ وہ اپنے سفر کے اختتام تک پہنچ گئے ہیں۔ طلاق حاصل کرنے والے جوڑوں میں دو تہائی بے اولاد ہوتے ہیں۔ عورت کے زندگی پر اس کے زیادہ برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کی ماں بننے کی خواہش کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے اعصابی اور جسمانی نظام میں منفی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ "صرف دو بچے" کا نعرہ انتہائی گمراہ کن ہے۔ میاں بیوی دو بچے پیدا کر کے صرف اپنا متبادل چھوڑتے ہیں، نسل کو آگے بڑھانے کے لئے معاشرہ کو کچھ نہیں دیتے"۔

ڈاکٹر فریڈرک کے بقول:

"ایسی آبادی کے لئے، جس میں دو بچوں کا رواج ہو، یا جس میں بالآخر ہر شادی پر دو بچے زندہ رہیں، نیست و نابود ہو جانا مقدر ہے۔ مثال کے طور پر اس کو یوں سمجھئے کہ ایک ہزار افراد جن میں دو بچوں کا رواج ہو پہلے تیس سال کے بعد صرف ۶۳۱ رہ جائیں گے۔ ۶۰ سال کے بعد ۳۸۶ اور ڈیڑھ سو برس کے بعد صرف ۹۲ رہ جائیں گے"

(بحوالہ میرج اینڈ فیملی: ص ۲۳۹)

ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے مجلہ فکر و نظر جولائی۔ ستمبر ۱۹۹۰ء کے مطابق کینیڈا میں ایک جوڑے کی طبعی عمر کے دوران اوسطاً (107) بچے پیدا ہو رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ایک نسل کے دوران اوسطاً ۳۰ افراد کی کمی واقع ہونے سے سالانہ ساٹھ ہزار افراد کم ہو رہے ہیں۔ یہ کمی فی الحال دیگر ممالک سے ہونے والی نقل مکانی کے ذریعہ پوری کی جاتی ہے۔ اہل مغرب نے طویلے کی بلا بندر کے سر ڈالنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس کے لئے ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کا انتخاب کیا ہے۔ ڈارون کے فلسفہ ارتقاء کو بنیاد بنا کر "تنازع للبقاء" (Struggle for Existence) کی جدوجہد میں یورپ کی بزعم خود بالاتر اقوام، غیر ترقی یافتہ اقوام کا خاتمہ چاہتی ہیں اور اپنے آپ کو "بقائے اصلح" (Survival of the fifttest) کا مستحق سمجھتے ہوئے نام نہاد ارتقائی مراحل تنہا طے کرنا چاہتی ہیں۔ اس بات کا ذکر میک کارمک نے اپنی کتاب میں ان الفاظ میں کیا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ترقی یافتہ ممالک کے لوگوں کے لئے اس بات میں ایک فطری پسندیدگی ہے کہ کم ترقی یافتہ ممالک میں انسانوں کی تعداد کم ہو جائے اور یہ اس لئے ہے کہ وہ ان کی بڑھتی ہوئی تعداد میں اپنے اعلیٰ معیار زندگی اور پھر خود اپنی سلامتی کے لئے مستقل خطرہ دیکھتے ہیں ---- یہ ایک نئی قسم کا سامراج ہے جس کا مقصد غیر ترقی یافتہ اقوام کو پست تر کرنا ہے۔ خصوصیت سے سیاہ فام نسلوں کو تاکہ سفید فاموں کی بالادستی قائم رہے"۔ (پیپل، پیپس، فوڈ: ص ۷۷-۷۸)

اس کے مقابلہ میں اسلام دنیا کو کالے اور گورے، امیر اور غریب کی تفریق سے نکال کر امن کا گہوارہ بنانا اور خدا پرست معاشرہ تشکیل دینا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے امت مسلمہ کی تعداد اور کثرت میں اضافہ ایک منطقی ضرورت ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم یوم القیامة

"زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو تاکہ قیامت کے دن میں تمہاری کثرت کی وجہ سے تمام امتوں میں زیادہ تعداد والا ہو سکوں (احمد و ابن حبان، بلوغ المرام)

دور حاضر میں انسانیت کے مستقبل اور بقا کی یہ جنگ اسلام اور کفر کے معرکہ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی کے بقول:

"دشمنان اسلام بظاہر خوبصورت ناموں اور پردوں میں چھپا کر ضبط ولادت کا پروگرام مختلف حیلوں اور بہانوں سے امت مسلمہ پر نافذ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس کی قوت کمزور اور شان و شوکت ماند پڑ جائے۔ تحدید نسل کے ان پروگراموں کو مختلف نام دیئے گئے ہیں مثلاً خاندانی منصوبہ بندی، بہبود آبادی، منظم، والدیت، منظم امومت وغیرہ سب ایک ہی شے کے مختلف نام ہیں"۔ (تنظیم النسل، ریاض: ص ۷)

پاکستان میں سرکاری طور پر جب اس محکمہ کا قیام عمل میں لایا گیا تو اس کا نام "خاندانی منصوبہ بندی ڈویژن" رکھا گیا۔ اس کا نوٹس لیتے ہوئے خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک جامع رپورٹ شائع کی جس کا پیش لفظ اس کے دو چیئرمینوں جسٹس ریٹائرڈ تنزیل الرحمٰن اور جسٹس ریٹائرڈ محمد حلیم نے لکھا۔ رپورٹ میں کونسل کی حتمی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا گیا:

"ضبط تولید کا جسے خاندانی منصوبہ بندی (اور اب آبادی کی منصوبہ بندی) کہا جاتا ہے ریاست کی باقاعدہ پالیسی کے طور پر اپنانا اسلامی شریعت کی روح کے خلاف ہے۔ ضبط تولید کی وجہ سے معاشرہ اعتقادی ارتداد، بے حیائی، قومی سطح پر جنسی بے راہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روی، ملکی دفاع اور اقتصادی ترقی کے لئے درکار افرادی قوت میں کمی کا شکار ہو جاتا ہے۔ نیز اس سے نفسیاتی و اعصابی تناؤ کے سبب بسا اوقات ماؤں اور بچوں کی صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔ کونسل نے اس دلیل کو رد کرتے ہوئے کہ آبادی میں اضافہ سے قومی وسائل کم پڑ جائیں گے، رائے ظاہر کی کہ یہ دلیل اعداد و شمار کی رو سے غلط ثابت ہو چکی ہے۔ لیکن مغرب کے پروپیگنڈہ باز اپنی بدنیتی کے باعث اسے تیسری دنیا کے ممالک و اقوام کے سامنے برابر پیش کئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا کونسل سفارش کرتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو حکومتی سطح پر ترک کیا جائے"۔ (رپورٹ خاندانی منصوبہ بندی: ص ۸۱)

طبی عذر کی بنا پر انفرادی استثناء کے علاوہ ضبط ولادت کو ایک تحریک کی شکل میں رواج دینا معاشرتی فساد کا باعث بن سکتا ہے۔ قرآن کریم میں مفسدین کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ وہ "اللہ کی تخلیق میں تبدیلیاں پیدا کریں گے" یہ پیشین گوئی اس تحریک پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ مانع حمل طریقوں کے طبی نقصانات کی فہرست بہت طویل ہے جس سے استعمال کنندگان کو اکثر بے خبر رکھا جاتا ہے۔ ان طریقوں پر عمل کرنے والے مردوں کے جسمانی نظام میں برہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ مردانہ کمزوری یا نامردی کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔ عورتوں میں بدمزاجی، چڑچڑا پن اور دیگر اعصابی تکالیف پیدا ہو جاتی ہے جن سے زوجین کے آپس کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ افسردگی، اشتعال انگیزی، بے خوابی، دوران خون کی کمی، ایام ماہواری کی بے قاعدگی، چہرہ کی بے رونقی، سینے کی نامکمل نشوونما غدودوں اور ہارمون کے نظام میں خرابی اور مصنوعی ہارمون کے استعمال سے کینسر لاحق ہونے کے امکانات موجود رہتے ہیں۔

اتنے نقصانات کے باوجود لادینیت اور سیکولرازم کے پرچارک اس بات پر مصر ہیں کہ اسلام کو صرف نظریہ، عبادات اور رسومات کی حد تک مانا جائے۔ لیکن معاشرت معیشت اور سیاست میں اس کے عمل دخل کی اجازت نہ دی جائے۔ ایسے ہی انسانوں کے بارے میں حکم ربی ہے:

"اور جب وہ صاحب اختیار ہوا تو اس نے زمین میں فساد پھیلانے اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں"۔ (البقرہ: ۲۰۵)

جنگ، آلام، آفات سماوی و ارضی سے ہونے والی تباہی اور ہلاکت، انسانی آبادی کو خود بخود کنٹرول کرتی ہے۔ ذرائع ابلاغ سے کی جانے والی تشہیری مہم سے بے حیائی، فحاشی، اخلاقی بے راہ روی، زنا اور بدکاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا ضبط ولادت کی تحریک کا فی الفور خاتمہ ہی انسانیت کے بہترین مفاد میں ہے۔ ——— ☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن عاجز مالیرکوٹلوی

زندگی تھی پُرسکوں جب تک کہ میں گمنام تھا

کلفتوں میں راحتیں تھیں، رنج میں آرام تھا
بات ہے اس وقت کی جب غلبۂ اسلام تھا

جب میں مُفلس تھا اسیرِ گردشِ ایام تھا
ہر طرح بدنام تھا میں، مجھ پہ ہر الزام تھا

صرف اک لغزش سے مردودِ خلائق ہوگیا
ورنہ شیطاں بھی کبھی مرہونِ صد اکرام تھا

تیرے دَر پر جب بھی جو آیا، ہوا وہ نیک نام
اس سے پہلے گو زمانے بھر میں وہ بدنام تھا

آدمی کا کیوں نہ مذہب، مذہبِ اسلام ہو
حضرت آدم کا مذہب، مذہبِ اسلام تھا

پوچھتے ہو، کیوں ہوا ناکامیوں کا سامنا
کچھ نہ پوچھو اصل میں اپنا ہی عزم خام تھا

جب کسی بھی وصف کے قابل نہ تھے اس وقت بھی
اے خدا ہم پر ترے اکرام تھے، انعام تھا

یاد آتے ہیں بڑھاپے میں، لڑکپن کے وہ دن
بے خبر تھا غم سے، جب ناواقفِ آلام تھا

حشمتِ دنیا تھی اس دم، گرد میری راہ کی
میں چلا جب سوئے بطحا، زیبِ تن احرام تھا

میری شہرت بن گئی ہے، دردِ سر میرے لئے
زندگی تھی پُرسکوں، جب تک کہ میں گمنام تھا

وقت تھا عہد جوانی کا، وہی تو کام کا
جب تجھے عاجزؔ، نہ کچھ لہو و لعب سے کام تھا

ضرورت برائے قاریہ

کلیہ" القرآن الکریم کے شعبہ "تحفیظ القرآن للبنات" (مدرسۃ الزہراء) میں بچیوں کو حفظ کروانے کے لئے حافظہ، قاریہ کی ضرورت ہے، جو علم تجوید کی سند یافتہ ہو۔ "محرم" کی موجودگی کی صورت میں رہائش بھی دی جاسکتی ہے۔ اگر محرم خود بھی قاری، عالم ہو تو اس کی ملازمت کے مواقع بھی موجود ہیں۔ دلچسپی رکھنے والے حضرات قاری محمد ابراہیم صاحب میر محمدی (عمید کلیہ" القرآن) سے درج ذیل پتہ پر فوری رابطہ فرمائیں۔

جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) ۹۱۔ بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور (5837339)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

از حافظ ثناء اللہ مدنی
ابنِ عم المرحوم

حافظ مقبول احمد علیہ الرحمۃ کا سانحی خاکہ
تاریخ ساز شخصیت

حضرت حافظ مقبول احمد تقسیم ہند سے قریباً نو سال قبل متحدہ ہندوستان میں کھیم کرن ضلع لاہور سے شمال مغرب میں واقع گاؤں "کلس" میں زمیندار راجپوت گھرانہ میں تولد ہوئے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: مقبول احمد بن میاں رحیم بخش بن اسماعیل خاں بن بہاول خاں بن بلند خاں بن وسن خاں... یہ نسب نامہ کلس کی اولاد سے حکیم خاں تک منتہی ہے اور کلس کا اصل جنڈیالہ کلساں ضلع شیخوپورہ سے تھا، حافظ صاحب نے بیوہ کے علاوہ پیچھے دو بچے چھوڑے ہیں جو شارجہ میں مقیم ہیں۔ بڑا عبدالمنان مدنی اس کی عمر قریباً چوبیس سال ہے چھوٹا عبدالحنان مکی ہے اس کی عمر اندازاً بائیس سال ہوگی عبدالحنان چونکہ مدینہ رسول ﷺ میں پیدا ہوا، اس لئے اسے مدنی کہا جاتا ہے اور عبدالحنان مکہ مکرمہ میں پیدا ہوا، چنانچہ اسی مناسبت سے اسے مکی کہا جاتا ہے دینی ضروری معلومات کے ساتھ ثانوی تعلیم انہوں نے شارجہ سے حاصل کی۔ والد کی بیماری کی وجہ سے شارجہ میں سرکاری ملازمت کرنے لگے ہیں۔

مرحوم کے عمود نسبی میں علمی روشنی کا اگرچہ فقدان تھا لیکن اہل علم سے الفت و محبت اور ملاقات اور تعلقات کی بنا پر علم دوستی ضرور تھی۔ ہمارے دادا جان گاؤں کے نمبردار ہونے کے باوجود مسجد سے قلبی تعلق رکھتے تھے یہاں تک کہ رات مسجد میں ہی بسر کرتے۔ بسا اوقات تہجد کے وقت جنات پاؤں کا انگوٹھا پکڑ کر جگا دیا کرتے تاکہ قیام اللیل کے سرور سے مستفید ہوں، ہمارے عمر رسیدہ بزرگ بیان کرتے ہیں کہ گاؤں میں سب سے پہلے شرک و بدعت سے مبرا و منزہ صحیح عقیدہ اختیار کرنے والے حافظ صاحب کے نانا جان میاں محمود مرحوم تھے جن کو یہ توحیدی روشنی میر محمد گاؤں کے اہل اللہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ہماری مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک پکی قبر تھی جس کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی صاحب قبر کے نام پر نذر و نیاز کے علاوہ اسے محل استغاثہ اور قاضی الحاجات سمجھا جاتا تھا مشار الیہ بزرگ نے اسے گرا کر زمین کے برابر کر دیا اور فصلی بٹیر جو وقتاً فوقتاً محض حصول زر کے لئے جمع ہوتے تھے ان کا راستہ مسدود کر دیا اس طرح گاؤں کو شرکیات سے پاک کر دیا گیا پھر علماء کی آمد و رفت کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہو گیا ہر طرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحیدی روشنی پھیلنے لگی بعد ازاں مولانا اللہ بخش مرحوم کی علم دوستی اور فن طباعت نے چار چاند لگا دیئے اس سے مزید منزل مقصود قریب تر ہوتی گئی اس دوران ہمارے ہی خاندان سے منسلک مولانا محمد عبداللہ کلعوی مرحوم نے مدرسہ غزنویہ امرتسر اور ویرووال سے سند فراغت حاصل کر کے واپس آکر قوم میں دعوت و تبلیغ کے فریضہ کا آغاز پورے انہماک سے کر دیا۔ روزانہ بعد از نماز فجر قرآنی دروس کا اہتمام فرمایا یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر ڈالا تقسیم کے بعد بھی اس مبارک عمل کو جاری رکھا ان کی جہد مسلسل کے نتیجے میں سرہالی کلاں میں مدرسہ تحفیظ القرآن کا قیام عمل میں آیا جو چشمہ سیرابی آج تک جاری ہے۔ اس کے مدرس اعلیٰ قاری خدا بخش مقرر ہوئے۔

عشرہ پچاس کے اوائل میں مرحوم نے سرہالی کلاں میں دیگر شرکا دراسہ سمیت حفظ کا آغاز کیا جو تین سال کی حدود میں اختتام پذیر ہوا آپ کی ذہانت و فطانت کی بناء پر محترم قاری صاحب کو ہونہار شاگرد سے بہت زیادہ پیار و محبت تھا۔ حضر و سفر میں اسے اپنے ساتھ رکھتے تلمیذ اطاعت گزار نے بھی اپنے نابینے استاد کی خدمت اس حد تک کی کہ ناشتہ اور کھانا گھر میں تیار کروانا اور کپڑے بذات خود دھو کر دینا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔

پھر ہمارے گاؤں کے ایک نیک صالح بزرگ مسمی حاجی عبدالعزیز جن کے روپڑی خاندان سے بڑے اچھے مراسم تھے انہوں نے ہمارے والدین کو راغب کیا کہ ان بچوں کو عالم بنانا چاہئے چنانچہ ان کی اجازت سے وہ ہم دونوں کو حصول علم کی خاطر مسجد قدس چوک دالگراں لاہور لے آئے اس وقت جامعہ اہلحدیث کا بڑا شہرہ تھا کیونکہ اساطین العلم اور شیوخ الشیوخ یہاں جمع تھے عالم ان سے متعارف اور وہ سند کی حیثیت رکھتے تھے مثل شیخنا مجتہد العصر حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی اور ان کے برادر حقیقی حافظ محمد حسین امرتسری" (والد مدیر اعلیٰ "محدث") جن کو علوم و فنون میں بالخصوص ملکہ تامہ حاصل تھا، نیز شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح، مولانا قادر بخش بہاول پوری، مولانا عبدالجبار اور مولانا محمد گکھڑوی معاون تحفۃ الاحوذی وغیرھم بھی لائق ترین اساتذہ شمار ہوتے تھے۔ حضرۃ العلام محدث روپڑی نے مرحوم کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی میزان الصرف سے لے کر اختتامی دروس تک اکثر اسباق و دروس انہی کے مرہون منت تھے دوسری جانب شاگرد نے بھی اپنے شیخ کی خدمت میں کوئی کمی نہ اٹھا رکھی ہر چند مسابقت کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

یہاں تک کہ سن ۱۹۶۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔ محدث روپڑی کے چونکہ سعودی عرب کے ممتاز علماء مثل محمد بن ابراہیم ال الشیخ مفتی اعظم سعودی عرب اور سماحۃ الشیخ ابن باز سے مثالی تعلقات تھے اس بنا پر ان کے دو شاگردوں ثناء اللہ (راقم الحروف) اور عبدالسلام کیلانی کو بڑی آسانی سے مدینہ

محکمہ دوائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا۔ پھر سن ۱۹۶۳ء کے کوٹہ میں حافظ صاحب مرحوم شامل ہوئے آپ نے تعلیم کا آغاز چونکہ ثانوی سے کیا تھا اس بنا پر آپ کو مدینہ" الرسول ﷺ میں قیام کا ایک لمبا عرصہ میسر آگیا بلکہ بعد میں بھی اپنے تعلقات کی بنا پر یہاں مقیم رہے حتی کہ دار الافتاء کی طرف سے بصورت ابتعاث تقرری معرض وجود میں آئی تو آپ متحدہ عرب امارات منتقل ہوئے۔ وہاں مدیر مکتب الدعوۃ والارشاد شیخ عمر بن عبدالعزیز العثمان تھے ان کے ساتھ مل کر دعوت و تبلیغ کے پروگرام کو مرتب کیا جو تھوڑا ہی عرصہ بعد نتیجہ خیز ثابت ہونا شروع ہو گیا۔ انہی دنوں ایک پاکستانی بدعتی نے دوبئی میں پکی قبر کھڑی کر دی۔ مدیر اور حافظ صاحب کے علم میں جب یہ بات آئی تو انہوں نے جذبہ جہاد کے پیش نظر راتوں رات اس کو اکھاڑ پھینکا اس کے بعد سے آج تک پورے امارات میں کوئی ایک بھی پکی قبر موجود نہیں، بلکہ داعیان شرک و بدعت کے لئے آج بھی دروازے بند ہیں سرعام خرافات کی تبلیغ نہیں کر سکتے بالخصوص شارجہ وغیرہ جہاں موحدین کی اکثریت ہے۔

دوسری طرف مرحوم نے دیکھا کہ ہمارے علاقوں (ہندوستان، پاکستان وغیرہ) کے رہائشی یہاں منتشر ہیں ان کا کوئی نظم ہے اور نہ کوئی صالح قیادت جو سب کو یکجا جمع کر سکے تو آپ نے موضوع ہذا پر غور و خوض شروع کر دیا اس اثنا میں اللہ رب العزت نے مجھے وہاں دورہ کرنے کی توفیق بخشی تو میں نے اکثر و پیشتر پروگراموں میں اسی فکر کو موضوع بحث بنائے رکھا "ید اللہ علی الجماعۃ" جس سے ساتھیوں کو ذہن سازی میں معاونت حاصل ہوئی میرے بعد سید بدیع الدین صاحب شارجہ تشریف لے گئے انہوں نے مزید اس کام کو آگے بڑھایا بلکہ اسی مساعی کے نتیجہ میں جماعت اہلحدیث کی تشکیل ہوئی جس کا امیر حافظ مقبول احمد مرحوم و مغفور کو منتخب کر لیا گیا۔ موصوف نے رات دن محنت شاقہ سے جماعت کو ترقی کے زینہ تک پہنچایا پورے متحدہ عرب امارات میں مدارس کا جال بچھا دیا گیا اور جگہ جگہ دعوتی و تبلیغی حلقہ جات قائم کر دیئے گئے جہاں ہر ہفتے دعاۃ مبلغین کے منعقد اجتماع میں دعوتی امور کا جائزہ لیا جاتا اور عوام سے رابطہ میں استحکام پر تدبر و تفکر کیا جاتا دوسری طرف دار الضیافہ (مہمان خانہ) کا اہتمام دو طرح سے کیا گیا ایک عمومی دوسرا خصوصی، عام مہمانوں کے لئے انتظام و انصرام شارجہ کے جماعتی مرکزی دفتر میں ہوتا اور خصوصی وفود اور اہل علم کے لئے اہتمام حافظ صاحب کے گھر پر ہوا کرتا تھا۔ موصوف مہمان نوازی کر کے خوشی کا اظہار فرماتے، ان لمحات کو ذخیرہ عقبی تصور کرتے پھر سفراء مدارس و مساجد اور محتاجوں کا تعاون خود کرتے حکومت اور اہل خیر سے بھی کراتے۔ مالی اعانت میں علماء اور دانشور حضرات کی خصوصی حوصلہ افزائی فرماتے جسے مقدور بھر مخفی رکھنے کی سعی بھی کرتے تاکہ علماء کے وقار کو آنچ نہ آنے پائے۔

ارباب حل و عقد کے ہاں آپ کے توصیہ (سفارشی لیٹر) کی حیثیت سند کا درجہ رکھتی تھی طویل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شدید بیماری کے باوجود ارباب اقتدار بسلسلہ تزکیہ اور توثیق آپ ہی کی طرف رجوع کرتے۔

مزید آنکہ آپ نے جدید تقاضوں کے پیش نظر شارجہ میں دو مدرسے کھول رکھے ہیں ایک لڑکوں کے لئے جبکہ دوسرا لڑکیوں کے لئے مخصوص ہے ان میں جدید و قدیم علوم کے امتزاج کا عملی تجربہ شروع ہے۔ جو نہایت کامیابی سے جاری و ساری ہے ان سے مسلم قوم کے ہزاروں بچے اور بچیاں مستفیض ہو رہے ہیں پھر سلفی دنیا سے رابطہ کے لئے سالانہ عالمی کانفرنس کا اہتمام فرماتے۔ پاک و ہند سے اہل علم اور دانشوروں کو خصوصی دعوت پر بلایا جاتا جس میں ہر مبلغ کے لئے کم از کم بارہ مختلف موضوعات پر بارہ مقامات پر لیکچر دینے ضروری ہوتے جن کی پیشگی اطلاع ہر مبلغ کو کر دی جاتی تاکہ وہ مکمل تیاری سے پروگرام میں شریک ہو سکے اور اہل ذوق کماحقہ مستفید ہوں۔ ایک انتہائی مبارک سلسلہ تھا جس سے رشک پیدا ہوتا کاش کہ ہمارے ہاں پاکستان میں بھی ایسی توفیق میسر آئے، یہ بات بھی ذہن نشین رہے دنیا کے اکناف و اطراف میں بندگان اللہ کی ایک معقول تعداد ایسی بھی موجود ہے جو آپ کی دعوت و تبلیغ سے متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوئے یا خرافات و بدعات سے تائب ہو کر داعیان اسلام بن کر اپنے علاقوں کو واپس لوٹے آج کے پرفتن دور میں وہ علم توحید بلند کئے ہوئے ہیں اور بہت ساری مخلوق کے لئے ہدایت کا سبب بن رہے ہیں۔ مرحوم کے خصائل حسنہ سے مابہ الامتیاز یہ ہے کہ آپ بڑے ملنسار خندہ پیشانی سے پیش آنے والے حلیم الطبع جود و سخاء کے پیکر، دوستی کا حق ادا کرنے والے ریاء اور سمعہ سے بعید، صاحب عقل و شعور سراپا حیاء، صاحب عزم بالجزم وارادہ، مصائب و مشکلات و بلایا میں ثابت قدمی کے پہاڑ حوصلہ مندی سے حوادث کا سامنا کرنے والے تھے۔ اہل توحید سے والہانہ عقیدت و محبت اور اہل شرک و بدعت سے اظہار بیزاری ان کا خاص شعار تھا۔

یاد رہے کہ موصوف ۱۷ جنوری ۱۹۹۲ء سے فالج کی مرض میں مبتلا تھے یکم اگست ۱۹۹۴ء میں بروز سوموار صبح چار بج کر چالیس منٹ پر اتفاق ہسپتال لاہور میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ و لہ ما اعطی وکل شی عندہ باجل مسمی اللھم اغفر عبدک مقبول احمد و ارفع درجتہ فی المھدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفرلنا و لہ یارب العالمین وافسح لہ فی قبرہ و نور فیہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غُنچے غُنچے کی زباں پر ہے حکایت تیری

عبدالرحمٰن عاجزؔ مالیر کوٹلوی

آنکھ کے سامنے ہر سمت ہے قدرت تیری
دل میں عظمت ہے تیری، آنکھ میں حسرت تیری

بحر و بر، برگ و شجر، کوہ و حجر، دشت و چمن
سب کا خلاّق ہے تو اور یہ خلقت تیری

یہ بدلتے ہوئے موسم یہ غروب اور طلوع
اہلِ دل کے لئے یہ بھی تو ہیں حجت تیری

تو نے پتھر کی چٹانوں سے بہائے دریا
اور دریاؤں میں طوفان ہیں قدرت تیری

برق و باد و مہ و خورشید و سحاب و انجم
ترے شہکار ہیں دیتے ہیں شہادت تیری

ترے محکوم ہیں ہم، تو ہے ہمارا حاکم
فرش تو فرش سرِ عرش حکومت تیری

خواب و بیداری شب و روز کا آنا جانا
چشمِ بینا کے لئے یہ بھی ہے نعمت تیری

بے شبہ خاک کا ہر ذرہ ہے اعجاز ترا
اور ہر قطرۂ باراں ہے کرامت تیری

لہلہاتے ہوئے کھیتوں کا یہ منظر دلکش
ایک ناظر کی نظر میں ہے علامت تیری

چشمۂ آب، سرِ کوہِ رواں تو نے کیا
موج دریا سے عیاں شانِ جلالت تیری

تیرے ہی دم سے، دمِ دورِ بہاراں کا وجود
باغ میں حسن ترا، گل میں ہے نکہت تیری

رزق تیرا ہی تو کھاتے ہیں، ترے منکر بھی
اللہ اللہ مرے اللہ سخاوت تیری

دور دل سے ہوا جاتا ہے تعیش کا فتور
راحتِ روح ہوئی جاتی ہے، قربت تیری

کوئی مخدوم ہے دنیا میں، کوئی خادم ہے
ترے ہر کام میں پوشیدہ ہے حکمت تیری

ترے نغمات میں سرمست ہیں مرغانِ چمن
غنچے غنچے کی زباں پر ہے حکایت تیری

چند اشعار تری حمد میں لب پر آئے
یہ ترا لطف ہے، عاجزؔ پہ عنایت تیری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الوقت عالمی سطح پر اسلام اور سیکولرزم کی فکری کشمکش شدید سے شدید ہو رہی ہے۔ اگرچہ سیکولرزم اپنے پرانے حربے "تشکیک" کے علاوہ انسانی بہبود اور ترقی کے نام نہاد دعووں پر مشتمل سازشیں تو کرتا ہی رہتا ہے، لیکن مسلمان اکثریت والے ممالک "نفاذ شریعت" اور مسلمان اقلیت والے ملکوں میں "تحفظ شریعت" کی سعی اس کا براہ راست نشانہ ہیں۔ لہٰذا دنیا بھر کی ایسی تمام تنظیموں کو مل جل کر "مسیونی ورلڈ آرڈر" کا توڑ کرنا چاہیے۔ اسی بارے میں "ورلڈ شریعت کونسل" کی تشکیل کے لئے متعدد ممالک کی علمی تحریکیں باہمی رابطہ کر رہی ہیں۔ زیر نظر اجلاس اسی رابطہ کے سلسلہ میں پاکستانی یونٹ کی تشکیل ہے۔

ورلڈ شریعت کونسل

مجلس تحقیق اسلامی ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور میں قانون دانوں، علماء، پروفیسرز، صحافی اور تجار حضرات کا ایک نمایندہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں غور کیا گیا کہ پاکستان میں نفاذ شریعت کی مساعی میں خاطر خواہ پیش رفت نہ ہو رہی ہے جس کی سیاسی وجوہات کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ معاشرت، معیشت، سیاست کے اہم قانونی مسائل کے سلسلہ میں عام تعلیم یافتہ طبقہ ابہام کا شکار ہے بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ علماء اور دانشور طبقہ کوئی عملی نظام پیش کرنے سے قاصر ہے لہٰذا وہ صرف جذباتی نعروں سے موجودہ سائنسی ترقی کو روکنا چاہتا ہے جبکہ صورت حال یکسر مختلف ہے۔ اسلام دین الٰہی ہونے کی حیثیت سے نہ صرف انسانی الجھنوں اور معاشرتی مسائل کا بہترین حل پیش کرتا ہے بلکہ صحیح طور پر انسانی حقوق کا تحفظ اور حقیقی سائنسی ترقی صرف اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی ممکن ہے۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ ملک بھر میں مذاکروں اور موثر لٹریچر کے ذریعہ سے عوام کی رہنمائی کی جائے اور موجودہ معاشی اور سیاسی الجھنوں کا قرآن و سنت کی روشنی میں قابل عمل حل پیش کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ملک میں موجود تنظیموں سے رابطہ کے علاوہ دوسرے ممالک میں نفاذ شریعت کی تحریکوں سے رابطہ و تعاون بھی بڑھانا چاہئے۔ چنانچہ "**ورلڈ شریعت کونسل**" کے پاکستانی یونٹ کی حیثیت سے درج ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے:

چیئرمین:	جسٹس ریٹائرڈ خلیل الرحمٰن چوہدری	فون نمبر: 851792
وائس چیئرمین:	حافظ عبدالرحمٰن مدنی	852897
〃 〃 :	سید محمد ابراہیم غزنوی	875152
جنرل سیکرٹری:	خواجہ حفیظ اللہ ایڈووکیٹ	324804
ڈپٹی سیکرٹری:	محمد رفیق عارف ایڈووکیٹ	7310864
خازن:	فیض الرحمٰن ایڈووکیٹ	7248328

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Regd. No. L: 7895 www.KitaboSunnat.com Phone: 852897

'MUHADDIS' Lahore

- عناد اور تعصب قوم کے لئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ----- لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم امت کے لئے رحمت کا باعث ہے۔
- علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار' انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ----- لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا امت کی تباہی کا سبب ہے۔
- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ----- لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرت اسلامی سے یکسر انحراف ہے
- تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمت عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے ----- لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔
- آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے۔۔ لیکن

ع جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عباد صالحین کے اوصاف میں داخل ہے ----- لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو:

محدث

کا مطالعہ فرمایئے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے۔ ان شاء اللہ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرز فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فی پرچہ: 30 روپے

زرسالانہ 100 روپے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ